268

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(100)/2011/393. Dated. 6th May, 2011. The following Order, made by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, is hereby published for general information:-

In exercise of the powers conferred on me under clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, **I, Rana Muhammad Iqbal Khan, *Speaker,*** Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Thursday 12th May 2011 at 3:00 p.m. in the Assembly Chambers, Lahore.

Lahore **RANA MUHAMMAD IQBAL KHAN**
6th May 2011 **SPEAKER**

270

جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(03)/2008/394. Dated. 8th May, 2011. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, **Rana Mashhood Ahmad Khan,** *Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab,* shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect during the absence abroad of **Rana Muhammad Iqbal Khan,** *Speaker*, Provincial Assembly of the Punjab.

DR. MALIK AFTAB MAQBOOL JOIYA
ACTING SECRETARY

272

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 12۔ مئی 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

قرارداد

1۔ ایک وزیر درج ذیل قرارداد پیش کریں گے:

یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی پُر زور سفارش کرتا ہے کہ بجلی کے خالص منافع کی مد میں سال 05-2004 تک واجب الادا رقم، جس کا تعین ہو چکا ہے، اس مد میں وفاقی حکومت بقایا رقم پنجاب حکومت کو فی الفور ادا کرے۔ مزید برآں صوبے کو 05-2004 کے بعد کی مدت کے لئے بجلی کے خالص منافع کی مد میں واجب الادا رقم کا جلد از جلد تعین کیا جائے اور یہ رقم بھی حکومت پنجاب کو ادا کی جائے تاکہ اس رقم کو صوبے کی ترقی کے لئے بروئے کار لایا جاسکے۔

273

مسودات قانون

(ایوان میں پیش کیا جانا)

2۔ مسودہ قانون اتھارٹی برائے تحفظ و معیارات خوراک پنجاب 2011
(مسودہ قانون نمبر 29 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون اتھارٹی برائے تحفظ و معیارات خوراک پنجاب 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) فیکٹریاں 2011 (مسودہ قانون نمبر 30 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) فیکٹریاں 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت 2011 (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ مسودہ قانون (ترمیم) کارکنان روڈ ٹرانسپورٹ 2011 (مسودہ قانون نمبر 32 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) کارکنان روڈ ٹرانسپورٹ 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ مسودہ قانون (ترمیم) بچوں کو ماں کا دودھ پلانے اور ان کی غذائیت کا تحفظ، پنجاب 2011
(مسودہ قانون نمبر 33 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) بچوں کو ماں کا دودھ پلانے اور ان کی غذائیت کا تحفظ، پنجاب 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

7۔ مسودہ قانون (تنسیخ) مغربی پاکستان آرڈیننس (لاہور) بس سٹینڈز اور ٹریفک کنٹرول 1963، مصدرہ 2011 (مسودہ قانون نمبر 34 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (تنسیخ) مغربی پاکستان آرڈیننس (لاہور) بس سٹینڈز اور ٹریفک کنٹرول 1963، مصدرہ 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

8۔ مسودہ قانون (تنسیخ) مغربی پاکستان آرڈیننس (گوجرانوالہ) بس سٹینڈز اور ٹریفک کنٹرول 1963، مصدرہ 2011 (مسودہ قانون نمبر 35 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون (تنسیخ) مغربی پاکستان آرڈیننس (گوجرانوالہ) بس سٹینڈز اور ٹریفک کنٹرول 1963، مصدرہ 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

274

9۔ مسودہ قانون اتھارٹی برائے پارکس و باغات 2011 (مسودہ قانون نمبر 36 بابت 2011)

ایک وزیر مسودہ قانون اتھارٹی برائے پارکس و باغات 2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

قواعد انضباطِ کار میں ترامیم پر غور و خوض اور ان کی منظوری

10۔ قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کے لئے قاعدہ 244۔اے کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں مجوزہ ترامیم کے تسلسل کے لئے قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2)، جسے قاعدہ 244۔اے(7) کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے، کے تحت ایک خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے باب 4، قاعدہ 22، 42، 83، 89، 91، 105، 112، 127، 128، پہلے شیڈول اور دوسرے شیڈول میں مجوزہ ترامیم، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور نے ان کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیرِ غور لائی جائیں۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں مجوزہ ترامیم منظور کی جائیں۔

بحث

11۔ گندم کی خرید کے لئے باردانہ پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	رانا مشہود احمد خان
قائد ایوان	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	راجہ ریاض احمد

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔ ڈاکٹر اسد اشرف، ایم پی اے پی پی۔138

2۔ میاں یاور زمان، ایم پی اے پی پی۔191

3۔ سردار محمد امان اللہ خان دریشک، ایم پی اے پی پی۔249

4۔ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، ایم پی اے ڈبلیو۔352

3۔ کابینہ

1۔ چودھری عبدالغفور : وزیر خوراک، صنعتیں، معدنیات و کانیں*

2۔ حاجی احسان الدین قریشی : وزیر مذہبی امور و اوقاف، بیت المال، محنت*

3۔ ملک ندیم کامران : وزیر زکوٰۃ و عشر، امداد باہمی اور بہبود آبادی

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 3۔ مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (15۔ اپریل 2011) تفویض کیا گیا۔

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 15۔ مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (15۔ اپریل 2011) تفویض کیا گیا۔

277

4۔ ملک احمد علی اولکھ : وزیر زراعت،، لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ جنگلات، ماہی پروری و جنگلی حیات اور سیاحت و ترقی تفریحی مقامات، آبپاشی و قوت برقی

5- سردار دوست محمد خان کھوسہ : وزیر تجارت و سرمایہ کاری

6- ملک محمد اقبال چنڑ : وزیر جیل خانہ جات

7- جناب کامران مائیکل : وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں، ترقی
خواتین،
سماجی بہبود، خزانہ، منصوبہ بندی و
ترقیات*

8- رانا ثناء اللہ خان : وزیر قانون و پارلیمانی امور، زکوٰۃ و
عشر*
ایس اینڈ جی اے ڈی،
داخلہ، پبلک،
پراسیکیوشن، مواصلات و تعمیرات
اور مال*

9- میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن : وزیر آبکاری و محصولات، ہائر
ایجوکیشن و
سکول ایجوکیشن، خواندگی و
غیر رسمی بنیادی تعلیم،
ٹرانسپورٹ*

278

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔	چودھری عبدالرزاق ڈھلوں	:	مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ
2۔	جناب کرم الٰہی بندیال	:	کوآپریٹوز
3۔	جناب عبدالحفیظ خان	:	زکوٰۃ وعشر اور بیت المال
4۔	جناب ظفر اقبال ناگرہ	:	ہاؤسنگ وشہری ترقی
5۔	جناب افتخار احمد خان	:	مذہبی امور و اوقاف
6۔	سردار محمد ایوب خان گادھی	:	تحفظ ماحولیات
7۔	محترمہ نازیہ راحیل	:	خصوصی تعلیم
8۔	جناب محمد سعید مغل	:	خوراک
9۔	جناب محمد آجاسم شریف	:	آبکاری ومحصولات
10۔	جناب محمد تجمل حسین	:	صنعت
11۔	جناب محمد خرم گلفام	:	ٹرانسپورٹ
12۔	جناب غلام نبی	:	کامرس وسرمایہ کاری
13۔	رانا محمد ارشد	:	سیاحت
14۔	جناب احسن رضا خان	:	خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم
15۔	جناب عامر سعید انصاری	:	جیل خانہ جات
16۔	سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	جنگلات
17۔	سردار شیر علی خان گورچانی	:	کالونیز واشتمال اراضی

18۔ ملک احمد کریم قسور لنگڑیال : لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ

19۔ چودھری ممتاز احمد ججہ : ایجوکیشن

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری 2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

279

20۔ جناب آصف منظور موہل : زراعت

21۔ جناب خلیل طاہر سندھو : انسانی حقوق و اقلیتیں

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

خواجہ حارث احمد

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : جناب مقصود احمد ملک

سپیشل سیکرٹری : ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

280

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

جمعرات، 12۔ مئی 2011

(یوم الخمیس، 8۔ جمادی الثانی 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 33 منٹ پر زیر صدارت

جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ
اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ
يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿٧٥﴾
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ
رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾

سورۃ الفُرقان آیات 74 تا 77

اور وہ جو (اللہ سے) دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا(74) ان (صفات کے) لوگوں کو ان کے صبر کے بدلے اونچے اونچے محل دیئے جائیں گے۔ اور وہاں فرشتے ان سے دعا و سلام کے ساتھ ملاقات کریں گے (75) اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور وہ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت ہی عمدہ جگہ ہے

(76) کہہ دو کہ اگر تم (اللہ کو) نہیں پکارتے تو میرا پروردگار بھی تمہاری کچھ پروا نہیں کرتا۔ تم نے تکذیب کی ہے سو اس کی سزا (تمہارے لئے) لازم ہو گی (77)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یہ دنیا اِک سمندر ہے مگر ساحل مدینہ ہے
ہر اک موج طوفاں کی راہ میں حائل مدینہ ہے
زمانہ دُھوپ ہے مگر چھاؤں ہے بس ایک نگری میں
یہ دنیا جَل کے بُجھ جاتی مگر شامل مدینہ ہے
مدینے کے مسافر تجھ پہ میرے جان و دل قربان
تیری آنکھیں بتاتی ہیں تیری منزل مدینہ ہے
شَرف مجھ کو بھی حاصل ہے محمد ﷺ کی غلامی کا
وہ میرے دل میں رہتے ہیں میرا دل بھی مدینہ ہے

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب میں قائم مقام سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

جناب قائم مقام سیکرٹری اسمبلی (ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب قائم مقام سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے:

(1)	ڈاکٹر اسد اشرف، ایم پی اے	پی پی۔138
(2)	میاں یاور زمان، ایم پی اے	پی پی۔191
(3)	سردار محمد امان اللہ خان دریشک، ایم پی اے	پی پی۔249
(4)	سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، ایم پی اے	ڈبلیو۔ 352

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جیل خانہ جات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں سانحہ ایبٹ آباد کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وارث کلو صاحب! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں decision ہو چکا ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا جائے گا اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ سب سے پہلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! سوال نمبر 994، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اڈیالہ جیل میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*994: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اڈیالہ جیل میں قیدیوں کو رکھنے کے لئے کتنی گنجائش ہے اور اسیران کی موجودہ تعداد کیا ہے؟

(ب) اڈیالہ جیل میں Class A اسیران کو ٹھہرانے کے لئے کتنی گنجائش ہے اور ان کو کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں نیز Class A قیدیوں پر کیا کیا پابندیاں عائد کی جاتی ہیں؟

(ج) اڈیالہ جیل میں خواتین اسیران کی موجودہ تعداد کیا ہے اور کن جرائم میں سزا یافتہ یا مقدمات میں ملوث ہیں نیز ان کا عرصہ قید کی بھی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اڈیالہ جیل میں خواتین اسیران اور ان کے ساتھ قید بچوں کو تعلیمی، تخلیقی اور تفریحی سرگرمیوں میں مصروف رکھنے کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اڈیالہ جیل میں 1994 اسیران کو رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ موجودہ تعداد 6002 ہے۔

(ب) اڈیالہ جیل میں 12 اے کلاس اسیران کو رکھنے کی گنجائش ہے اے کلاس اسیران کو باقی اسیران سے علیٰحدہ بارک میں رکھا جاتا ہے انہیں چارپائی، میز، دو کرسیاں رکھنے کی سہولت ہے اور 01 قیدی مشققتی بھی کام کرنے کے لئے دیا جاتا ہے اور اپنے طور پر کھانا پکانے کی بھی اجازت ہے۔ اس کے علاوہ جیل رول باب نمبر 10 میں دیئے گئے رولز کے مطابق اے کلاس اسیران کو تمام سہولیات میسر ہیں اسیران کے ساتھ جیل رولز کے مطابق ہی سلوک کیا جاتا ہے۔

(ج) اڈیالہ جیل میں کل 173 خواتین اسیران بند ہیں قیدی خواتین مندرجہ ذیل جرائم میں سزا یاب ہیں۔

قتل: 20 ڈکیتی: 01 منشیات: 60

سزا کی تفصیل

1 سال سے 2 سال تک	13
2 سال سے 5 سال تک	21
5 سال سے 10 سال تک	15
10 سال سے 14 سال تک	06
25 سال	24
سزائے موت	02

حوالاتی خواتین مندرجہ ذیل جرائم میں ملوث ہیں۔

منشیات:	48	قتل:	21	اغواء:	11	ڈکیتی:	3
اقدام قتل:	2	زناء:	4	نیب:	1	کلندر:	4

(د) اڈیالہ میں بند خواتین اسیران کے ساتھ بچوں کو مندرجہ ذیل سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔

1۔ نرسری کی تعلیم آڈیو وڈیو کی سہولت کے ساتھ۔

2۔ پانچ سے چھ سال کی عمر کے بچوں کے لئے جیل سٹاف کالونی میں واقع پرائمری سکول میں تعلیم حاصل کرنے کی سہولت۔

3۔ بچوں کو کتابیں، کاپیاں اور یونیفارم کی مفت سہولت۔

4۔ بچوں کے لئے کھیل کا میدان اور جھولے وغیرہ۔

5۔ چائلڈ سپیشلسٹ کا باقاعدگی سے معائنہ کرنا۔

6۔ موسم کے مطابق کپڑے، جوتے اور کھلونوں کی فراہمی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ "اڈیالہ جیل میں 1994 اسیران کو رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ موجودہ تعداد 6002 ہے۔" میں نے یہ سوال تقریباً ساڑھے تین سال پہلے پوچھا تھا اور اس کا جواب 10۔ نومبر 2009 کو موصول ہوا ہے۔ وزیر موصوف بتائیں کہ کیا یہ جواب updated ہے یا پھر مجھے 2009 کی position بتائی جا رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت اڈیالہ جیل میں 4870 اسیران موجود ہیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! اس سوال کے دو مختلف جوابات دیئے گئے ہیں۔ اسی اڈیالہ جیل سے متعلق سوال نمبر 1487 کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "جیل ہذا میں کل اسیران کی تعداد 5870 ہے" تو یہ دو مختلف جوابات کیوں دیئے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ جس سوال کی بات کر رہی ہیں اس کا جز بتا دیں تاکہ وزیر صاحب جواب دے سکیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 3 پر سوال نمبر 1487 دیا ہوا ہے میں اس کے حوالے سے بات کر رہی ہوں۔ اس سوال کے جواب میں جو تعداد بتائی گئی ہے وہ میرے سوال سے مختلف ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!آپ تو اگلے سوال کی بابت پوچھ رہی ہیں جو کہ ابھی پیش ہی نہیں ہوا۔آپ اپنے سوال سے متعلق اگر کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہیں تو وہ پوچھ لیں۔جب اس سوال کی باری آئے گی تو اس پر پھر بات کر لیجئے گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! محکمہ نے غلط جواب دیا ہے اس لئے میں نے یہ بات point out کی ہے۔آپ سے گزارش ہے کہ اس چیز کا نوٹس لیں اور ان کو ہدایت جاری کریں کہ next time درست اور updated جوابات اسمبلی میں پیش کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔میں معزز ممبران کی اطلاع کے لئے پہلے بتادوں، یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ایک سوال پر تین سے زیادہ ضمنی سوالات نہیں ہوں گے۔ محترمہ!آپ کے دو ضمنی سوالات ہو چکے ہیں اور اب یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہو گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر!جواب کے جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ اڈیالہ جیل میں ایک خاتون نیب کیس کی وجہ سے قید ہے تو میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گی کہ اس کی ذرا تفصیل بتا دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں محترمہ کا ضمنی سوال سمجھ نہیں سکا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر!نیب کے سلسلے میں ایک خاتون اڈیالہ جیل میں قید ہے اس کی ذرا تفصیل بتادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا نیب کی کوئی سزا یافتہ خاتون اڈیالہ جیل میں قید ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!نیب کیس کے حوالے سے صرف ایک آدمی اڈیالہ جیل میں قید ہے اور اس کا نام مسعود احمد لودھی ہے۔اس وقت اڈیالہ جیل میں نیب کیس میں سزا یافتہ کوئی خاتون قید نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!یہاں پر جو تحریری جواب دیا گیا ہے اس میں ایک خاتون قیدی کا لکھا ہوا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! وہ خاتون ضمانت پر رہا ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب نے updated position بتائی ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: منسٹر صاحب اس خاتون کا نام بتادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب وہ رہا ہوکر جاچکی ہیں تو نام کو کیا کرنا ہے؟ دوسرا ہر قیدی کا نام اور پتا معلوم ہونا بڑا مشکل کام ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ نیا سوال کردیں تو میں جواب دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال بھی سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1010 ہے۔

جیلوں سے ملحقہ عدالتی کورٹس کی تعمیر

*1010: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا حکومت جیلوں سے ملحقہ عدالتی کورٹس تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلہ میں اب تک کیا پیشرفت ہو چکی ہے؟

(ب) بجٹ 09-2008 میں عدالتی کورٹس کی تعمیر کے لئے اب تک کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں! حکومت جیلوں کے اندر کورٹس روم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اس لئے سالانہ ترقیاتی منصوبہ 09۔2008 میں مندرجہ ذیل نئی تعمیر ہونے والی جیلوں میں عدالتی کورٹ بھی تعمیر ہونے والی ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1۔	ڈسٹرکٹ جیل، حافظ آباد	7۔	ہائی سکیورٹی پریژن، ساہیوال
2۔	ڈسٹرکٹ جیل، خانیوال	8۔	ہائی سکیورٹی پریژن، میانوالی
3۔	ڈسٹرکٹ جیل، لودھراں	9۔	نیو ڈسٹرکٹ جیل راجن پور
4۔	ڈسٹرکٹ جیل، اوکاڑہ	10۔	ڈسٹرکٹ جیل، نارووال
5۔	ڈسٹرکٹ جیل، پاکپتن	11۔	ڈسٹرکٹ جیل، لیہ
6۔	ڈسٹرکٹ جیل، بھکر	12۔	ہائی سکیورٹی بیرک / پریژن سنٹرل جیل لاہور
		13۔	ہائی سکیورٹی بیرک / پریژن سنٹرل جیل راولپنڈی

جبکہ موجودہ جیلوں میں عدالتی کورٹس کی تفصیل فلیگ (اے) میں درج ہے جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) بجٹ 09۔2008 میں خصوصی طور پر عدالتی کورٹس کی تعمیر کے لئے علیٰحدہ کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ بجٹ 09-2008 میں خصوصی طور پر عدالتی کورٹس کی تعمیر کے لئے علیحدہ کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے اس کی وجہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ پچھلے بجٹ میں تقریباً 50۔ارب روپے law and order کے لئے رکھے گئے تھے تو کیا حکومت کے پاس اتنی بھی رقم نہیں ہے کہ علیحدہ کورٹس کے لئے تھوڑی سی رقم مختص کر لیتے اور Access to Justice Programme کے تحت بھی اب تک ان کو اربوں روپے کی foreign aid مل چکی ہے اُس کے بارے میں بھی ذرا بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چنڑ صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! overcrowding کی وجہ سے یہ تیرہ نئی جیلیں بن رہی تھیں اس کے لئے 75 ملین روپے allot ہوئے تھے جس میں سے آج تک تقریباً 23.38 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ فلڈ کی وجہ سے ہمیں بقایا فنڈز نہیں ملے تو چونکہ اب فلڈ ختم ہو گیا ہے تو اس پر بہت جلد کام شروع ہو جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ سوال 30۔ جولائی 2008 کو پوچھا گیا تھا اور اس کا جواب 11۔ نومبر 2009 کو آیا ہے تو جز (الف) کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ چھ اضلاع کی جیلوں میں court rooms بنانے کا ارادہ ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے current status پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ان چھ نئی جیلوں میں court rooms بن گئے ہیں اور اگر نہیں بنے تو کتنی نئی جیلوں میں court rooms بن گئے ہیں اور کتنی میں ابھی نہیں بنے اور جن نئی جیلوں میں court rooms ابھی نہیں بنے اُس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چنڑ صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت ہمارے پاس بیس courts کام کر رہی ہیں۔ سنٹرل جیل لاہور کی تین courts میں ایک video trial room بھی ہے۔ گوجرانوالہ، ساہیوال، شیخوپورہ، سنٹرل جیل فیصل آباد اور ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد، میانوالی، جھنگ، سرگودھا، بہاولپور اور ڈی جی خان میں ایک ایک اور سنٹرل جیل ملتان میں چار courts کام کر رہی ہیں۔

محترمہ سمیل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے چھ جیلوں میں جو چھ court rooms بنانے تھے مجھے ان چھ specific districts کے بارے میں بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چنڑ صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں بتا چکا ہوں کہ اس وقت پنجاب میں کل بیس courts کام کر رہی ہیں اور جو نئی جیلیں بن رہی ہیں اُن کے ساتھ بھی courts تعمیر ہو رہی ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے جز (الف) میں خود ہی اس چیز کو emphasize کیا ہے کہ حافظ آباد، خانیوال، لودھراں، اوکاڑہ، پاکپتن، بھکر، ساہیوال، میانوالی، راجن پور، نارووال، لیہ، لاہور اور راولپنڈی میں خواتین کی بیرکوں کا بہت مسئلہ ہے۔ اس سوال کے جواب میں صاف لکھا ہے کہ "جی ہاں۔ حکومت جیلوں کے اندر court rooms بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اس لئے سالانہ ترقیاتی منصوبہ 09-2008 میں مندرجہ ذیل نئی تعمیر ہونے والی جیلوں میں court rooms بھی تعمیر ہونی تھیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔" اب یہ 2008 سے تعمیر ہونے والی ہیں اور یہ ارادہ بھی رکھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ اقرار بھی کرتے ہیں کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں اس لئے ہم نے یہ جیلیں نہیں بنائی۔ انہوں نے آئندہ بجٹ میں اس improvisation کے لئے کوئی پیسا رکھا ہے، اگر پیسا رکھا ہے تو کتنا رکھا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چنڑ صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہماری چودہ جیلیں جو زیر تعمیر ہیں ان کا جتنا بجٹ ہمیں ملا وہ ہم خرچ کر چکے ہیں اور ان کا 35 سے 40 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ سالانہ بجٹ جونہی ملے گا ان کی بقیہ تعمیر مکمل ہو جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف اس چیز کا اقرار کر رہے ہیں کہ جب بجٹ آئے گا تو ان بے چاروں کو پتا چلے گا کہ اُس میں ان کے لئے پیسے ہیں یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: چنڑ صاحب! محترمہ کا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ نے اگلے بجٹ میں ان جیلوں کی تعمیر مکمل کرنے کے لئے پیسے رکھے ہیں اور اُس کے لئے آپ نے اپنی recommendations بھیج دی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہم نے ان پیسوں کے لئے اپنی recommendations بھیج دی ہیں اور آئندہ سال کے بجٹ میں ان جیلوں میں court room کی تعمیر کے لئے ہمیں پیسے مل جائیں گے اور ان کی تعمیر مکمل ہو جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ کے وزیر کو یہ نہیں پتا کہ ان جیلوں میں court rooms کی تعمیر کے لئے کتنے پیسے چاہئیں اور یہ پیسے کہاں سے مانگنے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! اس طرح نہیں ہوتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں اپنی محترمہ بہن کی تسلی کے لئے کہتا ہوں کہ یہ میرے پاس چیمبر میں آ جائیں، میں چیئرمین پی اینڈ ڈی سے رابطہ کر لیتا ہوں۔ ہم نے بقایا بجٹ کے لئے باقاعدہ لکھ کر دیا ہوا ہے۔

قائدِ حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب اس ایوان میں عرصہ دراز سے تشریف نہیں لا رہے جس کے لئے ہم نے کئی دفعہ گزارش کی ہے اور اب میں نے آپ کو ایک letter بھیجا ہوا ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں، انہیں بات کرنے دیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، قائد حزب اختلاف اور وزیر قانون کو گورنمنٹ کے behalf پر ہر وقت بات کرنے کا حق ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

کلو صاحب! پلیز، آپ راجہ صاحب کو بات کرنے دیں۔ آپ اس House کے decorum کا خیال رکھیں، پلیز تشریف رکھیں۔

قائدِ حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے میرا لکھا ہوا letter وزیر اعلیٰ صاحب کو بھیج دیا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! مجھے ایک نہایت اہم بات کرنی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! تشریف رکھیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ treasury کے ممبر ہیں، آپ treasury سے بات کریں۔ آپ اس بات کا خیال کریں کہ وہ Leader of the Opposition ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب اگلا سوال مسز ناظمہ جواد ہاشمی کا ہے۔

اڈیالہ جیل میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1487: محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
اڈیالہ جیل میں کل کتنے قیدی ہیں، ان میں کتنے قیدی قتل کے مقدمے میں کتنے قیدی چوری ڈاکے اور کتنے قیدی اغوا برائے تاوان کے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):
جیل ہذا میں کل اسیران کی تعداد 5873 ہے ان میں سے سزا یافتہ اسیران کی تعداد 1874 ہے جن میں سے 452 قیدی سزائے موت کے ہیں۔ قیدیان سزائے موت میں سے 417 قیدی قتل میں، 10 اغواء برائے تاوان میں اور باقی دیگر جرائم میں سزایاب ہیں۔ جبکہ باقی قیدیان میں سے 324 قتل میں، 46 ڈکیتی میں 138 چوری میں، 30 اغواء برائے تاوان میں اور باقی دیگر جرائم میں سزایاب ہیں۔

(اذانِ عصر)

جناب قائم مقام سپیکر: میں معزز ممبران کو اتنا بتا دوں کہ ہم نے اس House کے decorum کا خیال رکھنا ہے، بزنس ایڈوائزری کمیٹی کا یہ فیصلہ پہلے سے موجود ہے کہ قائد حزب اختلاف، وزیر قانون اور اسی طرح جو پارٹیاں House کے اندر موجود ہیں ان کے سربراہان کوئی بات کرنا چاہیں تو ان کو اجازت ہے اس کے علاوہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں ہوگی اس کے لئے بھی specific time رکھا ہوا ہے۔ اگر حکومتی بنچوں سے کوئی بولنا چاہتا ہے تو وہ وزیر قانون سے اور اگر کوئی اپوزیشن کے بنچوں سے بات کرنا چاہتا ہے تو وہ قائد حزب اختلاف سے بات کر لے اس کے بعد وہ جس کا نام ان کے حوالے سے آئے گا تو میں اس کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دوں گا۔ محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی صاحبہ! اب آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک سوال دو بار پوچھا گیا ہے اور دونوں سوالوں میں جواب مختلف آیا ہے۔ انھوں نے پہلے سوال کے جواب میں بتایا ہے کہ 6002 قیدی موجود ہیں اور ایک دن کے فرق کے ساتھ دوسرے سوال کا جو جواب آیا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ 5873 قیدی ہیں۔ کیا وزیر موصوف exact تعداد بتا سکتے ہیں کہ اس وقت قیدیوں کی کتنی تعداد ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس کی sanctioned strength 1994 ہے لیکن اس وقت حوالاتی 2776، قیدی 1713 اور سزائے موت کے 381 قیدی موجود ہیں اس طرح قیدیوں کی کل تعداد 4870 ہے جو اس وقت اس اڈیالہ جیل میں موجود ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انھوں نے سوال یہ کیا ہے کہ اڈیالہ جیل کے متعلق پہلے سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ 6002 قیدی موجود ہیں جس کا جواب 10۔ نومبر 2009 کو آیا ہے اور 11۔ نومبر 2009 کو دوسرے سوال کا جو جواب آیا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ 5873 قیدی ہیں تو ایک دن میں یہ فرق کیسے آیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! 30۔ اپریل 2011 کو اس جیل میں قیدیوں کی تعداد 4870 تھی، اس جیل میں بندے آتے بھی ہیں اور جاتے بھی ہیں، کوئی رہا ہوتا ہے اور کسی کی ضمانت ہو جاتی ہے اس لئے تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: جناب سپیکر! ایک دن میں تقریباً 300 کا فرق آیا ہے، اتنا زیادہ فرق کیسے آسکتا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! عدالتوں نے فیصلے کرنے ہوتے ہیں کہ کسی کو رہا کر دے اور کسی کو جیل بھجوا دے۔ یہ محکمہ جیل کا کام نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ ضمانت کے بعد بھی لوگ رہا ہو گئے ہوں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب دیکھ کر لگتا ہے کہ ماشاءاللہ عدالتیں دن رات اتنا کام کر رہی ہیں کہ 300 لوگوں کی ایک دن میں ضمانت ہو گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: 300 نہیں، 225 بنتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! 225 ضمانتیں ایک دن میں ہونا بہت بڑی بات ہے۔ اگر ایک جیل میں 225 اسیران کی ضمانت ہوتی ہے تو کمال ہو گیا اور پنجاب میں انصاف کا بول بالا ہو گیا میں آپ کو categorically یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ وزیر صاحب on the floor of the House یہ commitment دیں کہ واقعی 225 اسیران کی اس دن ضمانت ہوئی؟ اگر ایسا نہیں ہوا تو اس کے خلاف میں تحریک استحقاق House میں لاؤں گی چونکہ یہ غلط جواب ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ جواب

بالکل غلط دیا گیا ہے۔ میں نے کئی دفعہ آپ سے گزارش کی ہے کہ محکمے House کے اندر جواب بھیجنے کو تماشا سمجھتے ہیں۔ ہم یہاں وقت ضائع کرنے کے لئے نہیں بیٹھے، اگر ایک دن کے اندر 225 لوگوں کی ضمانت ہوئی ہے تو ٹھیک ہے۔ میں بھی ریکارڈ کو چیک کروں گی۔ اگر یہ جواب ٹھیک نہ ہوا تو پھر محکمے کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات تو اب ریکارڈ پر آچکی ہے کہ 225 لوگوں کی ضمانت ہوئی ہے۔ آپ کا حق تو آپ کے پاس ہے۔ منسٹر صاحب! اس کی تحقیق کر کے آپ House کو apprise کریں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! عدالت کو نہ میں، نہ کوئی محکمہ، نہ آئی جی جیل خانہ جات اور نہ سپرنٹنڈنٹ جیل کہہ سکتا ہے۔ یہ فیصلے عدالتوں نے کرنے ہیں۔ آپ جیل کا ریکارڈ دیکھ لیں کہ کتنے بندے release ہوئے ہیں، کتنے آئے اور کتنے گئے ہیں۔ ہمارا کام ان کی protection اور نگرانی کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ اڈیالہ جیل میں 417 سزائے موت کے قیدی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان قیدیوں کو کتنی بیرکوں میں رکھا ہوا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت اڈیالہ جیل میں سزائے موت کے 381 قیدی ہیں۔ قانون یہ ہے کہ ایک Death Cell میں ایک یا دو بندے ہونے چاہئیں لیکن اڈیالہ جیل میں زیادہ اسیران ہیں تو اس وقت ایک Death Cell میں پانچ چھ بندے موجود ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جیل کے Rule 633 کے مطابق سزائے موت کا ایک قیدی ایک cell میں رکھا جاتا ہے، آپ ایک نہ رکھیں، دو رکھ لیں یا تین رکھ لیں۔ کیا زیادہ قیدی ایک cell میں رکھنا خطرناک نہیں ہے اور اگر وہ ایک دوسرے کو مار دیں تو پھر کون ذمہ دار ہوگا؟ اس طرح rule violate ہو رہا ہے اگر rules بنے ہیں تو implementation کے لئے بنے ہیں۔ ان پر implement ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم نے بھی ایک rule رکھا ہوا ہے اور ہم اس کو لے کر چل رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے جواب دیا ہے کہ اڈیالہ جیل میں سزائے موت کے 381 قیدی ہیں اور چھ قیدی ایک cell میں ہیں تو مذکورہ جیل میں کل کتنے Death Cells موجود ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت اڈیالہ جیل میں چار بلاک ہیں جن میں چونسٹھ Death Cells موجود ہیں۔ چونکہ crime زیادہ ہے اور پورے پنجاب میں اڈیالہ جیل سب سے بڑی جیل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ چونسٹھ cells بتا رہے ہیں اور اس حساب سے counting ٹھیک ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! وزیر صاحب اس کو مان لیں تو کوئی حرج نہیں ہے کہ جیل میں rules violate ہو رہے ہیں۔ وزیر صاحب اسے مان لیں کہ حکومت پنجاب اس پر کنٹرول نہیں کر سکتی تو میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، انہوں نے مان لیا ہے اور پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ جہاں پر ایک قیدی ہونا چاہئے تھا وہاں پر چھ رکھے ہوئے ہیں۔ پلیز! اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ یہ سوال 2008 میں موصول ہوا تھا جسے اب تین سال ہو گئے ہیں لیکن اس کی current situation تو ہمیں معلوم نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے current situation یہ بتائی ہے کہ اِس وقت 370 something ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جو پہلے جواب آیا تھا انہوں نے اب اُس کو clear کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اُس میں پہلے 400 اور کچھ تھے لیکن منسٹر صاحب نے کہا کہ اب موجودہ 370 something ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کیا یہ rules کی violation نہیں ہے؟ اب یہ غلط جواب آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب انہوں نے کہہ دیا ہے کہ اِس وقت جگہ کی کمی کی وجہ سے ہم نے چھ چھ قیدی رکھے ہوئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ اِن سے پوچھیں کہ یہاں پر ایک غلط جواب کیوں آ رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! اب آپ تشریف رکھیں اور اگلا سوال لینے دیں۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب respond کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے انہیں سن لیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں یہ ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ جیل میں چونکہ overcrowding ہے اس لئے ہم نے مونس الٰہی کو الگ ایک کوٹھی میں سب جیل قرار دے کر رکھا ہوا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ حسن مرتضیٰ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

سید حسن مرتضیٰ: میرا سوال نمبر 3638 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کون سا سوال نمبر ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: وہ غلطی ہو گئی ہے۔ میرا سوال نمبر 2523 ہے۔

محکمہ جیل خانہ جات کے ملازمین کی تنخواہیں پنجاب پولیس کے برابر کرنے کا مسئلہ

*2523: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ جیل خانہ جات میں گریڈ ایک سے 20 تک کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ اور اسامی وار کتنی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جیل خانہ جات اور پنجاب پولیس محکمہ داخلہ کے ماتحت ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جیل خانہ جات کے ملازمین کی تنخواہیں پنجاب پولیس کے ملازمین سے کم ہیں، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت جیل خانہ جات کے ملازمین کی تنخواہیں پنجاب پولیس کے ملازمین کے برابر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ جیل خانہ جات میں گریڈ ایک سے 20 تک کی منظور شدہ اسامیوں گریڈ اور اسامی وار کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! محکمہ جیل خانہ جات محکمہ داخلہ کے ماتحت ہے۔

(ج) جی ہاں! اس کی وجوہات حکومت بہتر جانتی ہے۔

(د) اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کو چٹھی نمبری 31284 مورخہ 08-07-14 اور چٹھی نمبری 54266 مورخہ 08-11-27 ارسال کی ہیں جس میں جیل ملازمین کی تنخواہیں پنجاب پولیس کے ملازمین کے برابر کرنے کا کہا گیا ہے۔ مگر ابھی تک کوئی کارروائی عمل میں نہ آئی ہے۔ اس کی وجوہات حکومت بہتر جانتی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: اس کا جواب وزیر صاحب پڑھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! جواب پڑھ دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جواب یوں ہے کہ:

(الف) سکیل ایک تا سکیل 21 تک کی کل اسامیوں کی تعداد 12912 ہے۔ تفصیل خالی اسامیاں ایک تا 21 کی 1920 ہیں اور حاضر اسامیاں 10992 ہیں۔ اس وقت محکمہ جیل میں مورخہ 26۔ ستمبر کو سکیل بڑھا کر سکیل 21 تک کر دیئے گئے ہیں مثلاً جو سکیل 14 میں تھا اسے 16 میں کر دیا ہے، 17 سے 18 میں، 18 سے 19 میں اور 19 ویں والے کو سکیل 20 میں کر دیا ہے۔ اسی طرح سکیل 20 میں ایک آئی جی جیل خانہ جات تھے جن کا سکیل 21 کر دیا گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ کون سا جواب پڑھ رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب جواب ہی پڑھ رہے ہیں اور جواب کی تفصیل انہوں نے ایوان کی میز پر رکھی ہے اُس کو explain کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ جو جواب یہاں پر print ہے صرف وہ پڑھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! جو جواب print ہے وہ پڑھ دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب جز (ب)، (ج) اور (د) پڑھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! یہ تینوں جز پڑھ دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جی، میں پڑھ دیتا ہوں۔

(ب) جی ہاں! محکمہ جیل خانہ جات محکمہ داخلہ کے ماتحت ہے۔

(ج) جی ہاں! جناب سپیکر! یہاں پر جز (ج) میں misprint ہو گیا ہے اور یہ پرنٹنگ پریس کی غلطی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! محکمہ نے یہ جواب غلط دیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جواب میں لکھا ہے کہ "اس کی وجوہات حکومت بہتر جانتی ہے" اس حوالے سے ذرا بتائیں۔

میاں عطاء محمد خان مانیکا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: .Order in the House مانیکا صاحب! یہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں decide ہو چکا ہے کہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کرے گا۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

میاں عطاء محمد خان مانیکا: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے منسٹر صاحب جواب دے لیں پھر آپ ضمنی سوال کر لیجئے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مانیکا صاحب ہمارے بھائی ہیں لیکن یہ اس سوال پر ضمنی سوال نہیں کر سکتے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس سوال کا جز (د) اس طرح سے ہے کہ اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کو چٹھی نمبری 31284 مورخہ 08-7-14 اور چٹھی نمبری 54266 مورخہ 08-11-27 ارسال کی ہیں جن میں جیل ملازمین کی تنخواہیں پنجاب پولیس کے ملازمین کے برابر کرنے کا کہہ دیا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔ اب جیل ملازمین کی تنخواہ پولیس ملازمین کے برابر ہو گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ جواب بالکل غلط ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے عرض کی تھی کہ جز (ب) سے جز (د) تک پڑھ دیں۔ منسٹر صاحب کا واقعی نیا صوبہ بننے کی ضرورت ہے کیونکہ ان کی اور ہماری زبان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ آپ انہیں صرف یہ کہہ دیں کہ جز (ج) پڑھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے پڑھ دیا ہے اور جو آپ کہنا چاہ رہے ہیں وہ سارے House کو پتا لگ گیا ہے۔ آپ کا اس پر ضمنی سوال کیا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال ہی کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے پڑھ دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں جز (ج) پڑھوانا چاہتا ہوں، وہ اسے پڑھ دیں۔ یہ میرے بڑے بھائی اور میرے لئے نہایت قابل احترام ہیں۔ یہ صرف جز (ج) پڑھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے پڑھ دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: لیکن ہمیں سمجھ نہیں آئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا دوبارہ پڑھ دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جز (ج) کا جواب جز (د) میں درج ہے جس میں کہہ دیا گیا ہے کہ "حکومت پنجاب نے جیل ملازمین کی تنخواہیں ایک نوٹیفکیشن کے تحت بڑھا دی ہیں۔"

جناب قائم مقام سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! اگر آپ کا ضمنی سوال ہے تو کر لیں ورنہ مانیکا صاحب ضمنی سوال کر لیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: مانیکا صاحب کیسے ضمنی سوال کر سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سوال کرنا ہر ایک کا right ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے اس House میں صرف آپ سے امید ہوتی ہے کہ آپ بات کی sensitivity کو بھی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہر بات کی تحقیقات بھی کرتے ہیں۔ جواب

کے جز(ج) میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ "جی ہاں اس کی وجوہات حکومت بہتر جانتی ہے۔" مجھے اس پر آپ کی رولنگ چاہئے کہ "کیا حکومت بہتر جانتی ہے" کا جملہ اس House میں جواب میں آ سکتا ہے اور اگر حکومت بہتر جانتی ہے تو وہ کس کو جوابدہ ہے؟ اس House کے اندر جواب یہ دینا کہ "حکومت بہتر جانتی ہے" اسی طرح آگے جز(د) میں لکھا ہے کہ "ہم نے چٹھیاں بھیج دی ہیں لیکن ابھی تک کوئی کارروائی عمل میں نہ آئی ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ وزیر بھی نااہل ہے اور محکمہ بھی نااہل ہے جو اپنی ہی چٹھیوں پر عملدرآمد نہیں کرا سکتے۔ میں آپ سے چاہتی ہوں کہ آپ intervene کریں۔ پہلے تو اس پر جناب کی طرف سے action آنا چاہئے تاکہ باقی محکموں کو بھی ایک message جا سکے کہ اس قسم کا جواب House کے اندر نہیں دیا جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ وزیر صاحب اس کی ذمہ داری لیتے ہوئے مستعفیٰ ہو جائیں اور اپنا استعفیٰ پیش کریں کیونکہ اس سے بڑی حکومت پنجاب کی نااہلی embarrassment کے لئے نہیں ہو سکتی۔ یہ اپنی چٹھیوں پر عملدرآمد نہیں کرا سکتے اور جواب دیتے ہیں کہ "حکومت بہتر جانتی ہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں پر one man show چل رہا ہے۔ یہ صریحاً House اور House کے ممبران کی insult ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پر اگر وزیر صاحب میں ذرا سی بھی اخلاقی جرأت ہے تو وہ یہاں کھڑے ہو کر استعفیٰ کا اعلان کریں اور اپنی responsibility کو مانیں کہ انہوں نے House کے اندر غلط جواب دیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ غلط جواب ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: .Order in the House ذرا ایک منٹ ٹھہر جائیں اور محترمہ نے جو بات کی ہے اُس کا وزیر صاحب جواب دے لیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں ان کی تسلی بھی کرا سکتا ہوں اور میری ڈیوٹی ہے کہ میں ہر ممبر کو اُس کی تسلی کرا دوں۔ بات یہ ہے کہ جز(ج) والا جواب پہلے کا تھا اور اب بعد میں حکومت پنجاب نے جو نوٹیفکیشن جاری کیا ہے وہ میں نے پڑھ دیا ہے اس کے علاوہ میری بہن نے کہا ہے کہ میں استعفیٰ پیش کر دوں تو یہ ان کی بھول ہے کیونکہ میں ماشاءاللہ اپنے محکمے کے متعلق جانتا ہوں کہ میرا محکمہ کیا کر رہا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! منسٹر صاحب اس کا جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ اب اس پر اگلا ضمنی سوال آنے دیں۔ جی، مانیکا صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں عطاء محمد خان مانیکا کے بولنے پر محترمہ سیمل کامران، سیدہ ماجدی زیدی، محترمہ آمنہ الفت، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری اور محترمہ ساجدہ میر نے کہا کہ مانیکا صاحب ضمنی سوال نہیں کر سکتے)

میاں عطاء محمد خان مانیکا: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کرنے سے پہلے انہیں بٹھائیں تو سہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: .Order in the House جس طرح تمام ممبران کا حق ہے اس طرح اُن کا بھی حق ہے اور وہ ضمنی سوال کر رہے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ہم نے جو بات کی ہے اُس پر آپ کی رولنگ چاہیئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اُس پر میں ابھی اپنی رولنگ دیتا ہوں لیکن پہلے مانیکا صاحب کی بات تو سن لیں۔ جی، مانیکا صاحب!

میاں عطاء محمد خان مانیکا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہمارے بہاولپور سے معزز ممبر اسمبلی اس ایوان میں کس حیثیت میں سوالوں کے جواب دے رہے ہیں؟

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ (ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے "نو، نو" کی آوازیں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! مجھے سوال کی سمجھ نہیں آئی۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے ایک بات طے کی ہوئی ہے کہ جس پارٹی کا سوال ہو گا وہی یا اسی پارٹی سے تعلق رکھنے والا معزز ممبر ضمنی سوال کرے گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں نے قطعاً یہ نہیں کہا ہوا بلکہ دو ضمنی سوال کئے جا سکتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مرکز میں ہمارا اتحاد (ق) لیگ سے ہے مگر پنجاب اسمبلی میں نہیں ہے لہذا میرا سوال تھا اور ضمنی سوال بھی میں نے یا میری جماعت کے کسی معزز ممبر کو کرنے کا حق تھا لیکن آپ نے انہیں ٹائم دے دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ فرمائیں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: میرے سوال کا جواب پہلے منسٹر صاحب دیں کہ "حکومت کون ہے" جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے کیونکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت وہ خود ہیں۔ اگر کوئی اور ہے تو وہ اس کا نام بتائیں کہ وہ کون ہے؟ دوسری بات یہ کہ میں نے یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ تقریباً سات ہزار غریب وارڈنز جن میں لیڈی وارڈنز اور باقی افسران شامل ہیں کی تنخواہوں کا مسئلہ ہے کہ دو سال سے انہیں تنخواہیں نہیں دی گئیں جبکہ محکمہ بار بار سفارشیں کر رہا ہے تو یہ بتائیں کہ ان کی تنخواہیں کب بڑھائی جائیں گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! پہلے بھی بات کر چکا ہوں کہ یہ جواب پہلے آ چکا ہے لیکن۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! تشریف رکھیں اور میری بات سنیں کہ ایوان کے اندر اس طرح کے جوابات آنے پر آپ کو کارروائی کرنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جس نے یہ جواب دیا ہے اس نے اس ایوان کے ساتھ مذاق کیا ہے۔ جب ہم بات کرتے ہیں کہ ہماری پارلیمنٹ سپریم ہے تو اس طرح کا جواب دینے والا شخص اس ادارے کے بارے میں اس طرح کے خیالات رکھتا ہے تو اس کے خلاف فوری طور پر کارروائی ہونی چاہئے اور کارروائی کر کے آپ آئندہ سیشن میں اس بارے میں ایوان کو apprise کریں گے۔ آپ کے ساتھ ملک ندیم کامران صاحب، حسن مرتضیٰ صاحب کا چونکہ سوال تھا تو انہیں، ان کے ساتھ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ اور علی حیدر نور خان نیازی صاحب پر مشتمل کمیٹی بنائی جا رہی ہے جو فوری طور پر اس معاملے کی انکوائری کر کے معزز ایوان کو apprise کرے گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ محکمہ کی نمائندگی ایوان میں وزیر کرتے ہیں اور محکمے کے تمام افعال کے ذمہ دار بھی وہی ہوتے ہیں تو وزیر صاحب جب اس قسم کا جواب لے کر معزز ایوان میں آ گئے ہیں جو ایوان میں present ہو گیا ہے تو پھر صرف محکمے کے shoulder پر گولی نہ چلائیں کیونکہ وزیر صاحب اس کے ذمہ دار ہیں لہذا انہیں اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اپنی نااہلی پر استعفیٰ دینا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس حوالے سے ہمیں conclusion پر jump نہیں کرنا چاہئے کیونکہ کمیٹی بنا دی گئی ہے جس کی سفارشات آنے پر اسے دیکھا جائے گا۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ آپ نے اس سوال سے متعلقہ کمیٹی بنائی ہے تو آپ اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! یہ بات understood ہے کیونکہ ماضی میں جب بھی کمیٹی بنی ہے تو سوال pending ہوا ہے۔ جی، محترمہ راحیلہ خادم حسین!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہمارے صوبائی وزراء نااہل نہیں ہیں بلکہ وفاقی وزراء کرپٹ بھی ہیں اور نااہل بھی۔ (شیم، شیم)

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2803 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور میں جواب سے مطمئن ہوں اور کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوٹ لکھپت جیل لاہور کے خالی رقبہ پر زرعی کاشت کی تفصیلات

*2803: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوٹ لکھپت جیل لاہور کے خالی رقبے کو زرعی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے؟

(ب) سال 2008 کے دوران خالی رقبے پر کونسی کونسی اجناس کاشت کی گئیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قیدیوں کے کھانے کا کیا مینو ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قیدیوں کو مینو کے مطابق کھانا نہیں دیا جاتا؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جیل ہذا پر کوئی خالی رقبہ نہ ہے جو زرعی مقاصد کے لئے استعمال ہو سکے۔

(ب) سال 2008 کے دوران کوئی بھی جنس کاشت نہیں کی گئی کیونکہ جیل ہذا میں زرعی زمین نہ ہے۔

(ج) پنجاب کی تمام جیلوں میں کھانے کا ایک ہی مینو ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے جیل ہذا میں قیدیوں کو مینو کے مطابق کھانا نہیں دیا جاتا۔ جیل میں اسیران کو مینو کے مطابق کھانا فراہم کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

جناب محمد شفیق خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3306 ہے۔ سوال پڑھا ہوا تصور کیا جائے لیکن اس کا جواب وزیر موصوف پڑھ دیں۔

پنجاب پولیس کی طرح جیل خانہ جات کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کا مسئلہ

*3306: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے چند روز قبل پنجاب پولیس کے ملازمین کی تنخواہوں اور الاؤنسز میں اضافہ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جیل خانہ جات کے ملازمین جن کے ڈیوٹی Hour اور فرائض منصبی پنجاب پولیس کے ملازمین سے ملتے جلتے ہیں مگر ان کی تنخواہوں میں اضافہ نہ ہوا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جیل خانہ جات کی اتھارٹی نے اپنے ملازمین کی تنخواہیں اور الاؤنسز پنجاب پولیس کے ملازمین کے برابر کرنے کے لئے اپنی سفارشات حکومت کو بھجوائی ہیں مگر ان پر عملدرآمد نہ ہوا ہے؟

(د) کیا حکومت جیل خانہ جات کے ملازمین کی تنخواہیں اور الاؤنسز پنجاب پولیس کے برابر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں جواب پڑھ دیتا ہوں۔

(الف) یہ درست ہے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پنجاب پولیس کے ملازمین کی تنخواہوں اور الاؤنسز میں اضافہ کیا ہے۔

(ب) محکمہ جیل خانہ جات کے ملازمین کی ڈیوٹی آٹھ گھنٹے ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر گورنمنٹ نے جیل ملازمین کی تنخواہیں بڑھانے کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔

(ج) محکمہ جیل خانہ جات کی سفارشات پر عمل درآمد کرتے ہوئے حکومت پنجاب نے بروئے حکم نمبر SO(Prs)18-24/2009 مورخہ 2010-03-26 جیل ملازمین کے لئے پریزن الاؤنس سکیل کی بنیادی تنخواہ کے برابر کر دیا ہے۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔ اس طرح محکمہ جیل کے ملازمین کی تنخواہیں اور گریڈ پنجاب پولیس کے ملازمین کے برابر کر دی گئی ہیں۔ تاہم تمام پولیس ملازمین کو ڈیلی الاؤنس ماہانہ تنخواہ کے ساتھ مل رہا ہے جبکہ جیل ملازمین کو ڈیلی الاؤنس نہیں مل رہا۔

(د) حکومت محکمہ جیل خانہ جات کے ملازمین کی تنخواہیں اور گریڈ پنجاب پولیس کے ملازمین کے برابر کر چکی ہے۔ تاہم تمام پولیس ملازمین کو ڈیلی الاؤنس ماہانہ تنخواہ کے ساتھ مل رہا ہے جبکہ جیل ملازمین کو ڈیلی الاؤنس نہیں مل رہا۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ تمام پولیس ملازمین کو ڈیلی الاؤنس ماہانہ تنخواہ کے ساتھ مل رہا ہے اور جیل ملازمین کو نہیں مل رہا تو کیا اس سلسلے میں یہ کچھ کرنا چاہتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس کے لئے process کر رہے ہیں تا کہ جیل ملازمین کو بھی پولیس ملازمین کے برابر ڈیلی الاؤنس مل جائے۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب فرمائیں گے کہ کتنا وقت لگ جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس بجٹ کے بعد ہو جائے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ سوال 2009 میں پوچھا گیا اور اب تک دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن ابھی تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا تو اب ہم بجٹ کا انتظار کر رہے ہیں کہ اس میں یہ ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کے مطابق تو یہی جواب ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ یہ دو سال سے کوشش کر رہے ہیں اور دو سال سے جیل ملازمین کو ڈیلی الاؤنس نہیں مل رہا۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس پر ضمنی سوال پوچھ سکتی ہیں، بحث نہیں کر سکتیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ کب تک جیل ملازمین کا الاؤنس شروع ہو جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے جواب دیا ہے کہ بجٹ کے بعد ہو جائے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس سال بجٹ آ جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میرا خیال ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! منظور بھی ہو جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: وقت آئے گا تو پتا لگ جائے گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! misunderstanding یہ ہے کہ بجٹ بعد میں آئے گا لیکن انہوں نے بجٹ میں اس مد میں کچھ نہ کچھ رکھا ہوگا تو بجٹ میں تب آئے گا تو کیا وزیر موصوف بتانا پسند فرمائیں گے کہ انہوں نے بجٹ میں کتنی رقم رکھی ہے اور وہ process کس stage پر ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ نیا سوال جمع کروا دیں اور میں اس کے facts and figures منگوا لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ اس پر نیا سوال لے کر آئیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب آنا چاہئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے amount پوچھی ہے تو ان کو زبانی یاد نہیں ہوگی۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! چلیں! یہ ہمیں process کے متعلق بتا دیں کہ وہ کہاں تک پہنچا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہان ملک صاحب!

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے تمام منسٹر حضرات سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 2009 کے سوال کا جواب ابھی ملا ہے اور اس میں بھی کہا گیا ہے کہ بجٹ، یہ ایک وضاحت فرمائیں کہ کون سا بجٹ؟ دوسرا یہ فرمائیں کہ اگر مزید نئے سوالات دیئے جائیں گے تو کیا ان کا جواب اگلی آنے والی اسمبلی دے گی کیونکہ 2009 کے سوالات کے جوابات 2011 میں آرہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس کا جواب 2010 میں آ گیا تھا کیونکہ اجلاس کے دوران روزانہ ہر محکمہ کی باری نہیں ہوتی، جب ہمارے محکمہ کی باری آئی ہے تو میں ایوان میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ کے سوال کا جواب دے دیا گیا ہے۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! ان کے پاس جو جواب تھا انہوں نے دے دیا ہے۔ اب آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں اور مجھے اگلے سوال پر جانے دیں۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3638 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوٹ لکھپت و کیمپ جیل لاہور میں تشدد سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3638: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2009 سے آج تک کوٹ لکھپت جیل لاہور اور کیمپ جیل لاہور میں کتنے قیدی تشدد سے ہلاک یا پاگل ہوئے ان کے نام، ولدیت کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) کیا ان ہلاک اور پاگل ہونے والے قیدیوں کی تحقیقات کروائی گئی ہیں اگر ہاں تو کس کس مجاز اتھارٹی نے انکوائری کی ہے انکوائری رپورٹ پیش کریں؟

(ج) قیدیوں پر تشدد کے سلسلہ میں کوئی سرکاری ملازم انکوائری میں ذمہ دار قرار دیا گیا ہے تو ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ یکم جون 2009 کو ایک ٹی وی چینل پر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کوٹ لکھپت لاہور کو قیدی پر تشدد کرتے دیکھایا گیا ہے کیا حکومت نے اس کی تحقیقات کروائی ہیں یا کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ان دونوں جیلوں میں کوئی قیدی تشدد سے ہلاک یا پاگل نہ ہوا ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) ۔ایضاً۔

(د) کوٹ لکھپت جیل میں آج تک کوئی ایسا واقعہ نہ ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں! بہت شکریہ۔ اب اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4025 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں جیلوں کی تعداد

*4025: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
پنجاب میں کل کتنی جیلیں اور کہاں کہاں پر واقع ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

پنجاب میں کل 32 جیلیں ہیں:۔

سنٹرل جیلیں	09عدد
ڈسٹرکٹ جیلیں	19عدد
نو عمر بچوں کی جیلیں	02عدد
زنانہ جیل	01عدد
سب جیل	01عدد
کل جیلیں	32عدد

1۔ سنٹرل جیل، لاہور (کوٹ لکھپت)	2۔ سنٹرل جیل، گوجرانوالہ
3۔ سنٹرل جیل، ساہیوال	4۔ ڈسٹرکٹ جیل، لاہور
5۔ ڈسٹرکٹ جیل، قصور	6۔ ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ
7۔ ڈسٹرکٹ جیل، سیالکوٹ	8۔ سنٹرل جیل، راولپنڈی
9۔ ڈسٹرکٹ جیل، اٹک	10۔ ڈسٹرکٹ جیل، گجرات
11۔ ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	12۔ ڈسٹرکٹ جیل، منڈی بہاؤالدین

13- سب جیل، چکوال	14- سنٹرل جیل، فیصل آباد
15- بورسٹل جیل، فیصل آباد	16- سنٹرل جیل، میانوالی
17- ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	18- ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا
19- ڈسٹرکٹ جیل، شاہپور	20- ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ
21- ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی	22- سنٹرل جیل، ملتان
23- بورسٹل جیل، بہاولپور	24- سنٹرل جیل، بہاولپور
25- سنٹرل جیل، ڈیرہ غازی خان	26- ڈسٹرکٹ جیل، بہاول نگر
27- ڈسٹرکٹ جیل، ملتان	28- ڈسٹرکٹ جیل، مظفر گڑھ
29- ڈسٹرک جیل، رحیم یار خان	30- ڈسٹرکٹ جیل، راجن پور
31- زنانہ جیل، ملتان	32- ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نوعمر بچوں کی جو دو عدد جیلیں ہیں ان میں کس عمر سے کس عمر تک کے بچوں کو رکھا جاتا ہے اور ان کی تعلیم و تربیت کے لئے کیا سہولیات دی گئی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا سوال چونکہ صرف جیلوں کے بارے میں تھا اور یہ نیا سوال بنتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس کے باوجود بھی میں ان کو جواب دے سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کے پاس اس کا جواب ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں اس کا جواب ویسے بھی بتا سکتا ہوں کیونکہ یہ میرا محکمہ ہے۔ اس وقت پورے پنجاب میں دو جیلیں ہیں، ایک جیل بہاولپور میں ہے اور دوسری فیصل آباد میں ہے۔ یہ بچے 16 سال سے کم عمر ہیں، ہم نے ان کی تعلیم و تربیت اور کھیل کے گراؤنڈ کے لئے تمام تر انتظامات کئے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب اگلا سوال ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 4075 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔
(معزز ممبر نے ڈاکٹر فائزہ اصغر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)
جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قیدی خواتین کی رہائی کے لئے بیت المال سے فنڈز مہیا کرنے کی تفصیلات

*4075: ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیشنل جوڈیشل پالیسی کی رپورٹ میں یہ سفارش کی گئی ہے کہ جو خواتین قیدی دیت (Diyat) اور ضمان (Daman) ادا کرنے کے قابل نہ ہوں ان کی امداد کے لئے حکومت بیت المال میں سے فنڈز مہیا کرے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے ایسا کوئی فنڈ مختص کیا ہے، اگر ہاں تو کتنا اور جن قیدی خواتین کی اس فنڈ سے امداد کی گئی ان کے نام اور پتا جات کی فہرست برائے سال 2008-09 ایوان کو فراہم کی جائے اگر فنڈز مختص نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں دیت (Diyat) اور ضمان (Daman) کے عوض کوئی قیدی خواتین قید نہ ہے۔ جہاں تک بیت المال سے فنڈز مہیا کرنے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں حکومت پاکستان نے ارش و دمن و دیت فنڈ رولز تجویز کئے ہیں جن میں تجاویز/ترامیم زیر بحث ہیں۔

(ب) 2008-09 میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے رمضان شریف میں 2 کروڑ 30 لاکھ کی رقم محکمہ جیل کو مہیا کی جس سے 2008 میں رمضان شریف کے مہینہ میں 115 قیدی رہا ہوئے تھے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں پوچھا ہے کہ نیشنل جوڈیشل پالیسی کی رپورٹ میں یہ سفارش کی گئی ہے کہ جو خواتین قیدی دیت (Diyat) اور ضمان (Daman) ادا کرنے کے قابل نہ ہوں، ان کی امداد کے لئے حکومت کیا کچھ کر سکتی ہے تو میرا معزز وزیر سے یہ سوال ہے کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ گورنمنٹ کوئی اچھا کام نہیں کرنا چاہتی کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ بیت المال کا فنڈ تو

غریبوں کو بھی نہیں مل رہا تو دیت کے لئے کہاں سے آئے گا۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اس صوبہ میں کوئی اچھا کام بھی ہو گا کیونکہ ریمنڈ کی دیت تو ادا کر دی گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ میری بات سنیں، اس کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ اس وقت پنجاب کی جیلوں میں دیت (Diyat) اور ضمان (Daman) کے عوض کوئی قیدی خواتین قید نہ ہیں جو کہ بڑا clear جواب ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ چیئرمین ٹاسک فورس جیل خانہ جات کے ساتھ مجھے پنجاب کی مختلف جیلوں کا visit کرنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں پر ہم نے personally observe کیا کہ بہت سی قیدی خواتین ایسی ہیں جو چھوٹے چھوٹے مسائل کا شکار ہیں، آپ اس کو دیت کا نام دے دیجئے کیونکہ جب ہم دیت کا نام سنتے ہیں تو ہمیں ریمنڈ ڈیوس یاد آ جاتا ہے۔ جرمانے اور دیت ایسے بہت سارے cases کیسز ہیں کیونکہ ان کے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! اگر آپ نے مجھے floor دیا ہے تو میں آپ سے یہ expect کرتی ہوں کہ اس House کو rules کے تحت چلائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ میری عرض سن لیں کہ دیت اور دوسری سزاؤں میں قید کے بارے میں difference ہے یہاں پر سوال specific دیت کے حوالے سے ہے اور اس کا جواب آ چکا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے میری بات پوری کر لینے دیں یا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کریں، تقریر نہ کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ مجھے allow کریں گے تو میں سوال کروں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بطور سپیکر ہم آپ سے یہ expect نہیں کرتے کہ آپ پارٹی بن جائیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میرا فرض ہے کہ میں آپ سے کہوں کہ آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ نے مجھے floor دیا اور اب یہ میرا حق ہے کہ میں اپنی بات مکمل کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ expect کرتی ہوں کہ آپ اس House کو rules کے مطابق چلائیں۔ یہاں کوئی ڈاکٹر کھڑے ہو کر لاء اینڈ آرڈر پر بحث کر رہا ہے اور کوئی کچھ بات کر رہا ہے اس طرح نہیں ہوتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن اس طرح بھی نہیں ہوتا کہ جب ایک سوال کا جواب آ چکا ہے جو کہ واضح دیت کے حوالے سے تھا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ منسٹر صاحب کا کام ہے کہ وہ مجھے بتائیں کہ اس کا جواب آ چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بھی آپ کو یہی بتا رہا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ مجھے کیسے بتا سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں سوال کا جواب پڑھ کر بتا رہا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ نہ بتائیں بلکہ منسٹر صاحب بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، پھر اب وہ بتا رہے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! چلیں، فرض کریں کہ آپ کو تو اس کے جواب کا پتا ہے لیکن شاید منسٹر صاحب کو اس کے جواب کا پتا نہ ہو۔ آپ انہیں کیوں facilitate کر رہے ہیں؟ سپیکر کا یہ کام تو بالکل نہیں ہے، آپ کی Chair کے تو بالکل bias نہیں ہونا چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

میں اس کے خلاف agitate کرتی ہوں کیونکہ یہ تیسری دفعہ آپ کے ہوتے ہوئے میرے ساتھ ایسا ہوا ہے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! وزیر صاحب جواب دیتے ہیں، انہیں بٹھا دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں محترمہ کے کہنے پر تو بالکل بات نہیں سنوں گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے یہ سوال honourable Minister سے کیا تھا اور جو Rules of Procedures اسمبلی سیکرٹریٹ نے ہمیں بھیجے ہیں اس میں یہ بات clear ہے کہ سوال کے جواب کے لئے متعلقہ منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری respond کرے گا اس کے علاوہ تیسرے کسی بندے کو including Chair اتھارٹی نہیں ہے کہ وہ مجھے respond کرے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ میری بات سنیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اب آپ منسٹر صاحب کی بات سنیں۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: Order in the House آپ میری بات سنیں، آپ نے جو بات کی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے نہیں کی۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ نے کی ہے۔ آپ نے ضمنی سوال یہ کیا ہے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے تو آپ نے بات مکمل کرنے ہی نہیں دی۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! ایک چیز جس کا جواب آ چکا ہے تو اگر آپ اس کے اندر different چیزوں پر جا رہی ہیں تو وہ اس کے ambit میں نہیں آتا۔ یہ decide کرنا Chair کا کام ہے کہ یہ ضمنی سوال بنتا ہے یا یہ fresh question بنتا ہے۔ اب یہاں پر دیت کی بات ہوئی ہے تو دیت پر سوال کا مکمل جواب آ چکا ہوا ہے کہ دیت کے تحت کوئی خاتون اس وقت جیلوں میں قید نہیں ہے۔ اب آپ کہہ رہی ہیں کہ چھوٹے چھوٹے جرائم میں جو مختلف خواتین قید ہیں تو وہ آپ کا point بالکل مختلف ہے وہ اس سوال میں اور نہ ہی اس کے جواب میں cover ہو رہا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ میرا سوال ہے اور میرا right ہے کہ میں اس پر ضمنی سوال کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب آپ اس کو wind up کریں کہ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس سوال میں ہرگز یہ نہیں پوچھا کہ کتنی خواتین ہیں جو دیت کے لئے جیلوں میں مقید ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں یہ سوال پڑھ دیتی ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ

نیشنل جوڈیشل پالیسی کی رپورٹ میں یہ سفارش کی گئی ہے کہ جو خواتین قیدی دیت(Diyat)اور ضمان(Daman)ادا کرنے کے قابل نہ ہوں، ان کی امداد کے لئے حکومت بیت المال میں سے فنڈز مہیا کرے، اس میں کوئی specific time period نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سوال کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ آج آپ کے پاس کوئی قیدی نہیں، let us suppose کہ کل یہاں پر کوئی قیدی آ جاتا ہے جس کو دیت کی ضرورت پڑ جاتی ہے کیا محکمہ بیت المال، چونکہ محکمہ بیت المال فنڈز غریبوں کو بھی نہیں دے رہا تو کیا اس نیشنل جوڈیشل کی سفارش پر غور و خوض کرنے کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں؟ اب آپ مجھے بتائیں کہ کیا یہ irrelevant ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے اس کے سوال کا جواب لینے دیں پھر میں آپ کی طرف آتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ دونوں سوالوں کا اکٹھا جواب دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ساجدہ میر صاحبہ! ان کے ضمنی سوال کا پہلے جواب آ جائے تو پھر آپ بات کر لیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت پنجاب کی جیل میں کوئی خاتون دیت کے حوالے مقید نہیں ہے۔ اس پر ابھی کام ہو رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دیت والے مرد قیدیوں کے لئے میاں محمد شہباز شریف صاحب نے 2 کروڑ 29 لاکھ 97 ہزار روپے دیئے ہیں اور ہم نے اس رمضان شریف میں 115 قیدی رہا کئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ کافی مخیر حضرات اور ہمارے محکمے کے سپرنٹنڈنٹ جیل نے۔۔۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! یہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ پہلے آپ ان کو جواب دینے دیں پھر اپنی باری پر بات کر لیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب نے قیدی رہا کئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے کئے ہیں۔ یہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! پہلے انہیں بتائیں کہ اسمبلی میں کس طرح بولا جاتا ہے، انہیں کوئی manners یا ethics سکھائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پہلے منسٹر صاحب کو بولنا سکھائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! بات کیجئے گا۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ عوامی حکومت کے سربراہ میاں محمد شہباز شریف نے 2 کروڑ 29 لاکھ 97 ہزار روپے دیت کے ادا کئے اور 115 قیدی رہا ہوئے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال نہیں پوچھا تھا۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں دیت کی بات کر رہا ہوں اور دیت میں کوئی خاتون مقید نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کافی دیر سے منسٹر صاحب کو assist کر رہے تھے اور میں اسی چیز پر ان کو لانا چاہ رہی تھی کہ ابھی انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ وہاں پر دیت کا کوئی قیدی نہیں ہے۔ اگر وہاں پر کوئی قیدی نہیں ہے اور آپ یہ بھی expect نہیں کرتے کہ وہاں پر دیت (Diyat) اور ضمان (Daman) کا کوئی کیس آ سکتا ہے تو پھر ان کے ڈیپارٹمنٹ نے جواب میں خود یہ کیوں لکھا ہے کہ 'تجاویز/ ترامیم زیر بحث ہیں'۔ یہ تجاویز/ ترامیم کس لئے زیر بحث ہیں؟ جب آپ کو ایک چیز کی ضرورت ہی نہیں محسوس ہو رہی تو پھر آپ اپنی لیڈر شپ کی دُہائیاں دینی شروع کر دیتے ہیں What is this non-sense? ایوان کا ٹائم کیوں ضائع کیا جا رہا ہے؟ میں نے یہ سوال نہیں پوچھا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہوں نے بہت واضح جواب دیا ہے کہ جن لوگوں کو دیت کی ضرورت تھی اس کے لئے پیسا فراہم کر دیا گیا اور وہ سارے باہر آ گئے، اب اس وقت کوئی بندہ نہیں ہے۔ انہوں نے بہت clear جواب دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے simple سا سوال پوچھا ہے کہ نیشنل جوڈیشل پالیسی کے تحت بیت المال سے ایک سفارش تھی کہ بیت المال سے ایسے لوگ future یا past میں آئیں تو گورنمنٹ ان کو facilitate کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ ان کے ڈیپارٹمنٹ نے یہ جواب دیا کہ "تجاویز / ترامیم زیر بحث ہیں۔" آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھیں۔ میں ان کے خلاف Privilege Motion لے کر آؤں گی، انہوں نے یہ جواب کیسے دیا ہے؟ اگر یہ federal issue ہے تو اس میں کیوں نہیں لکھا گیا، یہ ترامیم / تجاویز کہاں پر زیر بحث ہیں؟ ان لوگوں نے House کو مذاق سمجھا ہوا ہے۔ یہ منسٹر بن کر portfolios enjoy کر رہے ہیں۔ ہر سوال کا غلط جواب، یہ کیا ہے؟

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! یہ تنقید برائے تنقید کر کے House کا وقت ضائع کر رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ان کو کس نے floor دیا ہے۔ میرے سوال کے درمیان یہ کیوں بول رہی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، اب آپ بھی تو بحث کرتی جا رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بحث کر رہی ہوں، آپ کو وہ نظر نہیں آ رہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، مجھے تو آپ نظر آ رہی ہیں۔ آپ سوال نہیں کر رہی ہیں اور بحث کئے جا رہی ہیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! یہ House کا قیمتی وقت فضول بحث میں ضائع کر رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میری گزارش سُن لیں۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وقت تو میرا ضائع ہو رہا ہے میں اتنی دیر سے ایک سوال کر رہی ہوں اور منسٹر صاحب نے جواب نہیں دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس طرح تو House نہیں چلے گا، آپ ضمنی سوال کریں۔ آپ ضمنی سوال کیوں نہیں کرتیں، آپ بحث کیوں کرتی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: آپ House چلا رہے ہیں، میرا سوال ہے اس پر آپ غزالہ رانا کو کیوں floor دے رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بحث کیوں کرتی ہیں، ضمنی سوال کیوں نہیں کرتیں؟

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! یہ بے جا سارے House کا وقت برباد کر رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ ان کو کس طرح interruption کرنے کی اجازت دے رہے ہیں؟ یہ میرا question ہے، یہ میرا right ہے، آپ کس طرح سے House کو conduct کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، میری بات سُنیں۔ آپ ضمنی سوال کریں تو بات ہے، بحث نہ کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے، میں پہلے بھی آپ کو کہہ چکی ہوں کہ آپ hon'able members سے اس tone میں بات کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ اگر آپ hon'able Speaker ہیں تو ہم بھی اس House کے hon'able members ہیں۔ میرا سوال ہے اور محترمہ continuously interruption کر رہی ہیں۔ آپ کیسے House کو چلا رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جب آپ میری بات نہیں سُنیں گے تو پھر یہی ہو گا۔

محترمہ سیمل کامران: یہ House کنٹرول ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جب آپ مجھے House کنٹرول نہیں کرنے دیں گی تو یہی ہو گا۔ جب آپ میری بات نہیں سُن رہیں تو میں ان کو کیسے کنٹرول کر سکتا ہوں؟ (قطع کلامیاں)

مجھے یہ بتائیں کہ جب میں آپ کو کنٹرول نہیں کر سکتا تو میں انہیں کیسے کنٹرول کر سکتا ہوں؟

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! یہ House کا ٹائم ضائع کر رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، آپ بھی تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: میرا سوال ہے اور آپ اُنہیں مسکرا کر کہہ رہے ہیں کہ آپ بھی تشریف رکھیں۔ یہ House چلانے کا طریقہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کس بات پر بحث کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: منسٹر صاحب نے غلط جواب دیا ہے، میں کارروائی نکلواؤں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ prudent mind سے جواب سُنیں تو منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ تجاویز ابھی زیر بحث ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ کوئی قیدی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کمال کر رہی ہیں۔ میں نے سُنا ہے۔ آپ ریکارڈنگ نکلوالیں۔ آپ میری بات سُنیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ تجاویز زیر بحث ہیں، ان تجاویز پر کام ہو رہا ہے اور چیف منسٹر نے جتنے دیت کے تحت قیدی ہیں ان کو چھڑوا دیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ایک سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب آپ سوال کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ڈاکٹر فائزہ اصغر کا سوال بہت اچھا تھا کہ "مختلف جیلوں میں خواتین بے چاری جرمانہ نہ ادا کرنے کی وجہ سے جیلوں میں پڑی رہتی ہیں،" منسٹر صاحب نے جواب دیا ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے 2 کروڑ 30 لاکھ روپے دیئے ہیں اور 115 قیدی رہا ہوئے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 115 قیدیوں میں کتنی خواتین تھیں جو ان پیسوں سے رہا ہوئی ہیں؟

محترمہ انجم صفدر: شاباش، بہت اچھا سوال ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس میں کوئی خاتون نہیں ہے۔ کوئی دیت میں ہے نہ جرمانے میں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی خاتون نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جرمانے کے بغیر تو یہ کسی کو رہا ہی نہیں کرتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ابھی آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، ڈاکٹر غزالہ رضا رانا صاحبہ!

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! ایک سوال پر دو سے زیادہ ضمنی سوال نہیں ہو سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دو نہیں، تین ضمنی سوالوں کی اجازت ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! کیا آپ نے House کسی اور کے سپرد کر دیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سوال کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں سوال کر رہی ہوں۔ میں نے سوال کرنا ہے یا نہیں کرنا اس کا اختیار صرف آپ کے پاس ہے۔ آپ نے مجھے floor دیا ہے میں بات کرنے لگی ہوں۔ میری گزارش ہے کہ میرے دو سوالات ہیں۔ میرا پہلا ضمنی سوال جز (ب) کے بارے میں ہے کہ "وزیر اعلیٰ پنجاب نے رمضان شریف میں جو 2 کروڑ 30 لاکھ روپے کی رقم دی کیا وہ رقم اپنی جیب سے ادا کی"، دوسرا سوال یہ ہے کہ حکومت پاکستان نے جو rules تجویز کئے وہ ابھی تک زیر بحث ہیں اور یہ 2009 کی بات ہے دو سال گزر گئے ہیں، دو سال میں ابھی تک تجاویز زیر بحث ہیں تو کیا حکومت کا ان زیر بحث تجاویز کو کبھی implement کرنے کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں؟ آپ کی مہربانی ہو گی جس طرح میں نے categorically سوال پوچھے ہیں ان کا اسی طرح جواب دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ کے دو سوال ہیں ان کا categorically اسی طرح جواب دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ سوال repeat کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا ایک سوال یہ ہے کہ چیف منسٹر پنجاب نے جو 2 کروڑ 15 لاکھ روپے دیئے ہیں وہ اپنی ذاتی جیب سے دیئے ہیں اور دوسرا سوال یہ ہے کہ دو سال ہو گئے ہیں اور تجاویز ابھی تک زیر غور ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ جو 115 بندے رہا ہوئے ہیں حکومت پنجاب نے اس کے پیسے دیئے ہیں۔ اس وقت 216 بندے دیت (Diyat) اور ضمان (Daman) کے عوض پنجاب کی جیلوں میں موجود ہیں۔ میری مخیر حضرات اور ممبران سے استدعا ہے کہ وہ بھی ان کے لئے پیسے جمع کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اب اگلے سوال کا جواب دیں کہ دو سال بعد بھی تجاویز ابھی تک زیر غور ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جی، ابھی تک زیر غور ہیں۔ صوبائی حکومت اور وفاق کا معاملہ چل رہا ہے جونہی فیصلہ ہوا ہم انہیں بتا دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ وفاق اور صوبائی حکومت کے آپس میں مذاکرات چل رہے ہیں اور اس کا ابھی فیصلہ ہونا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا ایک سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں آپ کو آخری سوال دیتا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ عظمیٰ صاحبہ آپ نے کافی سوال کر لئے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ میری گزارش سُن لیں۔ میں نے کبھی irrelevant question نہیں کیا۔ میں ہمیشہ to the point بات کرتی ہوں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! دو سے زیادہ ضمنی سوال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اب وقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! انہوں نے مخیر حضرات کی بات کی ہے تو حمزہ شہباز سے کہیں کہ وہ مدد کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ نے مجھے floor دیا ہے، صرف میری گزارش سُن لیں۔ ابھی وزیر صاحب نے بہت اچھی گفتگو فرمائی انہوں نے مخیر حضرات سے تعاون کی اپیل کی تو بسم اللہ کرائیں شہباز شریف صاحب پہلے تعاون کریں اس کے بعد وزیر صاحب---

جناب قائم مقام سپیکر: House میں personal نہ ہوا کریں، سب کا استحقاق ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! انہوں نے ہمارے قائد شہباز شریف کا نام کیوں لیا ہے؟

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! سارا ملک زرداری لوٹ کے کھا گیا ہے ان سے کہیں کہ مدد کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! ہم کیوں بیٹھیں؟ انہوں نے شہباز شریف کے بارے میں بات کی ہے۔ یہ ہمارے لیڈر کے خلاف کیوں بولتی ہیں، ان کو کس نے اجازت دی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

راولپنڈی بورڈ میں دوسری پوزیشن حاصل کرنے والے قیدی کی سزا معافی و دیگر تفصیلات

*4080: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے لاہور بورڈ کے میٹرک کے امتحان میں اول پوزیشن لینے پر اوکاڑہ کے طالب علم یتیم بچے نوید آصف کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اسے 30 لاکھ روپے انعام کا اعلان کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ راولپنڈی بورڈ کے قیدی طالب علم قیصر ندیم نے جیل کے اندر امتحان دے کر میٹرک کے امتحان میں دوسری پوزیشن حاصل کی جسے وزیر اعلیٰ نے دو لاکھ روپے انعام دینے کا اعلان کیا ہے؟

(ج) کیا حکومت قیدی بچے کو زیادہ انعام دینے اور اس کی باقی ماندہ سزا معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ وہ معاشرے کا ایک ذمہ دار شہری بنے اور دیگر نوعمر قیدیوں میں بھی جرائم کی زندگی ترک کرنے اور خود کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کا رجحان پیدا ہو؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ جیل کے متعلقہ نہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ قیدی مذکورہ کو 2 لاکھ روپے کا انعام مورخہ 09-08-09 کو وزیر اعلیٰ کی طرف سے جناب عبدالغفور میو وزیر جیل خانہ جات نے سنٹرل جیل لاہور میں دیا۔

(ج) حکومت نے مذکورہ قیدی کو دو لاکھ روپے کا انعام دے دیا ہے مزید انعام دینے کا کوئی ارادہ نہ ہے جہاں تک قیدی کی باقی ماندہ سزا کی معافی کا تعلق ہے تو قیدی مذکورہ مندرجہ ذیل جرم میں سزایاب ہوا ہے۔

1۔ بجرم 356-A/7/21/91 عمر قید
2۔ بجرم 7(c)ATA ضبطگی جائیداد کا حکم
اور ایسے جرائم میں ملوث قیدی کی سزا کی معافی کا کوئی کیس زیر غور نہ ہے۔

شیخوپورہ، قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4645: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں اس وقت کتنے قیدی ہیں؟

(ب) جیل کی گنجائش سے کتنے زیادہ قیدی موجود ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ قیدی زیادہ ہونے کی وجہ سے یہاں پر قیدیوں کو مشکلات کا سامنا ہے کیا اس بارے میں موجودہ انتظامیہ نے کوئی پلان بنایا ہے؟

(د) مذکورہ جیل میں (گریڈ 1 تا 17) کتنے ملازمین اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور کتنے عرصہ سے یہاں پر تعینات ہیں جو ملازمین تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں، کیا حکومت قواعد و ضوابط کے تحت ان کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، ان کے ناموں، عہدہ جات و عرصہ تعیناتی سے بھی آگاہ فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جیل ہذا میں کل 2272 اسیران بند ہیں۔

(ب) جیل ہذا کی گنجائش 862 اسیران ہیں اور گنجائش سے 1410 زیادہ اسیران بند ہیں۔

(ج) اسیران کو ویسے تو مشکلات نہ ہیں مگر گنجائش سے زیادہ ہیں جس کے لئے ایک ہی بہتر حل ہے کہ ضلع ننکانہ کے لئے نئی جیل بن جائے چونکہ جیل ہذا میں ننکانہ اور شیخوپورہ دو اضلاع کے اسیران بند ہیں۔

(د) جیل ہذا میں گریڈ (1 تا 17) کے کل ملازمین کی تعداد 305 ہے لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس میں عرصہ تعیناتی درج ہے کہ کتنے عرصہ سے تعینات ہیں۔
لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس میں درج ہے کہ کتنے ملازمین تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں اور ان کی ٹرانسفر جیل ہذا کی ضروریات اور پنجاب میں دوسری جیلوں کی موجودہ صورتحال کے پیش نظر ابھی ممکن نہ ہے۔

جیلوں میں قیدی خواتین سے متعلقہ تفصیلات

*4864: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کی جیلوں میں قیدی خواتین کی کل کتنی تعداد ہے؟

(ب) پنجاب کی جیلوں میں سزائے موت کے مقدمات میں خواتین کی تعداد کیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں 397 حوالاتی خواتین اور 256 قیدی خواتین مقید ہیں۔ اس کے علاوہ 26 خواتین سزائے موت ہیں۔ کل تعداد خواتین اسیران کی 679 ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب کی جیلوں میں سزائے موت کے مقدمات میں بند خواتین کی تعداد 26 ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سنٹرل جیل فیصل آباد میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4979: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سنٹرل جیل فیصل آباد میں کتنے قیدی / حوالاتی بند ہیں؟

(ب) اس جیل میں کتنے قیدی / حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ج) اس جیل میں قیدیوں کو کیا کیا سہولیات میسر ہیں؟

(د) اس جیل میں گریڈ 16 اور اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور ڈومیسائل کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) ان ملازمین کو سالانہ تنخواہوں / ٹی اے / ڈی اے کی مد میں کتنی رقم ادا کی جاتی ہے؟

(و) ان ملازمین کے زیر تصرف سرکاری گاڑیوں کے نمبر اور ان پر خرچ کردہ گزشتہ دو سالوں کی رقم کی تفصیل بتائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سنٹرل جیل میں بند قیدی حوالاتی کی تعداد درج ذیل ہے۔

قیدی=	1464
حوالاتی=	618
قیدی سزائے موت=	650

(ب) جیل ہذا میں 1010 نفر اسیران رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ج) پاکستان پریزن رولز میں قیدیوں کے لئے جن سہولیات کا ذکر ہے۔ وہ سب سہولیات اسیران کو فراہم کی جاتی ہیں اس کے علاوہ حکومت کی جانب سے وقتاً فوقتاً اسیران کو فراہم کی جاتی ہیں۔ ان میں سر فہرست کھانا، علاج معالجہ، عزیز و اقارب کی ملاقات اور مذہبی آزادی کی سہولیات شامل ہیں۔

(د)

(ا) سنٹرل جیل فیصل آباد

نام	عہدہ	گریڈ	ڈومیسائل
طارق محمود خان بابر	سپرنٹنڈنٹ جیل	19	جہلم
ڈاکٹر احسان الحق	میڈیکل آفیسر	17	فیصل آباد
اطہر جان ڈار	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل (ایگزیکٹو)	17	فیصل آباد
مہر محمد اشرف	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل (ڈویلپمنٹ)	17	ساہیوال
محمد انصر	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل (جوڈیشل)	17	فیصل آباد
محمد ریاض	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	16	فیصل آباد
عبدالشکور	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	16	ساہیوال
شان محمد	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	16	فیصل آباد
صوبہ خان جاوید	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	16	جھنگ
اصغر علی	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	16	گجرات
فاروق طاہر	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	16	لاہور
شفیق احمد	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	16	ٹوبہ ٹیک سنگھ
محمد عارف خالد	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	16	سرگودھا

(ہ) ملازمین کی سالانہ تنخواہیں مبلغ۔/58991122 روپے اور ٹی اے/ڈی اے مبلغ ۔/577974 روپے ہیں۔

(و) درج ذیل سرکاری گاڑیاں جیل ہذا کے استعمال میں ہیں نہ کہ یہ گاڑیاں افسران/ملازمین کے ذاتی استعمال میں ہیں۔

سوزوکی بولان گاڑی نمبر FSD-249

سوزوکی بولان گاڑی نمبر FSD-6900

ایمبولینس گاڑی FDG-1049

ان کا پٹرول کا خرچہ برائے سال 08-2007	-/131598
مرمت کا خرچہ	-/69990
ان کا پٹرول کا خرچہ برائے سال 09-2008	-/48648
مرمت کا خرچہ	-/42350

ڈی آئی جی جیل خانہ جات فیصل آباد کے تحت جیلوں کی تفصیلات

*5127: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈی آئی جی جیل خانہ جات فیصل آباد کے ماتحت کون کون سی جیلیں ہیں؟

(ب) ان جیلوں کا رقبہ کتنا ہے ان میں کتنے قیدی / حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ج) ہر جیل میں کتنے قیدی / حوالاتی گنجائش سے زیادہ ہیں تفصیل جیل وار بتائیں؟

(د) ان جیلوں میں تعینات سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے نام، عہدہ، گریڈ اور ڈومیسائل بتائیں؟

(ہ) ان میں سے کس کس سرکاری افسر کے خلاف اس وقت کس کس بناء پر محکمانہ انکوائری چل رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

(i) سنٹرل جیل، فیصل آباد
(ii) بورسٹل جیل، فیصل آباد
(iii) سنٹرل جیل، میانوالی
(iv) ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد
(v) ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا
(vi) ڈسٹرکٹ جیل، شاہپور
(vii) ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ
(viii) ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ

(ب)

نام جیل	رقبہ	گنجائش
I۔ سنٹرل جیل، فیصل آباد	125 ایکڑ، 04 کنال، 05 مرلہ	1190
Ii۔ سنٹرل جیل، میانوالی	172 ایکڑ	1050
Iii۔ بورسٹل جیل، فیصل آباد	52 ایکڑ	224
Iv۔ ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	39 ایکڑ 01 کنال	853
V۔ ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	33 ایکڑ 02 کنال	563
Vi۔ ڈسٹرکٹ جیل، شاہپور	59 ایکڑ، 05 کنال 05 مرلہ	292
vii۔ ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	31 ایکڑ، 01 کنال، 04 مرلہ	916
Viii۔ ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	67 ایکڑ، 04 کنال 16 مرلہ	500

(ج)

نام جیل	گنجائش سے زیادہ قیدی / حوالاتی
I۔سنٹرل جیل، فیصل آباد	1409
Ii۔سنٹرل جیل، میانوالی	772
Iii۔بورسٹل جیل، فیصل آباد	نہیں
iv۔ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	909
V۔ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	978
Vi۔ڈسٹرکٹ جیل، شاہپور	614
vii۔ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	808
viii۔ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	338

(د) ان جیلوں میں تعینات سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے نام، عہدہ، گریڈ اور ڈومیسائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ان میں سے جن افسران کی محکمانہ انکوائری چل رہی ہے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سال 2007، کیمپ جیل لاہور میں ہنگاموں کی تفصیلات

*5175: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2007 میں کیمپ جیل لاہور میں کتنے ہنگامے ہوئے ان میں کتنے قیدی و حوالاتی اور اہلکار زخمی ہوئے اور کتنی املاک کو نقصان ہوا؟

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران ان ہنگاموں کی وجہ سے کن کن کے خلاف تادیبی کارروائی ہوئی اور کس کس کے خلاف تادیبی کارروائی زیر التواء ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یکم جنوری 2007 میں کیمپ جیل لاہور میں کسی قسم کا کوئی ہنگامہ نہ ہوا ہے اس میں نہ ہی کوئی قیدی، حوالاتی اور اہلکار زخمی ہوا ہے اور نہ ہی جیل میں کسی املاک کو نقصان پہنچا ہے۔

(ب) چونکہ جیل میں کسی قسم کا ہنگامہ نہ ہوا ہے اس لئے کسی اہلکار یا آفیسر کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی نہ کی گئی ہے۔

بہاولپور۔شہر میں موجود بچوں کی جیل کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*5652: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں شہر کے اندر بچوں کے لئے ایک علیٰحدہ جیل موجود ہے جو کئی ایکڑوں پر محیط ہے اس جیل کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اراضی کو فروخت کرنے کے لئے پنجاب پرائیویٹائزیشن کمیشن کی لسٹ میں شامل کیا گیا ہے اور اگر یہ درست ہے تو اس جیل میں قید نابالغ قیدیوں کو کہاں منتقل کرنے کا پروگرام ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست ہے کہ بہاولپور شہر میں بورسٹل انسٹیٹیوشن اینڈ جیونائیل جیل کے نام سے ایک جیل موجود ہے جس کا رقبہ حسب ذیل ہے:۔

	ایکڑ	کنال	مرلے
جیل بلڈنگز	13	0	0
جیل کالونی	07	0	0
زرعی رقبہ	06	0	0
کل رقبہ	26	0	0

(ب) کمشنر بہاولپور ڈویژن بہاولپور کی چٹھی ACR/2/2 مورخہ 2۔جنوری 2010 کے مطابق بورسٹل جیل کا رقبہ 45 کنال 10 مرلے پنجاب پرائیوٹائزیشن کی لسٹ میں شامل کیا گیا ہے۔ لیکن محکمہ نے اس سلسلہ میں گزارش کی ہے کہ محکمہ جیل خانہ جات کا رقبہ حذف کر دیا جائے جو کہ ابھی زیر غور ہے کیونکہ نابالغ قیدیوں کو منتقل کرنے کے لئے اور کوئی جگہ نہ ہے۔

صوبہ کی جیلوں میں قیدی بچوں کی تفصیلات

*5665: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں ایک ہزار کے لگ بھگ کم سن بچے قید ہیں اور ان میں اکثریت انڈر ٹرائل ملزمان کی ہے، صوبہ میں اس وقت قیدی بچوں کے لئے کتنی علیٰحدہ جیلیں قائم ہیں اور ان میں کتنے بچوں کو رکھا گیا ہے؟

(ب) کیا جووینائل جسٹس سسٹم آرڈیننس 2000 بطور ایک قانون کے نافذ ہے کیا اس قانون کے تحت بچوں کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ جیلیں بنانے کی ضرورت نہیں ہے؟

(ج) صوبہ کی جیلوں میں قید کم سن بچوں کی کل تعداد کیا ہے اور ان میں لڑکیوں کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) درست نہ ہے اس وقت صوبہ بھر کی جیلوں میں صرف 675 کم سن بچے مقید ہیں جن میں 597 انڈر ٹرائل ہیں جبکہ 78 قیدی ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں بچوں کی دو عدد جیلیں موجود ہیں جو مندرجہ ذیل اضلاع میں واقع ہیں۔

1۔ بورسٹل انسٹیٹیوشن اینڈ جیونائیل جیل، بہاولپور اس جیل میں 53 بچے مقید ہیں۔

2۔ بورسٹل انسٹیٹیوشن اینڈ جیونائیل جیل، فیصل آباد

اس میں 112 بچے مقید ہیں۔ صوبہ پنجاب میں تقریباً ہر جیل میں کم سن بچوں کی علیحدہ بیرکس موجود ہیں جہاں پر انہیں دوسرے اسیران سے بالکل علیحدہ رکھا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ اس وقت جیونائیل جسٹس سسٹم 2000 بطور قانون نافذالعمل ہے اس کے تحت علیحدہ جیلیں بنانے کی ضرورت نہ ہے کیونکہ سزا یافتہ بچوں کے لئے علیحدہ جیلیں پنجاب بورسٹل ایکٹ 1926 کے قانون کے تحت قائم کی گئی ہیں۔

(ج) صوبہ بھر کی جیلوں میں مقید کم سن بچوں کی کل تعداد 675 ہے جن میں صرف ایک بچی ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع سیالکوٹ، قیدی خواتین و بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5906: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع سیالکوٹ کی جیلوں میں اس وقت قیدی خواتین اور بچوں کی تعداد کتنی ہے نیز لیڈی ڈاکٹرز، L.H.V کی تعداد سے بھی آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا سیالکوٹ کی جیلوں میں قید خواتین اور بچوں کو bed فراہم کئے گئے ہیں؟

(ج) حکومت ان قید خواتین اور بچوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کر رہی ہے، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس وقت سیالکوٹ جیل میں کل 47 خواتین بند ہیں جن میں سے 38 خواتین قیدی، 8 خواتین حوالاتی اور ایک خاتون سزائے موت ہے ان میں سے 5 خواتین کے ہمراہ 6 بچے بند ہیں۔

مذکورہ جیل پر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر کی طرف سے لیڈی ڈاکٹر ہر دوسرے دن خواتین وارڈ کا دورہ کرتی ہے اور L.H.V کی ڈیوٹی ہفتہ میں دو دن ہوتی ہے اور باقاعدگی سے ای ڈی او ہیلتھ کی طرف سے آتی ہے۔

(ب) تمام خواتین اور بچوں کو ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں چارپائیاں مہیا کی گئی ہیں۔

(ج) خواتین اسیران کے لئے جیل مذکورہ میں غیر رسمی تعلیم / تعلیم بالغاں کا انتظام کیا گیا ہے اس کے علاوہ جیل مذکورہ میں سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے تعاون سے ایک ووکیشنل ٹریننگ سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے جہاں پر ان کو سلائی، کڑھائی اور پارچہ جات کی مرمت سکھائی جاتی ہے تاکہ وہ آزاد ہو کر معاشرے کی مفید شہری ثابت ہو سکیں۔ نیز جو بچے ماؤں کے ساتھ بند ہیں ان کو Extra دودھ اور چاول وغیرہ دیئے جاتے ہیں اس کے علاوہ جھولے اور کھلونے وغیرہ NGO کی طرف سے مہیا کئے جاتے ہیں۔

حافظ آباد ڈسٹرکٹ جیل کی تعمیر کی تفصیلات

*5948: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حافظ آباد میں ڈسٹرکٹ جیل کی تعمیر ہو رہی ہے؟

(ب) مذکورہ جیل کی تعمیر کا تخمینہ لاگت کیا ہے اور یہ کب تک مکمل کر لی جائے گی؟

(ج) مذکورہ جیل کی بلڈنگ کا رقبہ اور جیل کالونی کے لئے کتنی جگہ مختص کی گئی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں! ضلع حافظ آباد میں ایک نئی جیل کی تعمیر ہو رہی ہے۔

(ب) اس کا تخمینہ مبلغ۔/1299.057 ملین روپے ہے فنڈز بروقت اور پورے مہیا کر دیئے جائیں تو یہ 12۔2011 میں مکمل ہو سکتی ہے۔ ہر سال جو فنڈز دیئے گئے اور خرچہ ہوا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سال	الاٹمنٹ فنڈز	خرچہ مع فیصد
2006-07	100.000(M)	57.888 (M) 58فیصد
2007-08	5.000(M)	2.931(M) 59فیصد
2008-09	40.000(M)	40.000 (M) 100فیصد
2009-10	115.000(M)	115.00 (M) 100فیصد

(ج)

	ایکڑ	کنال	مرلے
جیل بلڈنگز	33	05	0
جیل کالونی	07	0	0
وارڈلائیز، پریڈ گراونڈ چلڈرن پارک	9	0	13
جیل باغیچہ	10	0	0
کل رقبہ	59ایکڑ	5کنال	13مرلے

صوبہ میں قیدی خواتین اوران کے بچوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*6388: محترمہ سیمل کامران: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کتنی خواتین جیلوں میں قید ہیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ خواتین قیدیوں کے ہمراہ ان کے بچے بھی قید ہیں اگرہاں تو کتنے اور کہاں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب ان قیدی خواتین اوران کے بچوں کی فلاح وبہبود کے لئے سہولیات فراہم کررہی ہے، اگرہاں تو سہولیات کی تفصیلات کیاہیں؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ قیدی خواتین کی بہت بڑی تعداد چارپائیوں کی عدم دستیابی کے باعث اپنے بچوں کے ہمراہ زمین پر سوتی ہے، اس سلسلے میں کیااقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس وقت 696 خواتین اسیران پنجاب کی مختلف جیلوں میں مقید ہیں۔

(ب) خواتین قیدی بحوالہ قاعدہ نمبر 326 پاکستان پرزنزرول 1978 کے تحت چھ سال تک کی عمر کے بچوں کو اپنے ساتھ رکھ سکتی ہیں۔ تاحال مندرجہ ذیل 18 جیلوں میں بچوں کی تعداد جو کہ اپنی ماؤں کے ساتھ رہ رہے ہیں حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام جیل	خواتین اسیران	بچے
1	سنٹرل جیل لاہور	11عدد	16عدد
2	سنٹرل جیل گوجرانوالہ	04عدد	04عدد
3	سنٹرل جیل ساہیوال	06عدد	07عدد
4	ڈسٹرکٹ جیل قصور	03عدد	03عدد
5	ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ	01عدد	01عدد
6	ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	04عدد	05عدد
7	سنٹرل جیل راولپنڈی	19عدد	22عدد
8	ڈسٹرکٹ جیل اٹک	01عدد	01عدد

9	ڈسٹرکٹ جیل گجرات	08عدد	09عدد
10	ڈسٹرکٹ جیل جہلم	05عدد	06عدد
11	سنٹرل جیل میانوالی	02عدد	02عدد
12	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد	04عدد	04عدد
13	ڈسٹرکٹ جیل جھنگ	02عدد	02عدد
14	ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا	08عدد	11عدد
15	ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ	01عدد	01عدد
16	سنٹرل جیل بہاولپور	01عدد	01عدد
17	ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان	03عدد	03عدد
18	وومن جیل ملتان	11عدد	15عدد
	کل تعداد	94عدد	113عدد

(ج) خواتین اسیران کو مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی جارہی ہیں:۔

I۔ تمام خواتین اسیران کو چارپائیاں مہیاء کی گئی ہیں۔

II۔ قاعدہ نمبر 518 پاکستان پریزن رولز کے تحت کپڑے اور بستر فراہم کئے جاتے ہیں۔ مزید برآں قاعدہ نمبر 317 اور قاعدہ نمبر 318 کے تحت دیگر مراعات دی جاتی ہیں جس میں کنگھی، شیشہ، صابن، سرسوں کا تیل وغیرہ شامل ہیں۔

III۔ خواتین اسیران کی اصلاح کے لئے مذہبی تعلیم دی جاتی ہے۔

IV۔ طبی عملہ بشمول لیڈی ڈاکٹر خواتین اسیران کی ہیلتھ کیئر کے لئے متعین ہے۔

V۔ خواتین اسیران کی تعلیم و تربیت کے لئے لیٹریسی کلاسوں کا اجراء کیا گیا ہے۔

VI۔ تفریح کے لئے خواتین اسیران کی بیرکس میں ٹیلی ویژن لگائے گئے ہیں۔

VII۔ الیکٹرک فین اور واٹر کولرز نصب کئے گئے ہیں۔

VIII۔ سکیل کے مطابق بہترین کھانا مہیا کیا جاتا ہے۔

IX۔ ووکیشنل ٹریننگ کے لئے NAVTEC اور NGOs کے تعاون سے مختلف ٹریڈز میں ٹیکنیکل ٹریننگ فراہم کی جاتی ہے۔

X۔ محکمہ سوشل ویلفیئر نے 10 جیلوں میں خواتین اسیران کی دیکھ بھال کے لئے سوشل ویلفیئر آفیسر مقرر کئے ہیں۔

XI۔ تمام خواتین اسیران کو علیحدہ رکھا جاتا ہے جس کی نگرانی صرف خواتین عملہ کرتا ہے۔

XII۔ زنانہ جیل ملتان میں مذہبی تعلیم کے علاوہ تعلیم بالغاں سنٹر قائم کیا گیا ہے جو کہ خواتین اسیران کو جنرل ایجوکیشن کے علاوہ ایمبرائیڈری کی ٹریننگ فراہم کرتا ہے۔ زنانہ جیل میں UNODC کے تعاون سے خواتین سائیکالوجیکل آفیسر کی خدمات فراہم کی جاتی ہیں۔

XIII۔ نادار خواتین اسیران کو مفت لیگل ایڈ فراہم کرنے کا بندوبست کیا گیا ہے۔

XIV۔ پڑھی لکھی خواتین اسیران کے لئے لائبریری قائم کی گئی ہے۔

XV۔ سنٹرل جیل راولپنڈی میں NAVTEC کے تعاون سے ٹیلرنگ، ایمبرائیڈری اور بیوٹیشن کے کورسز کروائے جاتے ہیں اس طرح زنانہ جیل ملتان میں سلائی کڑھائی اور کشیدہ کاری کا ہنر سکھایا جاتا ہے۔ دیت، جرمانہ ادائیگی کوئی خواتین اسیران نہ ہے۔

XVI۔ بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ پاکستان پریزن رولز نمبر 487 کے تحت جو خاتون اسیر چھوٹے بچوں کے ہمراہ جیل میں آتی ہے اسے عام خوراک کے علاوہ 467 گرام دودھ اور 32 گرام چینی روزانہ دی جاتی ہے۔ مزید برآں قاعدہ نمبر 488 کے تحت حاملہ خواتین اسیران کو اسپیشل خوراک دی جاتی ہے جن میں دودھ، تازہ سبزی اور فروٹ مندرجہ ذیل سکیل کے مطابق دیا جاتا ہے۔

i	دودھ	=	700 گرام
Ii	تازہ سبزی	=	233 گرام
Iii	پھل	=	233 گرام

XVII۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے Child Protection Bureau کے تعاون سے بندوبست کیا گیا ہے۔ مزید برآں زنانہ جیل ملتان میں بچوں کی تفریح کے لئے Play ground، جھولے، کھلونوں، سلائیڈ اور CD پلیئر کا بندوبست کیا گیا ہے۔

XVIII۔ بچوں کی صحت اور تندرستی کے لئے طبی عملہ ہمہ تن مصروف عمل ہے۔ پاکستان پریزن رولز 489 کے مطابق ایک بچہ جو اپنی والدہ کے ہمراہ جیل میں بند ہوتا ہے اس کے لئے مندرجہ ذیل سکیل کے مطابق خوراک مہیا کی جاتی ہے:۔

I۔ 12 ماہ تک کے بچے کو 467 گرام دودھ اور 29 گرام چینی

II۔ 12 ماہ سے زائد اور ڈیڑھ سال تک کی عمر کے بچے کو 467 گرام دودھ، 29 گرام چینی، 117 گرام چاول اور 29 گرام دال مہیا کی جاتی ہے اور ڈاکٹر کی ہدایت پر اگر ضروری ہو تو اضافی خوراک مہیا کی جاتی ہے۔ ہفتے میں ایک بار 117 گرام تازہ پھل ایک سال سے زائد عمر کے بچوں کو مہیا کئے جاتے ہیں۔

(د) تمام خواتین اسیران کو چارپائیاں مہیا کی گئی ہیں اور خواتین اسیران چارپائیوں پر سوتی ہیں۔ کوئی خاتون اسیر بغیر چارپائی کے نہ ہے۔

فیصل آباد جیل میں قیدیوں کے ہنگامے کی متعلقہ تفصیلات

*6389: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد جیل میں حال ہی میں ہنگامہ انتظامیہ کی ناقص پالیسی اور عملہ کا قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کی وجہ سے ہوا، مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا فیصل آباد جیل ہنگامے میں کچھ قیدی ہلاک بھی ہوئے، اگر ہاں تو کتنے نیز ذمہ دار افراد کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) قطعاً غلط ہے بلکہ سنٹرل جیل، فیصل آباد میں یقیناً اسیران جیل manual کی خلاف ورزیوں میں مصروف تھے اور جب بھی انکے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے تو اس کا جواب ہنگامے، دھمکیوں یا جیل عملے پر قاتلانہ حملوں کی صورت میں دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں جیل کے ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ظفر احمد نے قانون کی پاسداری کرتے ہوئے اسیران جیل کے باہر کے ساتھیوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمائی۔ اس کے علاوہ متعدد دفعہ جیل پر فائرنگ کی گئی اور دھمکیاں دی گئیں۔ مگر انتظامیہ نے ہمیشہ اسیران سے قانون کے مطابق سلوک کیا۔ مورخہ 10۔01۔30 کو جیل کے نظام میں مزید بہتری لانے کے لئے گورنمنٹ نے سپرنٹنڈنٹ جیل، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور باقی جیل عملے کو تبدیل کر کے نئی انتظامیہ کو لگایا۔ نئی انتظامیہ کے چارج لیتے ہی شرپسند اسیران نے قانون کی عملداری قائم ہونے اور ناجائز سہولیات چھن جانے کے خدشے کے پیش نظر ہنگامہ آرائی کر دی۔ جیل میں قیدیوں کے ساتھ ہمیشہ قانون اور انسانی حقوق کے مطابق سلوک کیا جاتا ہے۔

(ب) رات 31/30۔ جنوری 2010 کو سنٹرل جیل، فیصل آباد میں ہونے والے ہنگامے میں کوئی بھی قیدی ہلاک نہ ہوا ہے۔

جیلوں میں قیدیوں کی تعداد اور خوراک سے متعلقہ تفصیل

*6420: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ بھر کی جیلوں میں کل کتنے قیدی ہیں؟

(ب) قیدیوں کی خوراک کے لئے جیل میں کیا انتظام ہے؟

(ج) ہر قیدی کو روزانہ ایک ٹائم میں کتنا اور کیا کیا کھانا فراہم کیا جاتا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ قیدی کو جیل میں بہت ناقص خوراک دی جاتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 50922 اسیران مقید ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حوالاتی	قیدی	قیدی سزائے موت	ٹوٹل اسیران
33304	11609	6009	50922

(ب) پنجاب کی تمام جیلوں میں قیدیوں و حوالاتیوں کو گورنمنٹ آف پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبر SO(R&P)1-9/99Vol-III مورخہ 26-07-2008 کے تحت منظور شدہ سکیل کے مطابق کھانا دیا جاتا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اسیران کی خوراک کی فراہمی کے لئے جیل کے اندر اپنا کچن موجود ہوتا ہے جہاں اسیران کا کھانا پکایا جاتا ہے۔ اس کے بعد باقاعدہ طور پر میڈیکل آفیسر اور سپرنٹنڈنٹ آف جیل چیک کرتے ہیں جو کہ بالکل معیاری ہوتا ہے اور بعد از چیکنگ کھانا اسیران میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(ج) پنجاب کی تمام جیلوں میں قیدیوں و حوالاتیوں کو گورنمنٹ آف پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبر SO(R&P)1-9/99Vol-III مورخہ 26-07-2008 کے تحت منظور شدہ سکیل کے مطابق کھانا دیا جاتا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس سلسلہ میں محکمہ کے اعلیٰ افسران ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان اور NOVs جیلوں کے اچانک دورے کرتے ہیں اور کھانا چیک کرتے ہیں ان کی رپورٹس کے مطابق کھانا بالکل معیار کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جناب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان بھی ایک ماہ میں دو بار جیلوں کے معائنہ کے دوران اسیران کا کھانا چیک کرتے ہیں اور کبھی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ اس سلسلہ میں مختلف اضلاع کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان نے اپنے دوروں کے دوران جیلوں کے کھانے کو تسلی بخش قرار دیا ہے، ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد۔جیل میں ہنگامے سے متعلقہ تفصیل

*6487: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنوری 2010 میں فیصل آباد جیل میں ہنگامے، فائرنگ اور پتھراؤ کی وجہ سے 61 کے قریب قیدی زخمی ہوئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ہنگامے سنٹرل جیل کی انتظامیہ کے مبینہ تشدد اور سختیوں کے خلاف عمل میں آئے ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ہنگاموں میں 50 قیدی اور 11 جیل اہلکار زخمی ہوئے نیز ان ہنگاموں میں مظاہرین نے جیل میں آگ بھی لگائی ؟

(د) حکومت ایسے واقعات پر قابو پانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جنوری 2010 کے ہنگامے میں سنٹرل جیل فیصل آباد میں سات جیل اہلکاران، ایک پولیس اہلکار اور آٹھ قیدیان زخمی ہوئے۔ اس کے علاوہ بھی بعض اسیران کو معمولی زخم / خراشیں آئیں۔

(ب) قطعاً غلط ہے بلکہ جیل ہذا میں گزشتہ کئی برسوں سے اسیران جیل قوانین کی خلاف ورزی کر رہے تھے۔ اسیران کے قبضے میں لاکھوں روپے کی نقدی، موبائل فون اور دیگر بے شمار ممنوعہ اشیاء تھیں۔ عملی طور پر جیل کا انتظام قیدیوں کے ہاتھوں میں تھا۔ نئی انتظامیہ کے چارج لینے پر شرپسند اسیران نے قانون کی عملداری قائم ہونے اور ناجائز سہولیات چھن جانے کے خدشے کے پیش نظر ہنگامہ آرائی کر دی۔

(ج) یہ درست ہے کہ شرپسند اسیران نے اس دوران جیل فیکٹری اور دیگر سرکاری املاک کو نذر آتش کیا تاکہ قید بامشقت کا نظام عملی طور پر ختم ہو جائے۔

(د) انتظامیہ جیل ہذا نے ایسے واقعات پر قابو پانے کے لئے قانون کی عملداری کو یقینی بنایا ہے۔ اسیران کے ساتھ عدل وانصاف اور برابری کی بنیاد پر بغیر کسی امتیاز کے سلوک کیا جاتا ہے۔ کرپشن و بدعنوانی کا خاتمہ کیا گیا ہے۔ جیل کے اندرون وبیرون حفاظتی انتظامات مؤثر طور پر کئے گئے ہیں۔ اسیران اور ان کے لواحقین کے ساتھ خوش اخلاقی اور مساوی سلوک کی وجہ سے اسیران کو ذہنی اطمینان حاصل ہوا ہے جس کی وجہ سے ایسے واقعات کا دوبارہ وقوع پذیر ہونے کا امکان انشاء اللہ کم سے کم ہو گیا ہے۔

لاہور۔جیلوں میں قیدیوں کی گنجائش کی تفصیلات

*6525: میاں نصیر احمد: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) لاہور کی جیلوں میں کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے اور اس وقت کتنے قیدی موجود ہیں؟
(ب) لاہور کی کتنی جیلوں میں قیدیوں کے لئے کوئی ڈاکٹر اور دوسرا معاون عملہ تعینات نہ ہے ؟
(ج) کیا جیلوں میں بیمار قیدیوں کا روزانہ معائنہ کیا جاتا ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) لاہور کی دونوں جیلوں میں اس وقت قیدیوں کی گنجائش اور ان کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:۔
(i) سنٹرل جیل لاہور میں قیدیوں کی گنجائش 1053 اور قیدیوں کی موجودہ تعداد 3703 ہے۔
(ii) ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں قیدیوں کی گنجائش 1050 اور قیدیوں کی موجودہ تعداد 4501 ہے۔
(ب) لاہور کی دو جیلیں ہیں۔ دونوں جیلوں میں ڈاکٹر اور دوسرا معاون عملہ تعینات ہے۔
(ج) جیلوں میں بیمار قیدیوں کا روزانہ معائنہ کیا جاتا ہے 24 گھنٹے ایمرجنسی کوریج دی جاتی ہے۔
OPD میں قیدیوں کا روزانہ صبح 8.00 بجے سے شام 4.00 بجے تک معائنہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد کسی ایمرجنسی کی صورت میں میڈیکل عملہ طبی سہولت فراہم کرتا ہے۔ زیادہ بیمار قیدیوں کو جیل ہسپتال میں داخل کر کے علاج کیا جاتا ہے۔
اگر کسی قیدی کا جیل ہسپتال میں علاج ممکن نہ ہو تو اسے باہر ہسپتال ریفر کر دیا جاتا ہے۔
لاہور کی دونوں جیلوں میں تمام سپیشلسٹ سروسز ہسپتال لاہور سے ہر مہینے میں دو بار بیمار قیدیوں کو specialized طبی سہولت مہیا کرنے کے لئے جاتے ہیں ۔ اس کے علاوہ سپرنٹنڈنٹ جیل کی کال پر specialist جیل کا وزٹ کرتے ہیں۔

لاہور۔سزائے موت کے قیدیوں کی تفصیلات

*6526: میاں نصیر احمد: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔
(الف) لاہور کی جیلوں میں اس وقت سزائے موت کے کتنے قیدی موجود ہیں؟
(ب) کیا مذکورہ جیلوں میں سزائے موت کی خواتین قیدی موجود ہیں اور ان کے ہمراہ بچے بھی ہیں اگر جواب اثبات میں ہے ان کے متعلق بھی مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے ؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) لاہور کی دونوں جیلوں میں مقید سزائے موت اسیران کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

سنٹرل جیل لاہور	=	495
ڈسٹرکٹ جیل لاہور	=	01
ٹوٹل	=	496

(ب) ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں سزائے موت کی کوئی خاتون مقید نہ ہے نیز سنٹرل جیل لاہور میں اس وقت دو خواتین سزائے موت مقید ہیں جن کی مکمل تفصیل مندرجہ ذیل ہے جبکہ ان کے ہمراہ ایک بچہ بھی ہے۔

کل خواتین قیدی سزائے موت = 02

I۔ مسماۃ کنیز ہ دختر شیر محمد عمر 36 سال

مقدمہ نمبر 203/89 بجرم 302ت پ تھانہ پیر محل ٹوبہ ٹیک سنگھ سزائے موت مورخہ 07-01-91 بعدالت جناب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

رحم کی اپیل خارج ہونے کے بعد پھانسی کی تاریخ 05-04-2000 مقرر ہوئی لیکن تین ہفتوں کے لئے پھانسی روک دیئے جانے کا stay ہوا۔ مورخہ 24-04-2000 بحکم گورنمنٹ آف پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور چٹھی نمبر 40/94MP/DC کے تحت مورخہ 04-05-2000 کو داخل جیل ہذا برائے علاج ازاں مینٹل ہسپتال لاہور ہوئی اور مورخہ 25-01-06 سے برائے علاج داخل مینٹل ہسپتال لاہور میں ہے۔

II۔ رانی بی بی دختر محمد یار زوجہ فیض احمد عمر 47 سال (ہمراہ بچہ علی حسن عمر چار سال)

مقدمہ نمبر 585/05 بجرم 302ت پ تھانہ حجرہ شاہ مقیم دیپالپور ضلع اوکاڑہ۔

سزائے موت مورخہ 29-03-06 بعدالت جناب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج دیپالپور سزائے موت + معاوضہ ایک لاکھ روپے یا چھ ماہ محض قید ہوئی۔

وارثی اپیل لاہور ہائی کورٹ لاہور میں دائر ہو چکی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6606: محترمہ نسیم ناصر خواجہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے اور اس وقت کتنے قیدی موجود ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ جیل میں قیدیوں کے لئے کوئی ڈاکٹر اور دوسرا معاون عملہ تعینات ہے؟

(ج) کیا مذکورہ جیل میں بیمار قیدیوں کا روزانہ معائنہ کیا جاتا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ کی مجوزہ رہائش 722 اسیران کے لئے ہے جبکہ اس وقت 2187 اسیران مقید ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں ایک مرد ڈاکٹر اور ایک لیڈی ڈاکٹر کی جگہیں خالی ہیں۔ جولائی 2009 میں جیل ہذا پر تعینات ڈاکٹر ضیاء الحسن ترقی پانے کے بعد میڈیکل سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ سردار بیگم ہسپتال سیالکوٹ تعینات کر دیئے گئے۔ جس کے بعد علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سے رابطہ کیا گیا اور اس وقت سے اب تک ایک میڈیکل آفیسر ڈاکٹر عظیم خان لودھی عارضی طور پر اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں انہوں نے درخواست کی ہے کہ انہیں جیل ہذا پر ریگولر لگایا جائے۔ کیونکہ حکومت پنجاب ان کے آرڈر ریگولر کرنے کی مجاز ہے لہذا بذریعہ چٹھی نمبری Estt/23175 مورخہ 10-05-07 استدعا کی گئی ہے کہ ان کے پوسٹنگ کے ریگولر آرڈر کئے جائیں جو کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ میں زیر غور ہیں۔ علاوہ ازیں ایک ڈسپنسر اور ایک لیب اسسٹنٹ تعینات ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں بیمار اسیران کا معائنہ باقاعدگی سے کیا جاتا ہے جبکہ ایمرجنسی کی صورت میں بھی ڈاکٹر 24 گھنٹے دستیاب ہوتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں سزائے موت کے قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6607: محترمہ نسیم ناصر خواجہ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں سزائے موت کے کتنے خواتین و حضرات قیدی ہیں؟

(ب) کیا سزائے موت کی خواتین قیدیوں کے ہمراہ ان کے بچے بھی ہیں ان بچوں اور خواتین کو جیل میں کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس وقت ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں 314 مرد اسیران سزائے موت اور ایک خاتون سزائے موت اسیر ہے اس طرح ان کی کل تعداد 315 ہے۔

(ب) سزائے موت خاتون کیساتھ کوئی بچہ نہ ہے جیل میں مقید سزائے موت اسیر عورت کو چار پائی، پنکھا، ٹھنڈا پانی اور میڈیکل وغیرہ کی سہولیات میسر ہیں نیز اسیر خواتین کو جیل رولز PPR1978 کے تحت عام سہولیات دی جاتی ہیں۔ بیماری کی صورت میں مفت علاج ادویات کے علاوہ ڈاکٹر کی تجویز کردہ خوراک مہیا کی جاتی ہے۔

صوبہ کی جیلوں میں ایڈز کنٹرول کرنے کے اقدامات

*6820: ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی صرف چار جیلوں میں HIV سے متاثرہ افراد کی تعداد 1183 ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جیلوں میں ایڈز کو کنٹرول کرنے کے لئے کوئی علیٰحدہ وارڈ نہیں؟

(ج) حکومت نے جیلوں میں ایڈز کے کنٹرول کے لئے سال 09۔2008 اور 10-2009 میں کتنے فنڈز مختص کئے اور کتنے فنڈز خرچ ہو چکے ہیں اور کہاں کہاں؟

(د) حکومت صوبہ کی تمام جیلوں میں ایڈز کنٹرول کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) HIV سے متعلق اعداد و شمار غلط اور غیر مصدقہ ہیں جبکہ صورتحال اس کے برعکس ہے۔ چیف جسٹس آف پاکستان کے حکم کے مطابق مئی و جون 2009 میں پنجاب کی تمام 32 جیلوں میں 43618 قیدیوں کو HIV کی تشخیص کے لئے ٹیسٹ کروائے گئے۔ جن میں سے 14 جیلوں میں 221 قیدی پازیٹو پائے گئے جن کا علاج کیا جا رہا ہے۔

(ب) ایڈز کے مریضوں کو باقی قیدیوں سے الگ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ایچ آئی وی کے مریض قیدی بھی معاشرے کے دوسرے مریضوں کی طرح قابل احترام ہیں۔

(ج) تاحال ایڈز کے علاج کے لئے دوسری بیماریوں سے الگ کوئی فنڈ قائم نہیں کیا گیا تمام بیماریوں کا علاج مشترکہ فنڈ سے ہوتا ہے تاہم ایڈز کے مریضوں کا علاج پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کے ذریعے مفت کیا جا رہا ہے۔

(د) پنجاب کے ایڈز کنٹرول پروگرام نے صوبہ بھر میں تیرہ(Surveillance Center)اور چھ رضاکارانہ مشاورت اور تشخیصی مراکز(VCT Centers)قائم کئے ہیں اس کے علاوہ پانچ عدد علاج کے مراکز بھی موجود ہیں ان مراکز پر مفت مشاورت، تشخیص اور ایڈز کے علاج کے لئے ادویات کی مفت سہولت موجود ہے۔

پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے مکمل آگاہ ہے اور HIV وائرس کی روک تھام، تشخیص اور علاج کی سہولت اپنے وسائل کے مطابق قیدیوں کو مفت فراہم کررہا ہے۔ محکمہ جیل میں قیدیوں کی مفت سکریننگ کی جا رہی ہے اور ایڈز کے مریضوں کو تشخیص کے بعد احتیاطی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ان میں شیو کے لئے نئے بلیڈز کا استعمال، خون کے عطیہ سے پہلے سکریننگ، ہیلتھ ایجوکیشن وغیرہ شامل ہیں۔

ضلع ملتان، جیلوں میں تعینات میڈیکل آفیسرز و دیگر تفصیلات

*6880: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ملتان کی جیلوں میں کتنے میڈیکل آفیسرز کام کر رہے ہیں؟

(ب) مذکورہ میڈیکل آفیسرز کتنے کتنے عرصہ سے ان جیلوں میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان جیلوں میں کام کرنے والے ڈاکٹر حضرات عرصہ پندرہ سال سے زائد ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں کیا یہ قواعد وضوابط کے مطابق ہے۔اگر نہیں تو کیا حکومت ان کو یہاں سے فوری ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع ملتان کی جیلوں میں پانچ میڈیکل آفیسرز تعینات ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i)نیو سنٹرل جیل ملتان = 2 (ii)ڈسٹرکٹ جیل ملتان = 2

(iii)زنانہ جیل ملتان = 1

(ب) مذکورہ میڈیکل آفیسر کی تعیناتی کا عرصہ ہر ایک کے نام کے سامنے درج ہے۔

نام جیل	نام میڈیکل آفیسر	تاریخ تعیناتی
سنٹرل جیل ملتان	(i)ڈاکٹر ہارون نذیر بخاری	15-11-2007
	(ii)ڈاکٹر محمد ایوب	04-01-2008
ڈسٹرکٹ جیل ملتان	(i)ڈاکٹر احمد فہیم ربانی	11-03-2006
	(ii)ڈاکٹر عامر حسین	06-03-2010
زنانہ جیل	(i)لیڈی ڈاکٹر مس فاخرہ خان	19-05-2010

(ج) یہ درست نہ ہے۔ کوئی بھی ڈاکٹر کسی بھی جیل پر عرصہ پندرہ سال سے زائد تعینات نہ ہے۔ میڈیکل آفسر کی تعیناتی کا عرصہ ہر ایک کے نام کے سامنے درج ہے۔

نام جیل	نام میڈیکل آفیسر	تاریخ تعیناتی
سنٹرل جیل ملتان	(i)ڈاکٹر ہارون نذیر بخاری	15-11-2007
	(ii)ڈاکٹر محمد ایوب	04-01-2008
ڈسٹرکٹ جیل ملتان	(i)ڈاکٹر احمد فہیم ربانی	11-03-2006
	(ii)ڈاکٹر عامر حسین	06-03-2010
زنانہ جیل	(i)لیڈی ڈاکٹر مس فاخرہ خان	19-05-2010

صوبہ کی جیلوں میں قید اقلیتی خواتین کی تعداد و متعلقہ دیگر تفصیلات

*6959: انجینئر شہزاد الٰہی: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ کی جیلوں میں قید اقلیتی خواتین کے نام، جرم اور تعداد جیل وار تفصیل فراہم کریں؟

(ب) کیا ان خواتین کی مذہبی / دنیوی تعلیم کے لئے انتظامات موجود ہیں، کیا انہیں اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کے لئے وقت اور جگہ فراہم کی جاتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اقلیتی قیدی خواتین کے ساتھ رہنے والے بچوں کی تعلیم و تربیت کا بندوبست بھی نہیں کیا جاتا، جس کی وجہ سے قیدی خواتین کو سخت پریشانی کا سامنا ہے، ان بچوں کی جیل وار تفصیل بتائی جائے؟

(د) کیا حکومت ان افسران / اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو اقلیتی خواتین کو قانون کے مطابق سہولیات مہیا نہیں کرتے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) پنجاب کی جیلوں میں مقید اقلیتی خواتین کی تفصیل مع نام، جرم ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان خواتین کو مذہبی اور دنیاوی تعلیم کی سہولیات میسر ہیں اور انہیں اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کے لئے وقت اور جگہ مہیا کی گئی ہے۔

(ج) اقلیتی خواتین کے ساتھ رہنے والے بچوں کو پنجاب کی جیلوں میں تعلیم وتربیت کی سہولیات میسر ہیں جس کی وجہ سے اقلیتی خواتین کو کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ ہے۔ جیل وار بچوں کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اگر کوئی آفیسر اور اہلکار اقلیتی خواتین کو سہولیات میسر نہیں کرتا تو اس کے خلاف سخت قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے لیکن ابھی تک کوئی ایسا واقعہ پنجاب کی جیلوں میں رونما نہ ہوا ہے۔

لاہور۔تشدد سے قیدیوں کی ہلاکت و دیگر تفصیلات

*6984: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیمپ جیل لاہور میں سال 2009 کے دوران تشدد سے کل کتنے قیدی ہلاک ہوئے؟

(ب) کیمپ جیل لاہور میں سال 2009 کے دوران کل کتنے قیدی لائے گئے ان میں کتنے قیدی مرد اور قیدی عورتیں شامل تھیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) کیمپ جیل لاہور میں سال 2009 کے دوران تشدد سے کوئی قیدی ہلاک نہیں ہوا۔

(ب) کیمپ جیل لاہور میں سال 2009 کے دوران کل قیدی 3470 لائے گئے اور کوئی بھی قیدی عورت کیمپ جیل میں نہیں رکھی جاتی۔

ڈسٹرکٹ جیل قصور میں قیدیوں کی تفصیلات

*6992: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں اس وقت گنجائش سے کتنے زائد قیدی بند ہیں؟

(ب) کیا جیل میں موجود مقید خواتین اور خصوصاً اُن کے ساتھ بلا جرم ٹھہرے ہوئے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے انتظامات موجود ہیں؟

(ج) کیا حکومت جیل میں منشیات کی بھرمار اور قیدیوں کے آپس کے جھگڑوں کے خاتمہ کے لئے کوئی قانونی اصلاحی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) قصور جیل میں ملاقات کے لئے دور دراز سے آنے والے ملاقاتیوں کے لئے انتظار گاہ، پینے کا پانی و دیگر سہولیات کا کیا انتظام ہے، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں 444 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ مورخہ 2010-09-15 کو مذکورہ جیل میں 1616 اسیران بند ہیں لہذا 1172 اسیران گنجائش سے زائد بند ہیں۔

(ب) اس وقت جیل ہذا میں تین شیر خوار بچے اپنی ماؤں کے ساتھ بند ہیں جو کہ ابھی دو سال سے بھی کم عمر کے ہیں جو کہ ابھی تعلیم و تربیت کی عمر کو نہ پہنچے ہیں۔ مزید برآں اگر کوئی بچہ تعلیم و تربیت کی عمر کو پہنچتا ہے اس کے لئے مناسب انتظامات موجود ہیں۔

(ج) جیل میں کسی قسم کی کوئی منشیات نہ ہے۔ کسی بھی اسیر کو منشیات استعمال کرنے کی اجازت ہر گز نہیں دی جاتی۔ دن میں دو مرتبہ اسیران اور ان کے ملحقہ سامان کی تلاشی کی جاتی ہے منشیات کے مقدمات میں ملوث اسیران کو دیگر اسیران سے علیحدہ بارک میں رکھا جاتا ہے اور ان کو روزانہ ورزش کروائی جاتی ہے۔ جن اسیران کی آپس میں دشمنی ہوتی ہے ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ رکھا جاتا ہے تاکہ وہ اندرون جیل آپس میں کوئی جھگڑا نہ کر سکیں۔ کسی بھی جھگڑے کی صورت میں جیل قوانین کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

(د) جیل ہذا میں ملاقات کے لئے آنے والے ملاقاتیوں کے لئے مناسب انتظار گاہ موجود ہے جس میں پنکھے اور بیٹھنے کے لئے بنچ موجود ہیں اور ملاقاتیوں کے لئے ٹھنڈے پانی کے دو عدد الیکٹرک واٹر کولر اور پانی کی ٹینکی موجود ہے۔ مزید برآں ملاقاتیوں کے لئے نئی انتظار گاہ اور ملاقات شیڈ بھی تعمیر کے آخری مراحل میں ہیں۔

سزائے موت کے قیدیوں کی مشکلات

*6998: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سزائے موت کے آٹھ آٹھ قیدیوں کو ایک 8x8 کے سیل میں اکٹھا رکھا جاتا ہے کیا ایسا کرنا جیل مینول کے مطابق درست ہے، اگر نہیں تو موت کے منتظر قیدیوں کو مزید اذیت کیونکر دی جاتی ہے؟

(ب) حکومت مذکورہ مسئلے کے حل کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست ہے کہ سزائے موت کے قیدی ایک سیل میں ایک سے لے کر آٹھ تک بند ہیں۔ جیل مینوئل کے مطابق Rule No. 663 کے تحت ایک سیل میں سزائے موت کا ایک قیدی بند ہونا چاہئے لیکن بوجہ overcrowding سزائے موت کے قیدی ایک سیل میں ایک سے زیادہ بند ہیں۔

پرانے اور نئے Death سیل کی پیمائش درج ذیل ہے۔

(i) پرانے Death سیل کی تفصیل

لمبائی	=12فٹ
چوڑائی	=10فٹ
صحن	=10x15فٹ

(ii) نئے مجوزہ Death سیل کی تفصیل

لمبائی	=14فٹ
چوڑائی	=10.2 1/2فٹ
صحن	=15x10.2 1/2فٹ

(ب) حکومت پنجاب اس سلسلہ میں نئی جیلیں اور سزائے موت سیل بنا رہی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

راولپنڈی، اڈیالہ جیل مقررہ عرصہ سے زائد تعینات ملازمین کی تفصیلات

*7001: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں کل تعینات ملازمین کے نام مع عہدہ اور تاریخ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ ملازمین مقررہ مدت سے زیادہ عرصہ سے مذکورہ جیل میں تعینات ہیں، کیا حکومت ان کو کسی دوسری جگہ تعینات کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سنٹرل جیل راولپنڈی میں کل تعینات ملازمین کے نام مع عہدہ و تاریخ تعیناتی کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جیل ہذا پر جن ملازمین کا عرصہ تعیناتی پورا ہوا ان کے تبادلہ کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ تاہم مندرجہ ذیل اہلکاران کا تبادلہ مرحلہ وار کیا جا رہا ہے۔

1۔	سیدہ امبر نقوی	لیڈی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
2۔	ثمینہ حیات	لیڈی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ
3۔	سلامت علی	اکاؤنٹنٹ
4۔	عبدالرزاق	مذہبی ٹیچر
5۔	امتیاز حسین	مشین اٹینڈنٹ

زنانہ جیل ملتان میں قید خواتین کی تفصیلات

*7082: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں خواتین اسیران کے لئے صرف ایک سپیشل زنانہ جیل ملتان میں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ trial کے بعد پورے پنجاب سے خواتین اسیران ملتان جیل جا کر اپنے وکلاء سے اور اپنے خاندان سے بالکل cut off ہو جاتی ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ جیل میں کتنی خواتین قیدیوں کی گنجائش ہے اور اس وقت اس میں کتنی خواتین قید ہیں، مزید برآں کیا حکومت خواتین کے لئے نئی سب جیلیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور کہاں کہاں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں خواتین اسیران کی ایک سپیشل جیل زنانہ جیل ملتان میں ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ اب خواتین قید trial کے بعد اپنی ضلع کی نزدیکی جیل میں رہتی ہیں جو کہ پنجاب کی مندرجہ ذیل جیلوں میں ہیں۔ کاپی پالیسی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ زنانہ وارڈ مندرجہ ذیل جیلوں میں ہیں۔

نمبر شمار	نام جیل	تعداد
1	زنانہ جیل، ملتان	70
2	ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد	64
3	ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	17
4	ڈسٹرکٹ جیل، شاہپور	08

5	سنٹرل جیل، راولپنڈی	118
6	سنٹرل جیل، گوجرانوالہ	33
7	سنٹرل جیل، لاہور	115
8	ڈسٹرکٹ جیل، سیالکوٹ	47
9	سنٹرل جیل، ساہیوال	44
10	ڈسٹرکٹ جیل، قصور	16
11	ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ	21
12	ڈسٹرکٹ جیل، اٹک	10
13	ڈسٹرکٹ جیل، گجرات	23
14	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم	16
15	سنٹرل جیل، میانوالی	15
16	ڈسٹرکٹ جیل، بہاولنگر	4
17	ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی	8
18	ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا	22
19	ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان	11
20	ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	08
	ٹوٹل تعداد:۔	690

(ج) زنانہ جیل ملتان میں خواتین رکھنے کی گنجائش 166 ہے لیکن اب اس جیل میں صرف 64 خواتین بند ہیں نیز حکومت پنجاب زنانہ جیل راولپنڈی میں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

تفصیل زنانہ جیل، ملتان

حوالاتی	=	26
قیدی	=	33
سزائے موت	=	05
کل	=	64

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیڈران کا نام نہ ہی لیں تو اچھی بات ہے۔ ان پر بات نہ کریں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! سارا ملک کہہ رہا ہے [*******]

جناب قائم مقام سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ کیا ہو گیا ہے؟ (قطع کلامیاں) تشریف رکھئے گا۔ جی، ثمینہ خاور حیات!

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 403 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے تھوڑا سا ٹائم دیا۔ میں واپس اپنے ضمنی سوال پر آتی ہوں۔ یہ دیت کا سوال تھا، ہم لوگ ریمنڈ ڈیوس کی دیت نہیں پوچھ رہے تھے کہ ان کے لواحقین کو کس نے جھنگ میں بلا کر دیت دی تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اس کا جواب آ چکا ہے۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: [********]

جناب قائم مقام سپیکر: غزالہ رانا صاحبہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ تشریف رکھیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! پنجاب حکومت ریمنڈ ڈیوس کی دیت کا جواب نہیں دے سکی تو باقی لوگوں کی دیت کا کیا جواب دے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: نیازی صاحب! آپ کیا فرما رہے تھے؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میں اس ایوان کی توجہ یکم مئی کے واقعہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر کے متعلق آپ قائد حزب اختلاف سے پوچھیں وہ جن کا نام دیں گے وہی بات کریں گے۔ نیازی صاحب چونکہ پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں اس لئے بات کر رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میں rules کے مطابق بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں ہم نے Business Advisory Committee میں ایک decision لیا ہے۔ اس کمیٹی میں وزیر قانون و پارلیمانی امور تھے، قائد حزب اختلاف تھے، چودھری ظہیر الدین صاحب سے بھی ٹیلی فون پر رابطہ تھا۔ وہاں پر یہ فیصلہ ہوا ہے، آپ ان سے بات کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! یہ کیا بات ہوئی، بات کرنا ہم سب کا استحقاق ہے۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 403 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، یہ آپ اپنے لیڈر سے بات کریں، اپنے سربراہ سے بات کریں کیونکہ Business Advisory Committee نے ایک decision لیا ہوا ہے۔ نیازی صاحب! آپ جلدی سے wind up کریں، میں نے آگے business چلانا ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! یکم اور 2۔ مئی کی رات کو ہمارے ملک کے شہر ایبٹ آباد میں جو سانحہ رونما ہوا وہ ایک افسوسناک واقعہ تھا۔ اس سانحہ کی وجہ سے پورا ملک اس وقت افسوس اور رنج و غم میں ڈوبا ہوا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! کل قومی اسمبلی میں اس واقعہ پر بات ہوئی ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! ان کے اس روّیہ سے ساری قوم کا سر شرم سے جُھک گیا ہے۔ اس ملک کی سالمیت کو بھی چیلنج کر دیا گیا ہے اور اب انہیں اس واقعہ کو discuss کرتے ہوئے بھی تکلیف ہو رہی ہے۔ اس وقت پوری قوم دیکھ رہی ہے اور ان کا کردار بھی قوم کے سامنے آ رہا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ 2۔ مئی کا سانحہ، سانحہ مشرقی پاکستان کے بعد اس ملک میں سب سے بڑا، افسوسناک اور دل کو لرزا دینے والا سانحہ تھا۔ آج اس اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بچہ بچہ یہ سوچ رہا ہے کہ ایسے لوگوں کے ہوتے ہوئے ہم لوگ کتنے غیر محفوظ ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس ملک میں freedom fighters کون لایا؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی بات wind up کریں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! قوم تو یہ سوچ رہی تھی کہ ایٹمی قوت بننے کے بعد شاید ہمارا ملک محفوظ ہو چکا ہے۔ میرے سمیت اس ملک میں بسنے والے ہر شخص کو یہ غلط فہمی ہو چکی تھی کہ ہم ایک محفوظ ملک میں رہتے ہیں لیکن اس ملک کے حکمرانوں، اس ملک کی ایجنسیوں اور اس ملک کی forces نے اس واقعہ کے بعد پوری قوم کو مایوس کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

اس وقت this is not the Question کہ اسامہ زندہ ہے یا مر گیا ہے بلکہ اس وقت سوال یہ ہے کہ اس آزاد ملک میں امریکی فوج اندر گھس کر دو گھنٹے لگاتار کارروائی کرتی رہی۔ افسوس کہ ہمارے حکمران سوئے ہوئے تھے، ہمارا Radar System jam کر دیا جاتا ہے، ہمارے سپہ سالار بھی سوئے ہوئے تھے یہ ایک سوال ہے اور اس سوال کا جواب ہمیں چاہئے۔ یہ کہتے ہیں کہ دو گھنٹے امریکی ہمارے

ملک میں کارروائی کرتے رہے اور ہمارے کسی ادارے کو کوئی خبر تک نہیں ہوئی۔ میں اس ایوان کے توسط سے حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس واقعہ پر ایک Judicial Commission بنائیں اور اس کی judicial inquiry کرائی جائے۔ چیف جسٹس کو اس کا سربراہ بنائیں اور باقی چاروں ہائی کورٹس کے چیف جسٹس اور اسلام آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کو اس میں شامل کریں کیونکہ یہ سارے system کا failure ہے۔ یہ ایک چونکا دینے والا اور رونگٹے کھڑے کر دینے والا واقعہ ہے۔ اس system کے failure کے جو لوگ responsible ہیں ہم یہ پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس کی judicial inquiry کرا کر اس واقعہ کے ذمہ داروں کا تعین کیا جائے اور انہیں نشان عبرت بنایا جائے۔ اس وقت ہم جو امریکہ کے غلام بن کر امریکہ کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ امریکہ سے اتحاد ختم کر دیا جائے۔ امریکہ جو ہماری قومی سلامتی اور قومی خودمختاری کا احترام نہیں کرتا ہمیں اس کے ساتھ فوری طور پر اتحاد کو ختم کر دینا چاہئے۔ میں اس ایوان کی طرف سے اپنے برادر ملک چین کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس مشکل گھڑی میں وہ واحد ملک ہے جو اس وقت ہمارے ساتھ کھڑا ہوا ہے۔ اس ایوان کے توسط سے میں ایک دفعہ پھر یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس واقعہ کے جو لوگ ذمہ دار ہیں ان کے خلاف judicial inquiry کروا کر ان کو عبرت کا نشان بنایا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ ---

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات سے پہلے میں قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بات ایسی ہے جس پر آپ یا رانا ثناءاللہ خان respond کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ جس طرح ہم نے Business Advisory Committee میں decide کیا تھا باقی دوستوں کو اس کے مطابق موقع دیا جائے گا۔ آپ کا جو ایجنڈا ہے ہم نے اس کی طرف بھی آنا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! رانا ثناءاللہ خان صاحب بات کر لیں اس کے بعد میں بات کر لوں گا اور اس طرح تمام پارٹیوں کی طرف سے بات ہو جائے گی۔ اب آپ جس طرح سے مناسب سمجھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون صاحب! آج decision یہ ہوا تھا کہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا لیکن اب علی حیدر نور خان نیازی صاحب نے جو بات کی ہے اس پر کافی ممبران بات کرنا چاہتے ہیں

اور وہ اپنے ہاتھ بھی اٹھا رہے ہیں۔ آپ treasury کی طرف سے اور راجہ ریاض صاحب اپوزیشن کی طرف سے بات کر لیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! انہوں نے ایک "شُرلی" چھوڑ دی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں مناسب یہی ہے کہ آپ ایجنڈے کے مطابق چلیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! محترمہ فرما رہی ہیں کہ یہ "شُرلی" ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ میں ایک انتہائی اہم issue پر بات کر رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون صاحب بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! اس اہم issue پر میں نے بھی بات کرنی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: مستی خیل صاحب! ایک منٹ، آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس موضوع پر جو معزز ممبران بات کرنا چاہتے ہیں، پہلے جیسا کہ Business Advisory Committee میں طے پایا تھا ایجنڈے کو آپ مکمل کریں اس کے بعد اگر کوئی دوست بات کرنا چاہتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ شاید ہمارے دونوں کے بات کرنے سے وہ ممبران جو اس موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں ان کی تشفی نہ ہو اور وہ یہ سمجھیں کہ ہماری حق تلفی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیوں راجہ صاحب؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Business Advisory Committee میں جو مرضی طے ہوا ہو rules تو واضح ہیں۔ آپ نے مجھ سے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ خود ہی دیکھ لیں قائد حزب اختلاف کھڑے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Business Advisory Committee میں جو بھی طے ہوا ہو Rules of Procedure کو violate کرنے کا اختیار تو نہیں دے دیا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! ہمارے جو اسمبلی کے rules ہیں ان کی authority زیادہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں، یا تو حزب اقتدار والے ان پر عدم اعتماد کر دیں اور ادھر والے آپ پر عدم اعتماد کر دیں۔ کلو صاحب! نولاٹیا صاحب! تشریف رکھیں۔ نولاٹیا صاحب! آپ پہلے میری بات کا جواب دے دیں کیا آپ اپنے لیڈر پر عدم اعتماد کرتے ہیں یا حکومتی بنچز والے اپنے لیڈر پر عدم اعتماد کرتے ہیں کیونکہ وہاں پر یہ آپ کی نمائندگی کرتے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ حساس موضوع ہے۔ امریکہ کے جو چار ہیلی کاپٹر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! پلیز تشریف رکھئے۔

ملک محمد وارث کلو: آپ 60۔ارب ڈالر کے مقروض ہیں، غریب کے بچے صرف اس لئے مر جاتے ہیں کہ ان کے پاس پیسے نہیں ہوتے اور آپ فوج کو پالتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ لاء منسٹر صاحب! جب آپ نے ایک فیصلہ کر لیا ہے تو پھر اپنے ممبران کو بھی اس پر عمل کرائیں۔ جی، راجہ ریاض صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: آپ رولنگ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: یہاں تو "بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری"۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! اس سانحہ کی اہمیت کے پیش نظر ہمیں آج وقفہ سوالات سے بھی پہلے اس پر بات کرنی چاہئے تھی۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کلو صاحب یہاں کس حساب سے تقریر جھاڑی جا رہے ہیں؟ کیا ہمیں تقریر کرنا نہیں آتی؟ وہاں کمیٹی میں طے پایا تھا لیکن محترم کلو صاحب نے صبح سے House کو highjack کیا ہوا ہے۔ محترم! اگر اس طرح زور سے بولنے کا مقابلہ کرنا ہے تو ہمارے ممبران آپ سے زیادہ پاکستانی ہیں، آپ سے زیادہ محب وطن ہیں، آپ تو کل تک پرویز مشرف کے ساتھ تھے۔ ہم آپ سے زیادہ جمہوریت پسند ہیں۔۔۔

ملک محمد وارث کلو: آپ مجھ سے کیسے مخاطب ہیں؟ میں نے سپیکر سے رولنگ مانگی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: No cross talk. آپ مجھ سے بات کیجئے۔

ملک محمد وارث کلو: راجہ صاحب مجھ سے مخاطب نہ ہوں بلکہ سپیکر صاحب سے مخاطب ہوں- میں نے رولنگ مانگی ہے-

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں- میں ابھی رولنگ دیتا ہوں- قائد حزب اختلاف! آپ ٹائم دیکھیں، already آپ نے ایک ایجنڈا دیا ہوا ہے اور اس پر اجلاس بلایا ہوا ہے- صبح بھی فیصلہ ہوا تھا کہ ہم فوری طور پر اس ایجنڈے پر آ جائیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): ٹھیک ہے-

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب! ذرا تشریف رکھیں اور مجھے بات کر لینے دیں- اب اس پر مزید بحث نہیں ہو گی اور ہم توجہ دلاؤ نوٹس کی طرف آئیں گے- آپ اس کا rule 186 پڑھیں-

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: Rule بتا دیں-

جناب قائم مقام سپیکر: rule 186 Composition and functions کا پیرا 3 پڑھیں

(3) The Committee shall have the power to indicate in the proposed time table, the different hours at which the various stages of the Bill or other business shall be completed. And then

(4) The Committee shall have such other functions as may from time to time, be assigned to it by the Speaker.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ- جناب سپیکر! ایک مہینہ پہلے میں نے آپ سے رولنگ مانگی تھی کہ کیا ایڈوائزری کمیٹی اسمبلی کے Rules of Procedures کو violate کر کے کوئی فیصلہ کر سکتی ہے یا ان کے مطابق کرے گی- آپ نے کہا تھا کہ میں اسے pending کرتا ہوں اور آپ کو written ruling دوں گا-

جناب قائم مقام سپیکر: سیکرٹری صاحب! کوئی ایسی بات ہوئی تھی؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا سوال صرف یہ ہے کہ آپ نے ابھی تک اس پر مجھے تحریری طور پر رولنگ نہیں دی-

جناب قائم مقام سپیکر: پہلی بات یہ ہے کہ Speaker is not bound by any time table آپ نے رولنگ مانگی ہے میں جب چاہوں دے سکتا ہوں- میری بات سنیں! آپ rules کی بات کر رہے ہیں اور میں آپ کو rules ہی پڑھ کر سنا رہا ہوں- اگر ہم نے اس House کے decorum کا خیال رکھنا ہے تو پھر ہمیں rules کو follow کرنا پڑے گا- اب اس پر مزید کوئی بات نہیں ہو گی-

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ precedents ہیں-

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے rules پر تھے اور اب آپ precedents پر آ گئے ہیں-

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں rules کی بات کروں گا مجھے بولنے تو دیں- میری بات تو مکمل ہونے دیں-

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اسمبلی کو چلانے کے لئے Rules of Procedures کے اندر جو طریق کار اور قواعد و ضوابط میں amendment اور ان کو بنانے کا تمام اختیار اس august House کو ہے، وہ اختیار رکھتا ہے کہ کس article، کس section کس rule کو amend کیا جائے، اسے ختم کیا جائے یا شامل کیا جائے-

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب! پہلے اس کا نمبر 1 پڑھ لیں-

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے فرمایا تھا کہ آپ اس بات پر مجھے written ruling دیں گے-

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ریکارڈ نکلوا کر مجھے دکھائیں-

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! 14- اپریل کی بات ہے-

جناب قائم مقام سپیکر: سیکرٹری صاحب! 14- اپریل کا ریکارڈ مجھے دکھائیں-

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ میری بات غور سے سن لیں کہ میں کہنا کیا چاہتا ہوں؟ آپ 14- اپریل کی اسمبلی کی کارروائی کا ریکارڈ دیکھ لیں میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ Rules of Procedures میں amendment, insertion کو ختم کرنا یا اسے نیا frame کرنا یہ تمام اختیار اس honourable House کو حاصل ہے اور جو honourable House پاس کر دے اس پر اکیلے

وزیر اعلیٰ، کیلئے لاء منسٹر، کیلئے پارلیمانی سیکرٹری یا ایڈوائزری کمیٹی کو کوئی حق حاصل نہیں کہ اس House کے اندر ہونے والی amendment کے خلاف کوئی کام کر سکے یا اسے violate کر سکے۔ میں نے 14۔ اپریل 2011 کو یہ رولنگ مانگی تھی کہ کیا۔۔۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! آدھ گھنٹہ سے یہ بات چلائی جا رہی ہے۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: میں نے یہ رولنگ مانگی تھی کہ جو Rules of procedures final ہو چکے ہیں کیا ایڈوائزری کمیٹی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اسے violate کر کے اس کے خلاف کوئی کام کر سکے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب! میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ اس پر کوئی violation نہیں ہوئی۔ آپ اس کا سیکشن۔ 1 پڑھ لیں۔ اس میں یہ ہے کہ:

186.(1) At the commencement of the Assembly or from time to time, as the case may be, the Speaker may, in consultation with the Leader of the House and the Leader of the Opposition, nominate a Business Advisory Committee consisting of not more than twelve members including the Speaker who shall be the Chairman of the Committee.

(2) It shall be the function of the Committee to recommend the time that should be allocated for the discussion of the stage or stages of such Government Bill and other business as the Speaker, in consultation with the Leader of the House, may direct for being referred to the Committee.

اب اس میں ابہام کہاں ہے؟ آپ لوگوں نے جن کو nominate کیا ہے وہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر فیصلہ کرتے ہیں اور ہم اس فیصلے کو House میں implement کرتے ہیں Its very simple and very clear اب اس پر کیا مسئلہ ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے رولنگ دینی ہے وہ دیں پھر میں اس پر بات کروں گا۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: مخدوم صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پھر شروع ہو گئے ہیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: نہیں۔جناب سپیکر! میری ایک request سن لیں، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر بھی تو request ہی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ہم بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی respect کرتے ہیں اور اسے عزت بھی دیتے ہیں۔یہاں پر گندم پر بات کرنے کا topic ہوتا ہے لیکن یہاں ڈاکٹر توقیر پر تقریر شروع ہو جاتی ہے۔جب ایک ایک، ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ irrelevant تقریریں ہوتی ہیں تو پھر بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی respect اُدھر ہوتی ہے اور نہ اِدھر ہوتی ہے۔اگر to the point business ہو تو تمام House سننے کو تیار ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی۔جی، مخدوم صاحب! آپ اپنی بات wind up کریں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! میری بات مکمل ہونے دیں، میں ایک منٹ میں بات کر لیتا ہوں۔ہم سب آپ کی بڑی عزت کرتے ہیں، آپ بڑے اچھے طریقے سے House چلاتے ہیں۔آپ بزنس ایڈوائزری کمیٹی والی بات کو چھوڑ دیں۔آپ نے ابھی Chair پر بیٹھ کر فرمایا ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ decision ہوا تھا کہ کسی کو پوائنٹ آف آرڈر نہیں دینا لیکن آپ خود ہی لوگوں کو پوائنٹ آف آرڈر دیتے ہیں کہ وہ اس House میں خوشامد کر کے وزیر بننے کی کوشش کر لیں، آپ خود ہی اس چیز کو violate کر رہے ہیں۔آپ اسے چھوڑیں اور ایجنڈے کو آگے چلائیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: اب Call Attention Notices لیتے ہیں۔پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 754 محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔

لاہور۔ نجی بنک میں ڈکیتی واکاؤنٹ ہولڈر کے زخمی ہونے کی تفصیلات

754: **محترمہ ساجدہ میر:** جناب سپیکر! کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 26۔اپریل 2011 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق فیکٹری ایریا والٹن لاہور پر ڈاکوؤں نے نجی بنک سے 25 لاکھ روپے لوٹ لئے اور مزاحمت پر فائرنگ کر کے ایک اکاؤنٹ ہولڈر کو زخمی کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جس جگہ یہ واردات ہوئی ہے یہاں سے پولیس چوکی چند قدم پر واقع ہونے کے باوجود متعلقہ پولیس نے کوئی ایکشن نہ لیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہلیان علاقہ کے مطابق اس چوکی کا انچارج اور دیگر عملہ ڈاکوؤں کی مکمل نگرانی کر رہا تھا اور ان کو پوری پوری protection دے رہا ہے۔

(د) کیا حکومت اس واردات کی تحقیقات کسی ایجنسی سے کرانے اور اس میں ملوث پولیس افسران اور عملہ کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 11-04-25 کو میزان بنک والٹن روڈ میں واردات ہوئی اور اس سلسلہ میں مقدمہ نمبر 522/11 مورخہ 11-04-25 بجرم 395 ت پ، 13/20/65 تھانہ فیکٹری ایریا درج ہوا۔دوران واردات بنک میں کوئی فائرنگ ہوئی اور نہ ہی کوئی account holder زخمی ہوا۔تاہم ملزمان نے سکیورٹی گارڈ مشتاق اعظم کے سر پر پسٹل کا بٹ مارا جس سے وہ معمولی زخمی ہوا۔

(ب) جس جگہ واردات ہوئی وہاں نزدیک پولیس چوکی نہ ہے بلکہ پولیس تھانہ ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) دوران تفتیش CCTV کیمرہ کی تصاویر حاصل کر کے NADRA کو بھجوائی گئی ہیں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! وزیر قانون کو اپنا جواب مکمل کر لینے دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر توجہ دلاؤ نوٹس کے حوالے سے ہی ہے۔ یہاں House میں رانا ثناء اللہ صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ سے جب بھی توجہ دلاؤ نوٹس take up ہوگا تو آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری گیلری میں موجود ہوں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ غلط بات ہے، میں نے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا۔ قطعی طور پر توجہ دلاؤ نوٹس کے جواب کے موقع پر آئی جی، پولیس یا سیکرٹری ہوم کی یہاں پر موجود ہونے کی کوئی روایت ہے اور نہ ہی ایسی کوئی compulsion ہے۔ ہاں، جس دن law and order پر بحث ہو اس دن آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری کا یہاں پر موجود ہونا ضروری ہوتا ہے اور جب بھی law and order پر بحث ہوئی ہے تو میں نے اس چیز کو ensure کیا ہے۔ اب بھی جس دن حزب اختلاف یا بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی direction پر law and order پر بحث ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری یہاں پر موجود ہوں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس بھی law and order سے related ہوتا ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب اس بات کے گواہ ہیں کہ پچھلے دور میں توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب وزیر اعلیٰ خود ایوان میں آکر دیتے تھے جبکہ موجودہ وزیر اعلیٰ تو ایوان میں آنے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس law and order سے ہی related ہوتا ہے اس لئے جب توجہ دلاؤ نوٹس کو take up کیا جائے تو یہاں پر آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری کو موجود ہونا چاہئے اگر ان کے کہنے پر آئی جی پولیس یا ہوم سیکرٹری یہاں پر نہیں آتے تو وہ علیحدہ بات ہے لیکن اصولی طور پر ایسا ہونا چاہئے اور اس کا رانا صاحب نے وعدہ بھی کیا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ قائد ایوان توجہ دلاؤ نوٹس یا کسی بھی مسئلے پر جواب دینا چاہیں تو rules میں اس بات کی گنجائش موجود ہے لیکن توجہ دلاؤ نوٹس کے موقع پر آئی جی پولیس یا ہوم سیکرٹری کے یہاں پر موجود ہونے کی کوئی روایت نہیں ہے البتہ جس دن law and order پر بحث ہو اس دن آئی۔ جی پولیس اور ہوم سیکرٹری یہاں پر موجود ہوتے ہیں۔ یہ روایت ہے اور compulsory بھی ہے کہ دونوں صاحبان یہاں پر موجود ہوں۔ اس معزز House نے جس روز law and order پر بحث کی تھی اُس روز دونوں صاحبان یہاں پر موجود تھے اب بھی جس دن بحث ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ دونوں صاحبان یہاں پر موجود ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ وزیر قانون صاحب! آپ اپنا جواب مکمل کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں جز (د) کا جواب عرض کر رہا تھا۔

(د) دوران تفتیش CCTV کیمرہ کی تصاویر حاصل کر کے NADRA کو بھجوائی گئی ہیں اس کے علاوہ کسٹمر عرفان وارث کے چھینے گئے موبائل کا I.M.E.I Number حاصل کر کے بغرض حصول ڈیٹا بھجوایا گیا ہے۔ سر دست متذکرہ موبائل فون active نہ ہوا ہے۔ علاوہ ازیں بنک عملہ کو C.R.O برانچ سے سابقہ ریکارڈ یافتگان کی تصاویر بھی دکھائی گئی ہیں لیکن بنک کے عملہ نے کسی کو شناخت نہ کیا ہے۔ ملزمان کی گرفتاری اور مقدمہ کی تفتیش کے لئے D.S.P/S.D.P.O ڈیفنس سرکل کی زیر نگرانی انسپکٹر عبدالغفور، سب انسپکٹر عامر سلیم، محمد ارشد اور بابر قیوم پر مشتمل ایک خصوصی ٹیم تشکیل دی گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ملزمان کو جلد trace کر کے مقدمہ کو حقائق پر یکسو کیا جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایسے بہت سے واقعات ہوتے ہیں لیکن پولیس ان کو trace کرنے میں کوتاہی سے کام لیتی ہے۔ پولیس کے روّیے کی وجہ سے کوئی شریف آدمی تھانے جانا پسند نہیں کرتا۔ خادم اعلیٰ صاحب نے کہا تھا کہ جس علاقے میں ڈکیتی کی واردات ہوئی اس کے ایس ایچ او کو معطل کر دیا جائے گا لیکن ابھی تک ہم نے نہیں سنا کہ کسی ایس ایچ او کو معطل کیا گیا ہو حالانکہ ہر روز ڈکیتی اور چوری کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس میں بحث نہیں ہو سکتی البتہ ضمنی سوال پوچھا جا سکتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پولیس کے کلچر کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ روایتی طرز کا جواب دے دیا گیا ہے کہ گارڈ زخمی ہو گیا۔ اس واردات میں رقم لوٹ لی گئی، آدمی بھی زخمی ہوئے لیکن ابھی تک ملزمان گرفتار نہیں ہو سکے تو پھر پولیس کی کیا کارکردگی ہے اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کب تک پولیس ان ملزمان کو گرفتار کرلے گی؟ آپ کسی ایک ایس ایچ او کو ہی معطل کر دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے ایک بات عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ اس سے related بات نہیں کر سکتے کیونکہ اس پر کوئی اور بات نہیں کر سکتا جن کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے صرف وہی بات کر سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ایک آدمی ڈی سی او آفس گجرات کے باہر خودکشی کرتا ہے اور اگر میں اس حوالے سے توجہ دلاؤ نوٹس move کرتا ہوں تو آپ کا دفتر کہتا ہے کہ یہ اس کا ذاتی فعل تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میرے دفتر سے concerning matter یہاں House میں discuss نہیں ہو سکتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ جب کوئی آدمی ایک کنال زمین کے لئے کسی تحصیلدار یا پٹواری کی وجہ سے خودکشی کرتا ہے اور میں اس پر توجہ دلاؤ نوٹس move کرتا ہوں تو آپ کا دفتر اس کو reject کر دیتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! یہ دفتر کا معاملہ ہے۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں وہاں پر اس حوالے سے بات کر لیں گے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 769 ڈاکٹر اسد اشرف صاحب کی طرف سے ہے۔

فیصل آباد۔ ڈاکٹر کا قتل واشتہاری اجرتی قاتل کی پولیس مقابلے میں ہلاکت کی تفصیلات

769: ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 23-اپریل 2011 کی رات ایس ایچ او تھانہ جھنگ بازار (فیصل آباد) نے رسالہ روڈ پر ناکا لگایا ہوا تھا کہ اسی دوران دو مشکوک موٹر سائیکل سوار افراد کو رکنے کا اشارہ کیا لیکن موٹر سائیکل سواروں نے پولیس پارٹی پر فائرنگ کر دی جبکہ جوابی فائرنگ پر ایک ملزم مارا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مارا جانے والا متذکرہ ملزم اُجرتی قاتل و بدنام زمانہ اشتہاری رانا ناصر تھا جس کے سر کی قیمت پنجاب حکومت نے تین لاکھ روپے مقرر کر رکھی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل تھانہ بٹالہ کالونی (فیصل آباد) کے قریب کلینک میں بیٹھے ڈی ایچ او، ڈاکٹر اظہر وحید کو فائرنگ کر کے ہلاک بھی متذکرہ اُجرتی قاتل نے ہی کیا تھا جس سے صوبہ بھر کے ڈاکٹروں میں خوف وہراس پایا جانے لگا اور وہ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھنے لگے تھے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تھانہ جھنگ بازار کے ایس ایچ او اور ان کی ٹیم کو نقد انعام و تعریفی اسناد دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نیز مقتول ڈی ایچ او ڈاکٹر اظہر وحید کے بچوں کی کفالت کے لئے ان کو مالی امداد و دیگر مراعات فی الفور دیئے جانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے کہ محمد ناصر ولد نذیر احمد سکنہ محلہ مینا آباد فیصل آباد چھ مقدمات میں اشتہاری تھا جبکہ ملزم کے خلاف مختلف تھانہ جات میں سنگین نوعیت کے 15 مقدمات درج تھے۔ پنجاب حکومت نے ناصر مذکور کے سر کی قیمت تین لاکھ روپے مقرر کر رکھی تھی۔

(ج) ڈاکٹر اظہر وحید کے قتل کے متعلق مقدمہ نمبر 1000 مورخہ 10-09-27 بجرم 302/34 تھانہ بٹالہ کالونی میں درج رجسٹر ہوا جس میں محمد ناصر ملزم تھا اور بعد میں جو تفتیش ہوئی اس میں اس کا ملزم ہونا ثابت ہوا۔

(د) محمد ناصر ولد نذیر احمد کے سر کی قیمت تین لاکھ روپے مقرر ہے جو کہ ضابطے کی کارروائی کے بعد جس پولیس ٹیم نے اُس کو پولیس مقابلے میں ہلاک کیا ہے اُس ٹیم کو وہ رقم دی جائے گی۔

جناب سپیکر! جہاں تک ڈاکٹر اظہر وحید ڈی ایچ او کے بچوں کی کفالت سے متعلقہ معاملہ ہے تو وہ چونکہ پولیس سے متعلقہ نہیں ہے تو میں نے سیکرٹری صحت سے کہا ہے اور میں محترم ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سے بھی کہوں گا کہ ڈاکٹر اظہر وحید کے بچوں کی کفالت اور مالی امداد کا کیس سیکرٹری صحت کو بھجوائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کے بچوں کی مالی مدد بھی کی جائے گی۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ سب سے پہلے محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی تحریک استحقاق نمبر 36 ہے، یہ تحریک move ہو چکی تھی اور اس session تک کے لئے pending کی گئی تھی۔ جی، رانا صاحب!

پنجاب بیت المال کی سالانہ کارکردگی رپورٹ بابت سال 2010 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 36 کا جواب آ گیا ہے، اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 36 استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اب تحریک استحقاق نمبر 37 محترمہ سیمل کامران، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، محترمہ زوبیہ رُباب ملک، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب طاہر اقبال چودھری، یہ تحریک بھی move ہو چکی ہے اور pending کی گئی تھی۔ جی، رانا صاحب!

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ کارکردگی رپورٹ بابت سال 2010 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کے جواب میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے تو میں اُس کی کاپی اس تحریک کے محرک کو فراہم کر دوں گا، وہ اُس جواب کو دیکھ لیں اور اگر وہ اس جواب سے مطمئن ہیں تو پھر اس تحریک کو withdraw کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چیمہ صاحب! آپ نے یہ تحریک استحقاق پیش کی تھی تو آپ اس کے جواب کی کاپی دیکھ لیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک استحقاق ایوان میں پیش کی تھی تو یہ House کی property ہے تو بہتر ہے کہ وزیر صاحب ہمیں House میں اس کا جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں مناسب بات تو یہ ہے کہ جو جواب آیا ہے اس کو آپ پہلے پڑھ لیں پھر اُس کے حساب سے آپ respond کر دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اگر آج اجلاس ختم ہو جائے گا تو پھر ٹائم گزر جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم اس کو next session تک pending کر لیتے ہیں اور آپ اس دوران اس کا جواب دیکھ لیں، اس تحریک کا جواب چیمہ صاحب کو بھجوا دیں۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 43 جناب رائے محمد شاہجہان خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، یہ تحریک استحقاق pending کی جاتی ہے۔ محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی تحریک استحقاق نمبر 44 ہے، معزز محرک اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

حکمت عملی کے اصولوں پر عملدرآمد کے بارے میں سالانہ رپورٹ بابت سال 2010 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

محترمہ سیمل کامران: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 29 کے سب آرٹیکل (3) جیسے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 130 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے کے تحت حکومت کے لئے یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ principles of policy کی سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جائے گی۔ آرٹیکل (3)29 کا متن یوں ہے:

29(3) In respect of each year, the President in relation to the affairs of the Federation, and the Governor of each Province in relation to the affairs of his Province, shall cause to be prepared and laid before each House of Majlis-e-Shoora (Parliament) or, as the case may be, the Provincial Assembly, a report on the observance and implementation of the Principles of Policy, and provision shall be made in the rules of procedure of the National Assembly and the Senate or, as the case may be, the Provincial Assembly for discussion on such report.

اسی طرح قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 70(a) کا متن یوں ہے کہ:

70(a) The question shall relate to a privilege granted by the constitution, the law or the rules made under any law;

آئین پاکستان اور پنجاب اسمبلی کے قواعد کی واضح provision کے باوجود Principles of Policy کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010 ابھی تک ایوان میں پیش نہیں کی گئی Principles of Policy کی رپورٹ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حکومت نے:

(1) Islamic way of life.

(2) Protection of Local Government Institutions.

(3) Parochial and similar other Prejudices

(4) Full participation of woman in national life

(5) Protection of Family.

(6) Protection of Minorities

Promotion of Social Justice and Eradication of Social evils.

جیسے مفادِ عامہ کے معاملات کے بارے میں حکومت کی ذمہ داری سے ایوان کی آگاہی اسی رپورٹ کے ذریعے منظرِ عام پر آ سکتی ہے اسی لئے آئین پاکستان نے اس رپورٹ کو اسمبلی میں زیرِ بحث لانے کے لئے mandatory قرار دیا ہے۔ اس رپورٹ کو اسمبلی میں پیش نہ کر کے ایوان کو اس کے آئینی حق سے محروم کیا گیا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک استحقاق نمبر 45 محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی طرف سے ہے۔ معزز محرک اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

مسودہ قانون شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1976 کے تحت ادارہ کی سالانہ کارکردگی رپورٹ بابت سال 2010 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔

معاملہ یہ ہے کہ The Punjab Development of Cities Act, 1976 (Pb. Act, xxix of 1976) Section 35 میں provided ہے کہ:

35 (I) The Authority shall prepare for every year, a report of the activities during that year and submit the report to the Government in such form and on or before such date as may be prescribed.

The report referred to in sub –section (I) shall be laid before the Provincial Assembly of the Punjab within six months of its receipt by the government.

مذکورہ رپورٹ کی اہمیت اس امر سے واضح ہو جاتی ہے کہ اس رپورٹ میں مندرجہ ذیل امور کو deal کرنا مقصود ہوتا ہے۔

"The Development of Cities Act, was enacted in 1976 and brought into operation to establish a comprehensive System of Planning and development in order to improve the quality of life in the cities of the Punjab, to establish an integrated development approach and a continuing process of planning and development, to ensure optimum utilization of resources economical and effective utilization of land and to evolve policies and programmes, relating to the improvement of the environment of Housing, Industrial development,

Traffic, Transportation, Health, Education, Water supply, Sewerage, Drainage, Solid Waste disposal etc."

مذکورہ قانونی تقاضے اور اہمیت کے باوجود Public Interest کی حامل رپورٹ برائے سال 2010 کو ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور ممبران اسمبلی کو ان کے قانونی حق سے محروم رکھا گیا ہے۔ قانون ہذا کی اس صریحاً خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے ابھی تک اس تحریک استحقاق کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا آپ اس تحریک کو next session تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، تحریک استحقاق نمبر 45 کو next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 46 محترمہ سیمل کامران، سیدہ ماجدہ زیدی اور محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے۔ محرک اپنی تحریک استحقاق ایوان میں پیش کریں۔

مسودہ قانون ادارہ محتسب پنجاب مصدرہ 1997 کے تحت ادارہ کی سالانہ کارکردگی رپورٹ بابت سال 2010 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ The Punjab Office of the Ombudsman Act, 1997 (Punjab Act X of 1997) کے Section 28 میں provided ہے کہ:

28. Annual and other reports.

(1) Within three months of the conclusion of the calendar year to which the report pertains, the Ombudsman shall submit an Annual Report to the Governor.

(2) Simultaneously, such reports shall be released by the Ombudsman for publication and copies thereof shall be provided to the public at a reasonable cost.

(3) The Ombudsman may also, from time to time, make public any of his studies, research, conclusions, recommendations, ideas or suggestions in respect of any matters being dealt with by the Office.

(4) The report and other documents mentioned in this section shall be placed before the Provincial Assembly as early as possible.

اسی طرح قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 70(a) کا متن یوں ہے کہ:

70 (a) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, the law or the rules made under any law.

مذکورہ ایکٹ اور پنجاب اسمبلی کے مذکورہ Provisions اور تقاضوں کے باوجود صوبائی محتسب پنجاب کے ادارے کی سالانہ رپورٹیں بابت سال 2010 ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کی گئیں۔ Ombudsman Act کے Preamble کا مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ رپورٹ ہذا کتنی اہمیت کی حامل ہے اور مفادِ عامہ کے معاملات سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ متن یوں ہے:

Preamble. WHEREAS it is expedient to provide for the appointment of the Provincial Ombudsman for protection of the rights of the people, ensuring adherence to the rule of law, diagnosing, redressing and rectifying any injustice done to a person through maladministration and suppressing corrupt practices.

لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک استحقاق اگلے اجلاس تک pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک استحقاق نمبر 47 جناب طارق محمود ساہی صاحب کی ہے۔ ساہی صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

ضلعی پولیس افسران منڈی بہاؤالدین کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز سلوک

جناب طارق محمود ساہی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 20۔اپریل 2011 بوقت 3 بجے رات میں اپنے کمرے میں سویا ہوا تھا کہ داد علی خٹک ڈی پی او کے telephonic حکم پر حافظ عطاء الرحمٰن ڈی ایس پی، محمد نواز ورک ایس ایچ او اور محمد اسلم انسپکٹر انوسٹی گیشن تھانہ صدر منڈی بہاؤالدین بمع چودہ پولیس اہلکاران زبردستی گھر کی دیواریں پھلانگ کر اندر داخل ہوئے۔ شور پر میں نے کمرے کا دروازہ کھولا تو مذکورہ افسران و اہلکاران نے مجھے زبردستی آگے لگا لیا اور سرکاری گاڑی میں بٹھا کر اغواء کر کے تھانہ صدر لے گئے۔ معززین حلقہ نے واقعہ کی اطلاع ملنے پر ڈی پی او سے رابطہ کیا تو اس نے الٹا میرے خلاف کارروائی کی دھمکی دے دی اور پریس کانفرنس کر کے مجھے بدنام کرنے اور میری عزت خاک میں ملانے کی مذموم کوشش کی اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ نے کوئی اور بات کرنی ہے؟

جناب طارق محمود ساہی: جناب سپیکر! نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا، آپ اسے pending فرمادیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! واقعہ یہ ہے کہ پولیس والے آئے اور معزز ایم پی اے کو اٹھا کر لے گئے اور کافی دیر تک حراست میں رکھا۔ میری آپ سے اور وزیر قانون سے یہ گزارش ہو گی کہ پچھلے اجلاس میں یہ بات ہوئی تھی اور وعدہ کیا گیا تھا اس لئے مہربانی کریں اور اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے آپ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: معزز ممبر نے اپنے بارے میں کہا ہے کہ انھیں پولیس اٹھا کر لے گئی تھی۔ وزیر قانون صاحب کی بھی یہی رائے ہے اس لئے اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 48 چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب کی ہے۔ چودھری صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

وزیر قانون کے بیان "وزیر اعلیٰ کو ایوان میں آنے کی کوئی ضرورت نہ ہے" سے معزز ایوان کی تضحیک

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ صوبائی وزیر قانون سے میڈیا کی طرف سے پوچھے گئے ایک سوال کہ "وزیر اعلیٰ پنجاب، پنجاب اسمبلی کے ایوان میں کیوں نہیں آتے؟" اس سوال کے جواب میں رانا ثناء اللہ خان وزیر قانون نے انتہائی ہتک آمیز، متکبرانہ انداز اور منفی سوچ کے ساتھ جواب دیا ہے کہ "وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایوان میں آنے کی کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی وہ اس کے پابند ہیں البتہ وزیر اعظم پاکستان فارغ ہیں اس لئے وہ ہر وقت ایوان میں نظر آتے ہیں۔" وزیر اعلیٰ پنجاب جو اپنے آپ کو خادم اعلیٰ پنجاب کہلوانے میں زیادہ فخر محسوس کرتے ہیں، وہ پنجاب کی آٹھ کروڑ عوام کے نمائندہ ایوان میں آنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، عوام کی بھلائی کے لئے کوئی بات کرتے ہیں اور نہ ہی وہ عوام کی طرف سے منتخب شدہ نمائندگان کی طرف سے مسائل کی نشاندہی کرنے پر انھیں جواب دینا پسند فرماتے ہیں۔ یہ معزز ایوان سمجھتا ہے کہ وزیر اعلیٰ کا ایوان میں نہ آنا، عوام کی طرف سے منتخب شدہ نمائندگان کی بات نہ سننا اور ان کی نشاندہی پر مسائل کا حل نہ کرنا نہ صرف آئین اور قانون کی پامالی ہے بلکہ ان کے خادم اعلیٰ کے دعویٰ کی بھی نفی ہے۔

وزیر قانون کے اس جواب سے معزز ایوان کے ہر ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ short statement دینا چاہتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جی، جناب سپیکر! اس تحریک کو پیش کرنے کا مقصد کوئی point scoring ہے، نہ کسی فرد اور ادارے کی توہین کرنا مقصود ہے۔ وزارت اعلیٰ بھی ایک ادارہ ہے اور وزارت قانون بھی ایک ادارہ ہے جن کے لئے میرے دل کے اندر انتہا درجے کا احترام ہے۔ یہ احترام اداروں کا ہے افراد کے لئے ہے یا نہیں ہے اس سے مجھے کوئی غرض نہیں لیکن کم از کم وزیر اعلیٰ پنجاب آٹھ کروڑ عوام کے نمائندہ ہیں اسی طرح وزیر قانون بھی آٹھ کروڑ عوام کے نمائندہ وزیر قانون ہیں۔ اس تحریک استحقاق کے پیش کرنے کا مقصد اس ایوان کے استحقاق اور تقدس کو بحال کرنا ہے۔ میں اس پر بحث کرنے کی بجائے، کوئی point scoring کرنے کی بجائے ایک استدعا آپ کے حوالے سے وزیر قانون سے کروں گا کہ وہ آٹھ کروڑ عوام سے معافی مانگ لیں اور معذرت کر لیں کہ مجھ سے غلط بیانی ہوئی ہے یا میں غلطی میں کچھ لفظ کہہ گیا ہوں۔ اگر یہ بات کوئی ممبر کہے کہ جب میں فارغ ہوں گا تو اس وقت میں اسمبلی میں آؤں گا، اگر قائد ایوان نے خود یہ بات کہی ہے تو میری تحریک ان کے خلاف بھی ہے۔ وزیر قانون کی یہ بات 14۔اپریل 2011 روزنامہ "جنگ" میں باقاعدہ شائع ہوئی ہے۔ میرا point scoring اور ان کی توہین کا کوئی ارادہ نہیں صرف ایک ہی بات ہے کہ اگر یہ آٹھ کروڑ عوام کے اس نمائندہ اجلاس کو قابل تقدس سمجھتے ہیں اور اس کے احترام کو اس قابل سمجھتے ہیں کہ اس کو سب سے زیادہ priority پر کرنا چاہئے باقی سارے کام دوسری اور تیسری priority پر ہونے چاہئیں۔ عوام کے اس نمائندہ ایوان کا تقدس سب سے پہلے بحال ہو تو اس کے لئے صرف ایک استدعا ہے کہ اگر ان کے دل میں جمہوریت کے لئے، اس ایوان کے لئے، اداروں اور عوام کے لئے کوئی ایک فیصد بھی جذبہ ہے تو ان کو معذرت کرنی چاہئے۔ اس سے زیادہ میں نہیں سمجھتا کہ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے لیکن اگر وہ آٹھ کروڑ عوام سے معذرت نہیں کرتے تو پھر میری استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آٹھ کروڑ عوام کے حق کی ٹھیکیداری میں کسی کو دینے کے حق میں ہوں اور نہ میں کسی کی ٹھیکیداری تسلیم کرتا ہوں۔آپ اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں میں وہاں پر ان کی خدمت میں تسلی بخش جواب پیش کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔پہلی تحریک التوائے کار نمبر 766/11 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

صوبہ میں خواتین پر جنسی تشدد اور ظلم وزیادتی میں مسلسل اضافہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پچھلے دو سالوں میں پنجاب میں عورتوں پر سنگین تشدد کے ساڑھے آٹھ ہزار مقدمات درج کئے گئے۔ اصل میں مظلوم عورت پر جو ظلم، زیادتی، جنسی تشدد کے ساتھ ساتھ ایک ایسے ناکردہ گناہ کی سزا انتہائی دھڑلے اور ڈھٹائی سے ان کو دی جا رہی ہے اور وہ جرم لڑکی کو جنم دینا ہے۔ ایک حالیہ سروے کے مطابق جو 12 دارالامانوں پر کیا گیا کہ انتہائی ہولناک نتائج سامنے آئے ہیں۔ لڑکے کی تمنا خاوند کے ساتھ ساتھ پورے خاندان کو شادی سے پہلے ہی ہو جاتی ہے اور عورت بے چاری لڑکی کی پیدائش کے خوفناک تصور سے ہی ڈرتی ہے۔ ظلم وستم کا شکار ان خواتین کی آٹے میں نمک جتنی تعداد کبھی کبھار ان دارالامانوں میں پناہ لے لیتی ہے جو اس بے حس معاشرے کی موت کا اصل میں نشان ہوتی ہے۔ ان خواتین کے ساتھ ان کی ناکردہ گناہ چھوٹی چھوٹی معصوم بچیاں بھی ہوتی ہیں۔ ان مظلوم عورتوں پر نام نہاد اپنے تو ظلم ڈھاتے ہی ہیں۔ دوسری طرف جعلی پیر وفقیر کے لئے بھی یہ (Hot Marketing Item) ہیں جو ان جعلی عامل اور پیروں کی نذر کالے بکرے، کالے دیسی بکرے، دیسی گھی اور ناقابل یقین حد تک نقدی کے ساتھ ساتھ کچھ ایسے حقائق ہیں جو محرک ارادتاً بیان نہیں کر سکتا لیکن وہ اس معزز ایوان کے ہر ممبر کے

علم میں ہیں۔ ہم سب جانتے بوجھتے روزانہ ٹی وی پر ائم ٹائم پر ان عاملوں اور پیروں کے اشتہارات کو دیکھتے ہیں۔ تمام لیڈنگ نیوز پیپرز میں دیکھتے ہیں لیکن خاموش ہیں اور نہ میڈیا کو ان اشتہارات کے تباہ کن نتائج کی پرواہے۔ ایسی ہی ایک ستم زدہ خاتون جس کا ایک بچہ جس کی عمر تیرہ سال ہے اور وہ ایک روڈ سائیڈ چائے کے ہوٹل پر صرف -/1400 روپے میں زندگی کو گھسیٹ رہا ہے۔ اپنی ماں کو ایک شیلٹر House میں داخل کروانے کے لئے وکیل کو فیس دے کر کامیابی حاصل کرتا ہے۔ یہ محض ایک مثال ہے جو ان عورتوں پر بیت رہی ہے۔ سروے میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ لڑکی کی پیدائش پر عورتوں کو ان کے گھروں سے نکالنے کے مکروہ عمل میں پچھلے چند سالوں میں بڑی تیزی آئی ہے۔ شاید معاشرہ بے حسی کے ساتھ ساتھ (Dirty Commercialization) کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ لڑکی پیدا کرنے کے ناکردہ اور ناقابل معافی جرم پر مظلوم عورتوں کو جس آفت اور مصیبت کا سامنا ہے اس کو اس ایوان کے علم میں لانا ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں صرف ایک بات مزید add کرنا چاہتا ہوں کہ جتنا بزنس یہ جعلی پیر اور فقیر کر رہے ہیں اگر ہم ان کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتے تو ان کے خلاف کوئی ایسا قانون بنائیں جس سے انہیں پکڑا جا سکے۔ آپ مہربانی فرما کر اس تحریک پر بحث کرنے کی اجازت دیں کیونکہ یہ پیر اور عامل صاحبان کہیں بھی رجسٹرڈ نہیں ہیں، کسی ٹیکس ریکارڈ میں نہیں آتے، ان کا کوئی اکاؤنٹ نہیں ہے اور یہ کروڑوں روپے کا بزنس کر رہے ہیں۔ صرف چار منکے گلے میں ڈالنے کے بعد ان جعلی عاملوں کی cliental اتنی زیادہ ہے کہ آپ جیسے اچھے وکیل کو بھی رَشک آتا ہے کہ اِن کے پاس اتنا client کیسے آ گیا؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیں کیونکہ اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 767/11 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

گورنمنٹ انٹر کالج کڑیانوالہ میں صرف بارہ طلباء زیر تعلیم اور عملہ کی تنخواہ پر لاکھوں روپے ماہانہ کا خرچہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع گجرات میں گورنمنٹ انٹر کالج کڑیانوالہ جس پر ماہانہ 60 لاکھ روپے تنخواہوں اور دوسرے اخراجات میں خرچ کئے جا رہے ہیں میں صرف 12 طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں جبکہ وہاں پروفیسر حضرات کی تعداد ایک طرف، 16 کلرک، اس کے علاوہ نائب قاصد، Watchmen اور Peons وغیرہ علیحدہ ہیں۔ ان تمام مدوں میں ماہانہ 60 لاکھ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ یہ امر بھی حیران کن ہے کہ کڑیانوالہ میں ایک خواتین کالج کی اشد ضرورت ہے اور گورنمنٹ انٹر کالج کڑیانوالہ اس مقصد کے لئے بہترین ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ انتہائی اہم معاملہ صرف ایک گورنمنٹ انٹر کالج کڑیانوالہ کا نہ ہے بلکہ پنجاب میں اور بہت سے کالجز بھی سفید ہاتھی بن چکے ہیں۔ ایسے تمام کالجز وزیر اعلیٰ پنجاب کے کالجوں کی کارکردگی کو جانچنے کے لئے جو درست اقدامات اٹھائے گئے تھے اُن میں کمال ہوشیاری سے صاف بچ رہے ہیں۔ وہ اس طرح کہ کالج کے پرنسپل ایف اے اور بی اے کے بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات میں طلباء کے داخلے ہی اپنے کالج کے ذریعے نہیں بھیجنے دیتے بلکہ طالب علموں کو پرائیویٹ داخلہ بھیجنے پر مجبور کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسے تمام پروفیسر و پرنسپل حضرات جنہوں نے اپنی پرائیویٹ اکیڈمیاں کھولی ہوئی ہیں اپنے فرائض منصبی تو کیا ادا کرتے ہوں گے، ہاں البتہ اکیڈمیوں کا بزنس پورے زور و شور سے بغیر کسی ٹیکس، بغیر کسی پوچھ گچھ، بغیر NOC اور بغیر کسی رجسٹریشن کے جاری و ساری ہے۔ دوسری طرف ایسے کالجز جن کو ghost colleges کہا جائے تو مناسب ہوگا، قوم پر اصل میں ایک بد ترین بوجھ بن چکے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس پر میں عرض کروں گا کہ ہر معزز ممبر کو پتا ہے کہ اگر 200 طلباء first year یا third year میں داخل ہوتے ہیں تو جب بورڈ یا یونیورسٹی میں داخلہ بھیجنے کا وقت آتا ہے تو میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اُن میں سے صرف 15 یا 20 رہ جاتے ہیں۔ کیا یہ زیاں نہیں ہے کہ قوم کے اربوں روپے ضائع ہو رہے ہیں لہذا اس پر بحث کی اجازت دی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جو جواب محکمے کی طرف سے آیا ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں اور جن خدشات کا اظہار محرک نے اپنی تحریک میں کیا ہے وہ درست ہے۔

گورنمنٹ انٹر کالج کڑیانوالہ ضلع گجرات کے قصبے کڑیانوالہ جلال پور صوبتیاں روڈ پر واقع ہے۔ اس کالج میں مندرجہ ذیل سٹاف تعینات ہے:۔

ٹیچنگ سٹاف

منظور شدہ	تعینات	خالی
15	08	07

نان ٹیچنگ سٹاف

منظور شدہ	تعینات	خالی
19	16	03

طلباء کی تعداد

سال اول	سال دوم	کل
05	07	12

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ کالج کے ماہانہ اخراجات 60 لاکھ کی بجائے 5 لاکھ 61 ہزار روپے ہیں۔ مذکورہ بالا کالج کی صورتحال معلوم ہونے پر ضلعی انتظامیہ کے افسران اور محکمہ اعلیٰ تعلیم کے متعلقہ افسران نے اس معاملے کے حل کے لئے مورخہ 6۔ مارچ 2011 کو اس کالج کا دورہ کیا۔ اس سلسلے میں ایک میٹنگ کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن گوجرانوالہ کی زیر صدارت ہو چکی ہے۔ اس میٹنگ میں کمشنر صاحب نے درج ذیل ہدایات دی ہیں:۔

i) اس کالج کو بوائز کالج ہی رکھا جائے۔

ii) کالج کے پرنسپل کو تبدیل کیا جائے۔

iii) کالج کی صفائی ستھرائی کو یقینی بنایا جائے۔

iv) گرمیوں کی چھٹیوں میں ڈی سی او کی سربراہی میں ایک ٹیم تشکیل دی جائے جس میں کالج کے پرنسپل، اساتذہ اور ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز گجرات شامل ہوں۔ یہ ٹیم ارد گرد کے سکولوں کا دورہ کرے اور گھر گھر جا کر اس کالج میں داخلے کے لئے طلباء کو ترغیب دے۔

v) اگلے تعلیمی سیشن میں کم از کم 100 طالب علم اس کالج میں داخلہ لیں گے یعنی انہوں نے ٹارگٹ مقرر کیا ہے۔

محکمہ اعلیٰ تعلیم اس وقت پورے پنجاب کے کالجوں کو کامیاب طریقے سے چلانے کے لئے کوشاں ہے اور اس ضمن میں ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ لاء منسٹر صاحب کے مطابق محکمے نے مان لیا ہے کہ اُس کالج میں صرف 12 طلباء ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ معزز ایوان اس پر غور کرے کہ ایک کالج جس پر 60 لاکھ روپے سالانہ خرچ ہو رہے ہیں وہاں صرف 12 طلباء ہیں اور اسی طرح باقی کالجوں میں بھی یہی حال ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس کو ایوان میں زیر بحث لائیں تو آنے والی نسلوں کا بہت بھلا ہو گا نیز اس کو continuity میں لائیں تاکہ ان پرنسپل حضرات کو ایک target دیا جائے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں یہ ثابت کروں گا کہ بے شمار لوگ چھٹیوں پر ہیں، ملک سے باہر ہیں اور تنخواہیں لے رہے ہیں۔ ایک عام پروفیسر یا لیکچرار قوم کو اس وقت پچاس ہزار روپے میں پڑ رہا ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس پر چونکہ specific بات آ گئی ہے کہ محکمہ کارروائی کر رہا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کرتے ہیں باقی تمام تر صورتحال کو overall دیکھ لیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 780/11 محترمہ سیمل کامران، چودھری عامر سلطان چیمہ اور سیدہ ماجدہ زیدی کی طرف سے ہے۔

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! تحریک استحقاق کے لئے rules بڑے clear ہیں اس لئے یہ violation ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب! اب تو تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ پلیز تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: میں معذرت چاہتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر کوئی معزز ممبر غلط پوائنٹ آف آرڈر لیتا ہے تو اُس پر کوئی penalty بھی لگائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اُن کی مسکراہٹ ہی ان کے لئے penalty ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ان کی پانچ تحاریک استحقاق آچکی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: پانچ کیسے آ گئیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب! یہ تحریک التوائے کار ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: قواعد یہ ہیں کہ ایک تحریک استحقاق آ سکتی ہے، دوسری نہیں آ سکتی۔ میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر صرف یہی بتانا تھا کہ ان کی پانچ تحاریک آئی ہیں لیکن ایک سے زیادہ نہیں آ سکتی۔

محترمہ سیمل کامران: صرف ایک ہی آئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب! انہوں نے ایک ہی پیش کی ہے، بے شک آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔

ضلع قصور میں جعلی کاغذات پر کانسٹیبلوں کی بھرتی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ نئی نئی اپوزیشن ہے اس لئے پہلے ان کو ذرا Rules of Procedure پڑھنا سکھائیں کیونکہ اس وقت تحاریک التوائے کار کا وقت چل رہا ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دن" مورخہ 15۔ اپریل 2011 کی خبر کے مطابق ڈسٹرکٹ قصور میں پولیس افسروں کی ملی بھگت سے جعلی کاغذات پر کانسٹیبلوں کی بھرتیوں کا انکشاف ہوا ہے۔ پولیس افسران نے امیدواروں سے لاکھوں روپے لے کر بوگس دستاویزات پر بھرتیاں کیں۔ امیدواروں کو محکمے کے سابقہ اور فوت ہو جانے والے ملازمین کے قریبی رشتہ دار ظاہر کیا گیا۔ مقامی پولیس نے واقعہ کا علم ہونے کے باوجود کارروائی نہ کی۔ ذرائع نے بتایا کہ قصور پولیس میں افسروں نے اپنے چہیتے امیدواروں کو نوازنے کے لئے ان کے جعلی کاغذات تیار کروائے۔ ذرائع نے یہ بھی بتایا کہ

مقامی پولیس کے بعض اعلیٰ افسراں نے ذہانت کا مظاہرہ کیا اور دو امیدواروں کو ملازمین کے بیٹے بتایا جس کے بعد انٹرویو میں مذکورہ امیدواروں کو کانسٹیبل کے لئے بھرتی کر دیا گیا۔ پولیس کے اعلیٰ افسروں کو صورتحال کا علم ہو گیا لیکن باوجود اس کے تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر جانے کے کوئی کارروائی نہ کی گئی۔ اس دوران بھرتی ہونے والے امیدوار تنخواہ وصول کرتے رہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا موصول ہونے والا جواب اس طرح سے ہے کہ مورخہ 29-06-10 کو جاوید اقبال سینئر کلرک انچارج اعمال نامہ لوئر برانچ نے درخواست گزاری کہ مورخہ 22-04-10 کو فیملی کلیم پر بھرتی ہونے والے کانسٹیبل شکیل صادق کے متعلق معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ کانسٹیبل کی دستاویزات جعلی ہیں جس پر ڈی پی او قصور نے ڈی ایس پی (صدر) سرکل کو انکوائری آفیسر مقرر کیا جنہوں نے انکوائری کے بعد رپورٹ دی کہ کانسٹیبل شکیل صادق کے کاغذات واقعی جعلی ہیں جس پر متعلقہ اہلکاران محمد سعید آفس سپرنٹنڈنٹ، جاوید اقبال سینئر کلرک اور امان اللہ پنشن کلرک کے خلاف غفلت اور لاپروائی پائی گئی جس کے بعد ان کے خلاف کارروائی کی گئی۔ اس کے بعد فیملی کلیم پر جتنے بھی کانسٹیبل بھرتی ہوئے ان کی دستاویزات کو دوبارہ سے چیک کیا گیا تو ناصر سجاد نامی کانسٹیبل کے کاغذات بھی بوگس پائے گئے اور ان دونوں کے خلاف مقدمہ نمبر 327/10 بجرم دفعہ 420,468,471 اور 483/10 بجرم دفعہ 420,468,471 درج کیا گیا ہے اور جن اہلکاران کی غفلت اور لاپروائی کی وجہ سے یہ معاملہ ہوا ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جا رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر کے لئے راجہ ریاض صاحب نے عظمیٰ زاہد بخاری اور اشرف سوہنا کے نام دیئے ہیں تو پہلے وہ بات کر لیں پھر اس کے بعد طیبہ ضمیر بات کریں گی۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے کئی معزز ممبران پوائنٹ آف آرڈر پکارنے لگے)

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ جب بحث شروع ہو گی تو آپ اپنی اپنی بات کر لیں کیونکہ آپ نے یہ اجلاس بلایا ہی بحث کے لئے ہے تو پھر آپ سب اپنا اپنا point of view لے آئیں۔ جی، سوہنا صاحب!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آپ نے میری تحریک التوائے کار سے متعلق وعدہ فرمایا تھا کیونکہ یہ تیسرا اجلاس جا رہا ہے تو میری request ہے کہ اسے پیش کرنے دیں اور آپ مجھے صرف پڑھ لینے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل میں نے آپ سے وعدہ بھی کیا تھا اور بات بھی ہوئی تھی۔ لاء منسٹر صاحب! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں out of turn نہ لینے کی بات ہوئی تھی لیکن چونکہ ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا تو انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے یہ اسے پڑھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سوہنا صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میری بھی ایک انتہائی اہمیت کی حامل تحریک التوائے کار نمبر 814 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ فی الحال تشریف رکھیں۔ آپ کی تحریک التوائے کار آئندہ اجلاس کے لئے pending کی جاتی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 838 کو بھی pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی تحریک التوائے کار بھی آئندہ اجلاس کے لئے pending کی جاتی ہے۔ جی، سوہنا صاحب!

(اذان مغرب)

یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور کے وائس چانسلر کے بیٹے کو ایم بی بی ایس کے امتحان میں ناجائز طریقے سے پاس کروانا

جناب محمد اشرف خان سوہنا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دی نیوز" مورخہ 23۔ مارچ 2011 کی خبر کے مطابق یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے وائس چانسلر پروفیسر حسین مبشر کے بیٹے محمد امتیاز مبشر کو واہ میڈیکل کالج میں سال 2004 میں ایم بی بی ایس کی کلاس میں داخلہ دیا گیا اور اب وہ ایک ڈاکٹر بن چکا ہے۔ تفصیلات کے مطابق امتیاز مبشر جو یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز وائس چانسلر لاہور کے صاحبزادے ہیں نے داخلہ سے آخر تک کلاس میں باقاعدہ شرکت نہ کی تھی اس کے متعلق پرنسپل واہ میڈیکل کالج نے یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کی انتظامیہ کو پانچ سال تک چٹھیاں لکھیں کہ امتیاز مبشر کی حاضریاں مکمل نہ ہیں، اس عرصے میں اس کی حاضریاں 75 فیصد سے کم تھیں جو سالانہ امتحانات کے لئے لازمی ہیں لیکن چونکہ امتیاز مبشر کے والد ہی یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے وائس چانسلر تھے انہوں نے اس پر کوئی ایکشن نہ لیا۔ مزید برآں ایک باپ کے ناتے بھی پرنسپل واہ میڈیکل کالج کے یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے وائس چانسلر کو اس بارے میں اطلاعات دی جاتی رہی ہیں کہ ان کا بیٹا کالج میں باقاعدہ حاضر نہیں ہوتا اور یہ کہ اس کا چال چلن بھی قابل قبول نہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ امتیاز مبشر مسلسل پانچ سال تمام send up امتحانات میں فیل ہوتا رہا لیکن چونکہ اس کے والد یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے وائس چانسلر تھے۔ پرنسپل واہ میڈیکل کالج ہر دفعہ اس کا داخلہ فارم برائے سالانہ امتحان بھی بھیجتا رہا جہاں سے امتیاز مبشر کو کامیاب کروا دیا جاتا رہا اور وہ اچھے نمبروں سے پاس ہوتا رہا۔ مبینہ طور پر یہ بھی کہا جاتا رہا ہے کہ امتیاز مبشر کو سالانہ امتحانات کے question paper ایک دن پہلے ہی مل جاتے تھے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حاضریاں کم ہونے کی بناء پر ہزاروں طلباء و طالبات کا ہر سال داخلہ نہیں بھیجا جاتا۔ اس دھاندلی اور دو عملی سے سٹوڈنٹ کمیونٹی، ان کے والدین اور عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ اس معاملہ کی بے لاگ انکوائری کرائی جائے اور اس میں ملوث وائس چانسلر یونیورسٹی آف میڈیکل سائنسز کے خلاف کارروائی کی جائے اور ان کے بیٹے امتیاز مبشر کو دی گئی ایم بی بی ایس کی ڈگری کو معطل کیا جائے۔ اس خبر سے علاقہ کی عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! میرا خیال ہے کہ آج یہ پیش ہوئی ہے تو اسے آئندہ اجلاس کے لئے pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بالکل ٹھیک ہے۔ اسے آئندہ اجلاس کے لئے pending کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار آئندہ اجلاس کے لئے pending کی جاتی ہے۔ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ، جناب سپیکر! میری پہلی گزارش یہ ہے کہ میں House میں جو بزنس دیتی رہی ہوں اس کا ریکارڈ میرے پاس موجود ہے کہ اللہ کے فضل سے میری ایک بھی تحریک التوائے کار اور توجہ دلاؤ نوٹس کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور میں نے ریکارڈ دیکھا ہے چونکہ اس issue پر شاید ایک اور تحریک التوائے کار آ چکی ہے اس لئے اسے ایوان میں پیش کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے معزز ممبران کا یہ فرض ہے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے معاملات کو highlight کیا جائے کیونکہ اس کی ایک مثال آپ کے سامنے موجود ہے کہ میں نے سٹیٹ لائف کو آپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے بارے میں ایک issue raise کیا تھا جس پر جناب نے مہربانی کر کے کمیٹی بنائی۔ میں نے اس میں 500 کروڑ روپے گھپلے کی نشاندہی کی تھی جو کہ prove ہوئی اور اس کی محکمانہ انکوائری رپورٹ میرے پاس موجود ہے۔ اس کے بعد ایف آئی آرز بھی درج ہوئیں۔ میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ اہم معاملات اور خاص طور پر وہ معاملات جن پر میرے پاس کوئی material موجود ہو تو ایوان میں لانا چاہتی ہوں کیا یہ کہیں rules میں ban ہے کہ اگر ایک ممبر تحریک التوائے کار دیتا ہے تو دوسرا معزز ممبر نہیں دے سکتا، کیا دونوں ممبران کے اکٹھے نام ایک تحریک التوائے کار میں نہیں آ سکتے کہ ایک اپنا point of view دے رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس بارے میں کوئی اہم اطلاع میرے پاس موجود ہو اور میں بھی اس پر اپنی input دے سکوں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ رواج جو کہ routine بنائی گئی ہے اور خاص طور پر یہ مہربانی سیکرٹریٹ کی طرف سے میرے ساتھ کچھ زیادہ ہو رہی ہے، بیشک آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں کہ سب سے زیادہ میرا business kill کیا گیا ہے۔ تحریک التوائے کار کے بارے میں خاص طور پر گزارش ہے کہ جو تحاریک التوائے کار آتی ہیں تو اگر کوئی پہلے کسی ایک ممبر کی طرف سے آ چکی ہے تو دوسرے ممبر کو اس میں add کر لیا جائے تاکہ وہ بھی اس پر اپنی input دے سکے کیونکہ اہم معاملات ہوتے ہیں۔ محکمہ جنگلات

کی ایکڑوں اراضی کے بارے میں اور ایل ڈی اے کی کرپشن کے بارے میں تحاریک التوائے کار جمع کرائیں لیکن ان پر مجھے بات کرنے کی اجازت نہیں ملی۔ مجھے اس حوالے سے آپ کی ruling چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ سٹیٹ لائف کوآپریٹو ہاوسنگ سوسائٹی کے بارے میں بنائی گئی کمیٹی کی دو meetings ہوئیں لیکن بدقسمتی سے میں کسی اہم کام کے سلسلے میں اسلام آباد ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکی۔ اب اس کمیٹی کی میٹنگ نہیں بلائی جا رہی حالانکہ انکوائری رپورٹ بھی آ گئی ہے اور ایف آئی آرز بھی درج ہو چکی ہیں تو اس کی میٹنگ اگر اجلاس کے بعد جلدی convene کر دی جائے تو یقیناً ہمیں اس کی رپورٹ House میں پیش کرنے میں آسانی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ سپیشل کمیٹی تھی؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ نے سپیشل کمیٹی House میں constitute کی تھی جس میں شیخ علاؤالدین صاحب کی Adjournment Motion تھی، جس کو آپ نے combine کر کے کمیٹی بنا دی تھی۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس کا کچھ کریں کیونکہ جب ہمیں ان issues پر بات کرنے کا موقع نہیں ملے گا تو ہم پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔ میں نہیں سمجھتی کہ اس طرح کے issues کو پوائنٹ آف آرڈر پر raise کرنے کا کوئی reasonable طریقہ ہے اور بہت سارے اہم issues ہیں جن کو میں House میں اٹھانا چاہتی ہوں تو ان کے بارے میں آپ پہلے فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان دونوں معاملات پر مجھے چیمبر میں مل لیجئے گا میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی بات کا آغاز علامہ اقبال کے شعر سے کروں گی کہ:

پرواز ہے دونوں کی اسی اک جہاں میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہین کا جہاں اور

جناب سپیکر! الحمدللہ پنجاب کے وزیراعلیٰ نے بچوں، وکلاء، ڈاکٹرز، مزدوروں، انڈسٹریوں، کارخانوں اور فیکٹریوں کے مسائل دیکھتے ہوئے بہت ہی مضبوط قدم اٹھایا ہے جو کہ چین کا دورہ کیا، وہاں سے 125 megawatt Energy Power Plant کے لئے ٹیکنالوجی لی اور تقریباً اس پر کام شروع ہونے والا ہے۔ میری آپ کی وساطت سے فیڈرل گورنمنٹ سے استدعا ہے کہ وہ اس

لوڈشیڈنگ کو ختم کرے۔ پاکستان اندھیروں میں ڈوب رہا ہے، بچے امتحانوں کے حوالے سے پریشان ہیں کیونکہ بجلی کا پتا نہیں ہوتا کہ کبھی رات ہے اور کبھی دن ہے، بچوں کو پڑھنے کے لئے، مزدوروں کو کام کرنے کے لئے اور فیکٹریوں کو چلانے کے لئے لوڈشیڈنگ ختم کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محمد اشرف سوہنا صاحب!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ علی نور خان نیازی اپنا مؤقف بیان کر کے چلے گئے اور کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ ہمارا مؤقف بھی سنتے۔

جناب سپیکر! ایبٹ آباد کا آپریشن قابل مذمت اور قابل نفرت ہے، ملکی سالمیت پر اس سے بڑا حادثہ اور حملہ نہیں ہو سکتا۔ پارلیمنٹ موجود ہے، پارلیمنٹ کے اندر ملک کی سب سیاسی جماعتوں کی سینئر قیادت موجود ہے اور پارلیمنٹ سے ہٹ کر کسی اور forum کو، کسی اور ادارے کو کہنا کہ وہ آکر اس معاملے کی تحقیق کرے دراصل جمہوریت پر عدم اطمینان اور عدم اعتماد ہے۔

جناب سپیکر! بہت ہی اچھا ہوتا کہ اس ملک کی قیادت اس ملک کی قومی اسمبلی کے اندر دوسری بڑی سیاسی جماعت کے لیڈر خود اپنی جماعت سے اپنے سینئر لوگوں کو نامزد کرتے اور حکومت سے مطالبہ کرتے تو پھر ہم سمجھتے کہ آج جمہوریت پر اعتماد کو دہرایا جا رہا ہے۔ ہم جوڈیشل کمیشن کے قیام کی مخالفت نہیں کرتے لیکن جوڈیشل کمیشن کو اختیار دیں کہ اس دن سے کام کرے اور تعین کرے کہ افغانستان میں جہاد کے نام پر، اس ملک کے مستقبل کے تحفظ کے نام پر اور دنیا بھر سے دہشت گردوں اور جنگجوؤں کو پاکستان لانے والے کون تھے؟

جناب سپیکر! میں آپ کو ایک تاریخی واقعہ سناتا ہوں کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو جیل میں بند تھے۔ انہوں نے اپنی پارٹی کے لوگوں کو جیل سے کہا کہ ساری دنیا کے وزیر خارجہ افغانستان کا visit کر رہے ہیں میں جیل میں بیٹھ کر محسوس کر رہا ہوں کہ ہمارے خطے کے اندر کوئی بہت بڑی تبدیلی آنے والی ہے۔ انہوں نے پیپلز پارٹی کے لوگوں کو کہا کہ مجھے معلوم کر کے بتاؤ کہ دنیا جہان کے وزراء خارجہ کابل میں اکٹھے ہو کر پاکستان کے خلاف کیا سازش کرنا چاہتے ہیں؟ یہ vision تھا۔ انہوں نے ایک سیاسی جماعت کو دعوت دی تھی کہ پاکستان کے خلاف بننے والی سازشوں کا ہم آکر جواب دیں گے۔

جناب سپیکر! آپ ضرور عدلیہ پر اعتماد کریں، آپ ضرور عدلیہ کو سمجھیں کہ وہ انتخاب جتوانے میں معاون ہو سکتی ہے اور ہم ضرور یہ سمجھیں کہ مدد مل سکتی ہے کہ ہم نے لانگ مارچ کئے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ پاکستان کے سینئر قائد جوڈیشل کمیشن کا مطالبہ کرنے کی بجائے وہ اپنی جماعت کے

لوگوں کو کہتے کہ حکومت ناکام ہو چکی ہے، حکومت پاکستان کی سالمیت کا تحفظ نہیں کر سکی تو میں حکومت کے خلاف نکل رہا ہوں، میں حکومت کے خلاف لوگوں کے اندر بیداری پیدا کرنے کے لئے نکل رہا ہوں، وہ ایک تحریک اور لانگ مارچ کا اعلان کرتے، حکومت کو بے نقاب کرنے کی کوشش کرتے اور یہ سیاسی جدوجہد کی بات کرتے۔ ہم تو کہہ رہے ہیں کہ عدالت فیصلہ کرے کہ کس نے کیا غلطی کی ہے؟

جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر جوڈیشل کمیشن بنانا ہے تو اس کے لئے بنائیں کہ ماضی میں ان جنگجوؤں کے سرغنوں سے کون پیسے لے کر election campaigns چلاتا رہا ہے؟ جوڈیشل کمیشن بنانا ہے تو اس کے لئے بنائیں کہ کون جنگجوؤں اور دہشت گردوں کو رات کے کھانوں پر invite کرتا رہا ہے؟ جوڈیشل کمیشن بنائیں کہ اپنے سیاسی مخالفوں کو دبانے اور عدم اعتماد لانے کے لئے پیسا کس سے مانگتے رہے ہیں اور خیرات کس سے وصول کی؟

جناب سپیکر! ہم عدلیہ پر اعتماد کرتے ہیں لیکن عدلیہ کو متنازعہ چیزوں کے اندر شامل نہیں کرنا چاہتے۔ (قطع کلامیاں)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! اگر عدالتی کمیشن ایمل کانسی کو گرفتار کرنے پر بن جاتا تو ہم سمجھتے کہ آج کے مطالبہ میں جان ہے، پاکستان کی تاریخ کا حصہ ہے کہ جب کارگل کے معاملے پر اس وقت کی حکومت پاکستان پر بین الاقوامی پریشر آیا تو سب جہاز بھر کے معذرت کے لئے امریکہ چلے گئے تھے اس وقت اپنی عدلیہ کو یہ کہتے کہ حکومت سے ایک غلطی ہوئی ہے ہمیں راستہ نکال کر دو تو ہم سمجھتے کہ آج عدالتی کمیشن کا مطالبہ جائز ہے۔ عدالتی کمیشن بنانے سے قوموں کی تاریخ ٹھیک نہیں ہوتی۔ پاکستان کی تاریخ یہ ہے کہ جب ذوالفقار علی بھٹو نے یہ کہا تھا کہ سفید ہاتھی میرے پیچھے ہے تو پھر ان کو جان کی قربانی دینی پڑی تھی۔ اگر آج آپ یہ سمجھتے ہیں اور پاکستان کی سیاسی قیادت یہ سمجھتی ہے کہ وہ پاکستان کی سالمیت پر جان دینے کے لئے تیار ہیں تو آپ اس بات کا اعلان کریں۔ ہمیں تو جان دینی آتی ہے، ہم تو جان دینے کی تاریخ کے بہت بڑے مالک ہیں، ہمیں جان دینی آتی ہے اور ہم نے کہا تھا کہ ہم سوات پر پرچم لہرائیں گے، ہم نے پاکستان کا پرچم لہرانے کی بات کی تھی۔ آج کسی نے پاکستان کا پرچم لہرانے کی بات نہیں کی۔ آج کہا گیا کہ عدلیہ پر سارا مدعا ڈال دو۔ حکومت میں موجود لوگ تو فیصلہ کریں گے اور ہم فیصلہ کر رہے ہیں لیکن جو جماعتیں اپوزیشن میں ہوتی ہیں انہیں عوام کے پاس جانا پڑتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آئیے حوصلہ، ہمت اور بہادری کا مظاہرہ کریں۔ کیوں آپ سڑکوں پر آ کر لوگوں کو بیدار نہیں

کرتے، آپ کو کس چیز کا خوف ہے؟ پھر آپ کو یہ بھی پتا ہے کہ یہ پاکستان کی واحد ایک سیاسی جماعت ہے جس پر اب تک خود کش حملے نہیں ہوئے ورنہ اس ملک کی ہر بڑی سیاسی جماعت پر خود کش حملے ہوئے ہیں اور جن پر خود کش حملے نہیں ہو رہے وہ عوام کی قیادت کرنے سے کیوں ڈر رہے ہیں؟ انہیں کس چیز کا خوف ہے وہ تو یہ کہتے ہیں کہ جب پنجاب کی حکومت پاک فوج کی دوست ہے تو یہ طالبان پنجاب کے اندر کیوں دھماکے کرتے ہیں؟ آپ تو ان سے دوستی کا اعلان کرتے ہیں اس لئے ہم عدالتی کمیشن بنانا چاہتے ہیں۔ ہم قوم کے سامنے یہ لانا چاہتے ہیں کہ ان دہشت گردوں سے کون پیسے لے کر انتخاب لڑتا ہے، کون ان سے پیسے لے کر عدم اعتماد کرتا ہے اور کون ان کی جنگ کے لئے افغانستان کے جہاد کے نام پر ساری قوم سے چندے کی صورت میں پیسے اکٹھے کر کے ان کو دیتا ہے۔ آئیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ کل کا دِن مختص کریں ہم آپ سے کھل کر بات کرنا چاہتے ہیں۔ ایبٹ آباد آپریشن پر کل کا پورا دِن رکھیں۔ ہم آپ کے سامنے بحث کرنا چاہتے ہیں، ہم آپ کے سامنے تفصیلات لانا چاہتے ہیں، ہم حقائق لانا چاہتے ہیں اور بتانا چاہتے ہیں کہ دہشت گردوں کے ہاتھوں کون مرنا پسند کرتا ہے اور کس کو بھاگ جانے کی عادت ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج سوہنا صاحب نے بڑی اچھی بات کی میں ان کو تھوڑے سے زمینی حقائق بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آج پاکستان کی قوم بے یقینی، مایوسی اور بددلی کا شکار ہے اور اتنی مایوسی اور بددلی اس قوم پر ایک اور سانحہ پر بھی آئی تھی اور وہ 1971 کا سانحہ تھا، وہ سانحہ جب یہ ملک دو لخت ہوا تھا اور لوگوں کے ذہنوں میں آج پھر وہی سوال ہیں کہ اُس وقت بھی نہیں پتا چلا تھا کہ یہ نعرہ کس بنیاد پر لگایا گیا تھا کہ تم اُدھر اور ہم اِدھر؟ یہ کس نے کہا تھا کہ جو اُدھر جائے گا اس کی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی؟ قوم کے ذہنوں میں آج بھی وہی سوال موجود ہے کہ کس نے اقتدار میں ہوتے ہوئے پاکستان کی ایجنسیوں کو استعمال کیا اور جمہوریت، آزادی اور اداروں کی بہتری کے لئے لڑنے والوں کے گھروں پر حملے کرائے گئے، کہیں ڈیرہ غازی خان میں آگ لگائی گئی، کہیں قصور میں گھروں کو جلا دیا گیا، لوگ تو آج بھی وہ انکوائری چاہتے ہیں کہ ایک پاکستان کو توڑا گیا تھا اور آج وہی حالات ایک دفعہ پھر برپا ہوئے ہیں۔ ایبٹ آباد، وہ شہر جو پاکستان کی عسکری قیادت کے حوالے سے دیکھا جائے تو فوجی جوان پیدا کرتا ہے۔ جہاں

ٹریننگ دی جاتی ہے۔ دو گھنٹے تک فوجی کارروائی پاکستان کے اس شہر میں ہوتی رہی۔ دیکھا جائے تو پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات بھی اسی آدھ گھنٹے کی مسافت میں ہیں۔ اس ملک کے اندر ہیلی کاپٹر آئے، دو گھنٹے تک آپریشن ہوا اور یہاں پر اپنی مرضی سے ہر کارروائی کی گئی۔ آج پاکستانی قوم کو یہ خوف ہے کہ خدا نہ کرے اگر اسی طرح پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات پر بھی دو گھنٹے آپریشن ہوتا رہا اور حکومت اسی طرح سوتی رہی اور یہی کہتے رہے کہ ہم پاکستان کے اندر انکوائری کمیشن بنائیں گے اور اس سے بڑی شرم کی کیا بات ہے کہ آپ ایک جرنیل کے under انکوائری کمیشن بٹھاتے ہیں اور ہمیں مشورہ دیتے ہیں لانگ مارچ کا، تو میں ان کو یاد کرانا چاہتا ہوں تاریخ زیادہ پرانی نہیں ہے کہ ابھی راوی کا پل پار نہیں ہوا تھا اور سب لیٹ گئے تھے۔ ہمیں لانگ مارچ کی دھمکیاں نہ دیں اگر ہم نے اعلان کر دیا تو شاید اب راوی پر بھی جانے کی ضرورت نہ پڑے۔ سب سے پہلے آپ قوم کو حساب دیں اس ڈیڑھ گھنٹے کا جس نے پاکستانی قوم کی غیرت پر سوالیہ نشان لگایا ہے، جس نے پاکستان کی sovereignty پر سوالیہ نشان لگایا ہے۔ خدا کے لئے اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات بھی اسی شہر کے پاس ہیں؟ ہمارا ایوان صدر، ہماری پارلیمنٹ، ہماری سپریم کورٹ وہ بھی اتنے ہی فاصلے پر ہے۔ آج قوم یہ سوال کرتی ہے کہ آپ اپنی انکوائری پھر انہی جرنیلوں سے کرانا چاہتے ہیں جن کی وجہ سے یہ واقعہ ہوا ہے اگر میاں محمد نواز شریف صاحب نے جوڈیشل کمیشن کی بات کی ہے تو انہوں نے بڑا اچھا فیصلہ کیا ہے بلکہ انہوں نے ان کو relief دیا ہے کہ خدا کے لئے اب فوجیوں کے بوٹ پالش کرنا بند کر دو، آؤ! ایک جوڈیشل کمیشن بناتے ہیں، آؤ! ایک آزاد عدلیہ کے تحت کام کرتے ہیں، وہ آزاد عدلیہ جس کو آج پورے پاکستان کی 18 کروڑ عوام کی حمایت حاصل ہے اگر تم نے اپنے کمیشن کے ذریعے یہ فیصلہ کرالیا تو یہ فیصلہ قوم کو منظور نہیں ہوگا، قوم کبھی بھی فوجی وردی میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے فیصلوں کو منظور نہیں کرے گی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ 18 کروڑ عوام آپ کے اس فیصلے کو، آپ کی اس انکوائری کو تسلیم کرے تو اس کا ایک ہی حل ہے کہ جوڈیشل کمیشن بنایا جائے اور ہم تو آپ کا ساتھ دے رہے ہیں، ہم تو آپ کو ease out کر رہے ہیں کہ آئیں ان اداروں سے جان چھڑانے اور پاکستان کو ایک آزاد ریاست بنانے کا وقت آ گیا ہے۔ آئیں مل کر پاکستان کے ان اداروں کو لیتے ہیں جن پر پاکستانی قوم کا اعتماد ہے، ان اداروں سے لڑنے کی بات نہیں کرنا چاہتے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید اس حکومت کے لئے یہ بہت مشکل کام ہوگا کہ پچھلے تین سالوں میں اس عدلیہ نے جو فیصلہ بھی کیا ہے اس حکومت نے عدلیہ کے ہر اس آزاد فیصلہ کے خلاف کھڑا ہونے کی کوشش کی ہے۔ اس آزاد عدلیہ نے پاکستان کے مفاد میں قومی اداروں کے حوالے سے بات کی، قومی

اداروں کو بچانے کے لئے بات کی، چاہے وہ ریلوے ہو، این آئی سی ہو، او گرا ہو، واپڈا ہو ہمیشہ اس آزاد عدلیہ کے فیصلوں کے خلاف بات کی جاتی رہی ہے اور اس کی سب سے بڑی مثال آج پاکستان کے کئی صوبوں کے اندر ہڑتال کرائی جاتی رہی ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر آج پاکستان کے اندر آپ چاہتے ہیں کہ جمہوریت کا بول بالا ہو، اگر قوم کے اندر یہ بطور پارٹی اپنا اعتماد بحال کرنا چاہتے ہیں، اگر قوم کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ 1971 کے سانحے میں بھی ان کا ہاتھ نہیں تھا جو شاید ممکن نہیں ہے تو انہیں چاہئے کہ جوڈیشل کمیشن بنائیں ہم تو اسی عدلیہ کی بات کرتے ہیں جس کے پاس یہ اپنا کیس لے کر گئے ہیں کہ بھٹو شہید کا فیصلہ غلط تھا، یہ آج اسی عدلیہ کے پاس گئے ہیں، کس منہ سے یہ اس عدلیہ کے پاس گئے ہیں؟ اگر ان کو اس عدالت پر اعتماد نہیں ہے، ایک طرف وہ کہتے ہیں کہ 18 کروڑ عوام کی بھٹو شہید کیس پر نظریں ہیں کیونکہ آزاد عدلیہ کے پاس فیصلہ ہے دوسری طرف جب ہم اسی آزاد عدلیہ کی بات کرتے ہیں کہ چلیں یہ انکوائری بھی اسی سے کراتے ہیں وہاں پر ان کی ٹانگیں کانپتی ہیں۔ میں آپ کو دعویٰ سے یہ کہتا ہوں کہ جب یہ انکوائری مکمل ہو گی تو اس کے تانے بانے ایوان صدر اور ایوان وزیر اعظم سے جا کر ملیں گے اسی لئے یہ ڈرتے ہیں کہ Judicial Commission نہ بنایا جائے۔ انہیں پتا ہے کہ آزاد عدلیہ کا اگر آج یہ فیصلہ کریں تو اس کے تانے بانے واشنگٹن سے نکل کر اسلام آباد میں ایوان صدر سے جا کر جڑیں گے۔ کوئی کہتا ہے کہ میں ساری رات سویا رہا، کوئی کہتا ہے کہ راڈار بند رہے، کوئی کہتا ہے کہ پتا نہیں چلا کیا ہوا ہے؟ جس دن ہم نے Judicial Commission بنایا یہ تمام ڈرامے سامنے آ جائیں گے۔ ابھی انہوں نے فرمایا ہے کہ Judicial Commission کے ہم مخالف نہیں ہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ کبھی judicial commission نہیں بنائیں گے۔ انہیں آزاد عدلیہ، آزاد فیصلے اور حق پر چلنے والے لوگ تو سرے سے پسند ہی نہیں ہیں۔ اگر ان کے اندر آزاد عدلیہ کو face کرنے کی ہمت ہوتی تو یہ کل ہی میاں محمد نواز شریف صاحب کی طرف سے دی گئی تین دن کی مہلت کا ایک دن بھی نہ گزرنے دیتے۔ میں ان کو یہ بھی چیلنج کرتا ہوں کہ اگر ان کے اندر ہمت ہے اور اگر یہ پاکستان کے اندر جمہوریت کو پنپتا دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر ان کو چاہئے کہ میاں صاحب کی دی ہوئی تین دن کی مہلت کے اندر اندر Judicial Commission کا اعلان کر دیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میرے پاس راجہ ریاض صاحب کی طرف سے سید حسن مرتضیٰ صاحب کا نام آیا ہے اور رانا صاحب کی طرف سے چودھری غفور صاحب کا نام آیا ہے۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ بھی فرما رہی ہیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ق) کا مؤقف بھی آنا چاہئے۔ پہلے سید حسن مرتضیٰ

صاحب پھر سیمل کامران صاحبہ اوران کے بعد چودھری غفور صاحب بات کریں گے۔ ان کے بعد پھر ہم کارروائی کو آگے چلائیں گے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میں نے بھی اس پر بات کرنی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس سلسلے میں وزیر قانون سے بات کریں۔ یہ نام ادھر سے آرہے ہیں۔ جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں پر جناب محمد اشرف خان سوہنا صاحب نے ایک point کو clear کرنے کی بات کی تھی لیکن اس پر جو مؤقف میاں نصیر صاحب نے پیش کیا میں اس میں تھوڑی سی آپ کی توجہ چاہوں گا کہ شاید انہیں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کے وہ الفاظ یاد نہیں جو شہید بی بی کی شہادت پر انہوں نے فرمائے تھے۔ شاید انہیں وہ معافیاں بھی یاد نہیں جو احتساب الرحمٰن کے کردار پر COD sign ہونے کے بعد میاں صاحب نے مانگیں تھیں۔ آج وہ بات کرتے ہیں پاکستان کو توڑنے کی اور میں آپ کی توجہ اس وقت کے ڈکٹیٹر منحوس ترین شخص جنرل محمد ضیاء الحق کے دور اقتدار پر دلانا چاہتا ہوں۔ جنہوں نے دعائیں دی تھیں میاں محمد نواز شریف صاحب کو کہ "میری عمر بھی انہیں لگ جائے" اگر میرے قائد ذوالفقار علی بھٹو شہید پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے اس ملک کو دو ٹکڑے کیا تو پھر انہیں سزا کسی قصوری کے الزام میں نہیں دی جانی چاہئے تھی بلکہ غدار وطن ہونے پر انہیں سزائے موت ہونی چاہئے تھی، ان کا trial اس غداری کے مقدمے میں ہونا چاہئے تھا جس کا آج ان پر الزام لگایا جارہا ہے۔

جناب سپیکر! گیارہ سالہ اقتدار میں ایک لفظ ان پر غداری کا ثابت نہیں کر سکے۔ آج انہیں یاد آیا ہے کہ بھٹو شہید غدار تھے۔ میں ان کو چیلنج کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی ایک ایسی جماعت ہے اور اس کے جیالے ایسے سیاسی ورکر ہیں جو ہر مصیبت برداشت کر سکتے ہیں، جو پھانسیوں پر بھی چڑھتے ہیں، جو کوڑے بھی کھاتے ہیں، جو قلعے بھی کاٹتے ہیں اور پھر عدلیہ کو سلام بھی پیش کرتے ہیں۔ ان سے تو ایک لفظ برداشت نہیں ہوتا اور جا کر سپریم کورٹ پر حملہ کرتے ہیں۔ اس حملے میں پاکستان پیپلز پارٹی کا کوئی جیالا موجود تھا؟ کون لوگ تھے وہ اور اگر انہوں نے Judicial Commission بنانا ہے تو پھر سپریم کورٹ پر حملہ کرنے والوں کے خلاف ہو، ہم نے تو Judicial Commission قائم کئے ہیں "حمود الرحمٰن کمیشن" کس نے قائم کیا تھا؟ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے قائم کیا تھا۔ شاید میرے اس نادان دوست کو نہیں پتا اور اس نے یہ ایک الزام لگایا ہے، اس کو یہ نہیں پتا کہ بھٹو بننے کے لئے

تختہ دار پر جھولنا پڑتا ہے۔ بھٹو بننا اتنا آسان نہیں ہے۔ واقعہ کارساز میں کراچی کے اندر ہمارے تین سو کارکن شہید ہوئے تو دوسرے دن ہماری قیادت ہماری شہید قائد ہسپتال میں جا کر ہمارے مریضوں کی تیمارداری کرتی ہیں اور مرنے والے شہداء کے گھروں میں افسوس کے لئے جاتی ہیں۔ آج بھی جا کر اگر آپ گڑھی خدا بخش میں دیکھیں اور اپنے ان دوستوں کو بھی کہیں، میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ وہاں آ کر ان بے نام شہیدوں کی قبروں پر دیکھیں جہاں آج بھی لکھا ہوا ہے "میں بھٹو ہوں، میں بھٹو ہوں"(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ایک چیز واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں کسی سامراجی گماشتے کو اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ اس جمہوری ایوان میں جس کے تقدس کو بچانے کے لئے میرے شہید قائد نے تختہ دار کو قبول کیا، جس کو ایک اعتماد بخشنے کے لئے میری قائد نے اپنی جان کی قربانی پیش کی۔ کوئی بھی نادان دوست، کوئی بھی آمریت کے کندھے پر بیٹھ کر آنے والا، کوئی بھی Judicial Martial Law کا مطالبہ کرنے والا۔۔۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! یہ بار بار مجھے نادان دوست کہہ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کے بارے میں بات نہیں کر رہے بلکہ overall بات کر رہے ہیں۔ تشریف رکھیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! وہ مجھے مخاطب نہ ہوں بلکہ Chair کو address کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ Chair کو مخاطب ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے تو ان کی طرف دیکھا تک نہیں، آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ میں نے تو یہاں پر سال پہلے آپ سے کہا تھا کہ جس Chair پر آپ بیٹھے ہیں اس کو غسل دیا جائے۔ یہاں بھی ایک سامراجی گماشتہ آ کر بیٹھا تھا۔ میں تو آج بھی مطالبہ کرتا ہوں کیونکہ میں ایک political worker ہوں میں کبھی بھی کسی مارشل لاء کی حمایت نہیں کر سکتا چاہے وہ فوج کا ہو یا judiciary کا۔ میں حیران ہوں کہ آج وہ لوگ یہاں پر باتیں کر رہے ہیں جو رات کی تاریکی میں جا کر فوج سے مذاکرات کرتے ہیں، اقتدار کی بھیک مانگتے ہیں۔ آج وہی لوگ ایوان میں کھڑے ہو کر فوج پر عدم اعتماد کر رہے ہیں، کیا انہیں فوج کی وہ قربانیاں یاد نہیں war on terror میں جتنے ہمارے فوجی شہید ہوئے ہیں اور کسی کے نہیں ہوئے۔ پاکستان میں تین جنگیں ہوئی ہیں، ایک 1965 میں، دوسری 1971 میں اور

تیسری کارگل کی جنگ۔ ان تینوں میں اتنی شہادتیں نہیں ہوئیں جتنی اس جنگ میں ہوئی ہیں اور آج اس فوج کو ہم بُرا بھلا کہہ رہے ہیں۔ کیا ان کی ایک ذات کے ساتھ دشمنی تھی؟ آج بھی جب کبھی پرویز مشرف کا نام آتا ہے تو ان کی چیخیں نکل جاتی ہیں۔ یہ اٹک جیل میں ایک رات نہیں کاٹ سکے تھے۔ یہ کہتے تھے اِدھر بچھو ہیں اُدھر کھٹمل ہیں۔ انہوں نے جدہ میں جاکر سانس لیا تھا اور یہ مقابلہ کرتے ہیں میری قیادت کا جنہوں نے اپنے mission کے لئے، جنہوں نے اپنے cause کے لئے جانیں قربان کیں۔ انہیں کیا پتا کہ ہماری جدوجہد کے پیچھے کال کوٹھڑیاں بھی ہیں، قلعے بھی ہیں، کوڑے بھی ہیں، پھانسیاں بھی ہیں اور پھر بھی ہمارا حوصلہ ہے کہ ہم جیل کی دال تو کھا لیتے ہیں مگر ہم نے آج تک سری پائے کی خواہش نہیں کی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ تو اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشات کے لئے پاکستان کے مفادات کو بیچتے رہے۔ اپنی حکومت کو بچانے کے لئے امیر المومنین کا ڈھونگ کس نے رچایا تھا، کیا وہ آئین سے غداری نہیں تھی؟ میں آپ کا بے حد ممنون ہوں، میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ہم جمہوری لوگ ہیں، ہم political workers ہیں، ہمیں کسی تیسرے شخص کو دعوت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ قومی اسمبلی ہمارا سب سے بڑا ادارہ ہے ہمیں اس پر اعتماد کرنا چاہئے۔ وہاں پر تمام قیادت موجود ہے، وہاں پر بات کریں۔ اسی پاکستان پیپلز پارٹی نے دو in cameras session کرائے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور کیا کرے؟ reconciliation کی بات کرتی ہے، ساتھ لے کر چلنے کی بات کرتی ہے تو اس سے آپ بھاگ جاتے ہیں۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ اپنی قیادت کو الیکشن لڑاؤ ہم candidate نہیں دیں گے اور اسے منتخب کر کے بھیجو تو یہ اس سے بھاگ جاتے ہیں اور آج جب یہاں پر بات ہوتی ہے تو point scoring کے چکر میں پڑ جاتے ہیں۔ کیا آپ پاکستان کو اپنی وزارتوں کے لئے استعمال کر رہے ہیں؟ آپ کو یہ وزارتیں نہیں ملنیں۔ اگر پاکستان ہے تو ہم ہیں، پاکستان نہیں تو ہمارا کچھ بھی نہیں ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ Order in the House جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج جس اہم issue پر بات ہو رہی ہے میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ ہر محب وطن پاکستانی کے دل کی آواز ہے کہ خدارا آپ ایک طرف تو supremacy of the Parliament کی باتیں کرتے ہیں اور دوسری طرف اپنے اداروں پر حملے کرتے ہیں، ان کی integrity پر حملے کرتے ہیں یہ چیزیں محب وطن ہونے کی کسی category میں fall نہیں کرتیں۔

ہمارے ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی جو صورتحال ہے میں اس سلسلے میں دور نہیں جاتی بلکہ لاہور کی بات کر لیتی ہوں۔اس وقت ہمارا یہ حال ہے کہ صرف کل کے دن میں چار ایسی سڑکیں تھیں جہاں پر لوگ اپنے قتل ہونے والوں کی نعشیں لے کر روڈز اور ٹریفک بند کر کے بیٹھے ہوئے تھے اور پولیس الٹا ان پر تشدد کر رہی تھی۔چوری، ڈکیتی، راہزنی، مویشی چوری، اغوا برائے تاوان ہر چیز میں کمی نہیں بلکہ سو صد اضافہ ہوا ہے لیکن ہم یہ ساری باتیں چھوڑ کر کیا کر رہے ہیں؟اگر تخت لاہور والے امن عامہ یا اس ملک سے اتنے مخلص ہوتے تو جس وقت دو گھنٹے یہ حملہ ہو رہا تھا اس وقت وہ جا کر فوج کے پیر نہ پکڑتے کہ خدارا یہ deal رہنے دو، نئی deal نہ کرو ہم حاضر خدمت ہیں۔اس وقت انہوں نے اپنی ذات کی سیاست چمکانے کے لئے فوجیوں کو گمراہ کیا۔

جناب والا! کمیشن کی باتیں ہوتی ہیں کیا ان کو اپنی پارلیمنٹ پر اعتماد نہیں ہے؟ کیا ان کو اپنے اداروں پر اعتماد نہیں ہے؟ آپ مجھے بتا دیجئے کہ دنیا میں security lapses کہاں نہیں ہوتے؟ 9/11 کا واقعہ نہیں ہوا، کیا وہ ایک security lapse نہیں تھا اور بمبئی blast ہوا کیا وہ security failure نہیں تھا؟ لیکن سی آئی اے، R.A.W. کسی بھی ایجنسی نے کبھی اپنے آرمی چیف اپنے صدور، اپنے وزرائے اعظم اور ڈیپارٹمنٹس کے ہیڈز کو یہ نہیں کہا کہ یہ ملک کے غدار اور ملک دشمن لوگ ہیں۔میں یہ سمجھتی ہوں کہ ملک دشمن لوگ وہ ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں، ہم سب جانتے ہیں کہ Usama was an outsider جس بندے نے پاکستان کے خلاف war declare کی، 35 ہزار معصوم پاکستانیوں کا خون بہایا، ہمارے پانچ ہزار فوجی بھائیوں کا خون بہایا۔یہ سب آپ اسے کیسے بھول گئے؟ آج وہی لوگ، وہی so-called محب وطن لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایبٹ آباد کا نام بدل کر اسامہ آباد رکھ دیا جائے۔کمیشن بننا چاہئے بالکل کمیشن بننا چاہئے لیکن ان لوگوں کے خلاف جو اسامہ کو پاکستان لائے، جنہوں نے اسے facilitate کیا، امریکہ سے پیسے لے کر امریکہ کے حوالے کرنے والوں کے خلاف کمیشن بننا چاہئے۔ڈیرہ غازی خان کے شالیمار ہوٹل کے مالکان کے خلاف کمیشن بننا چاہئے۔کمیشن اس حقیقت کے خلاف بننا چاہئے کہ تخت لاہور والوں کے شالامار ہوٹل کے مالکان سے کیا روابط تھے؟ آج یہ کس قسم کی سیاست کر رہے ہیں؟ اگر یہ اپنے ملک کے ساتھ sincere ہوتے تو کیا اس طرح کرتے؟ کیا انہیں یہ چیز suit کرتی ہے کہ ایک وہ باشندہ جو ہمارے ملک کا نہیں ہے جسے اس کا اپنا ملک disown کر چکا ہے اس کی citizenship ختم کر چکا ہے۔ہم اس کی حمایت میں زار و قطار آنسو بہا رہے ہیں، اپنے بے گناہ شہریوں کا خون کس طرح جانے دے رہے ہیں اور کس طرح سے حب الوطنی کے ثبوت دے

رہے ہیں، ہمارا ملک ہمارے قابو میں نہیں ہے۔ہم آج تک انہی لوگوں کے تحفے بھگت رہے ہیں۔بہت سے لوگوں کی فیملیاں تباہ ہو گئی ہیں بچے یتیم ہو گئے ہیں، عورتیں بیوہ ہو گئی ہیں اور ان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔یہ یتیم ہونے کے چکر میں، اپنی affiliation کے چکر میں، چونکہ یہ اپنے مخالفین کو دبانے اور اپنی campaign چلانے کے لئے پیسا کھاتے رہے ہیں آج وہ اس لئے غمگین ہیں اور اس لئے بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئے ہیں کہ ان کی aid بند ہو گئی ہے، وہ سیاسی یتیم ہو گئے ہیں۔خدارا اس طرح سے اس ملک کو نہ روندیں۔بوکھلاہٹ میں اپنی فوج پر تنقید کرتے ہیں، اپنے اداروں پر تنقید کرتے ہیں۔ آپ ایک طرف کہتے ہیں کہ عدلیہ، بالکل ہم سب عدلیہ کا احترام کرتے ہیں لیکن ہر بندے اور ہر ادارے کو اپنے domain میں رہ کر کام کرنا چاہئے۔اگر سب کچھ عدلیہ نے کرنا ہے تو پھر یہ اسمبلیاں بند کر دیں اور اگر سب کچھ اسمبلیوں نے کرنا ہے تو پھر عدلیہ کا کوئی role نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اگر اس چیز پر کمیشن بناتے ہیں تو پہلے کمیشن کے TORs set کریں اور اس چیز کو probe کریں کہ اسامہ کو پاکستان کون لایا، اسے کون facilitate کرتا رہا، ایمل کانسی کو امریکہ کے حوالے کس نے کیا، شالامار ہوٹل ڈیرہ غازی خان کا مالک کون تھا اور وہ کس کا جاننے والا تھا؟ ان تمام چیزوں کو rectify کریں پھر اگر اس کے بعد آپ کی کوئی self respect بچتی ہے اور اس حب الوطنی کا کوئی جواز بچتا ہے تو پھر آگے بات کریں۔کل اسمبلی کا in camera session ہونے جا رہا ہے، آپ تو خود اپنے اداروں کا تماشا بنا رہے ہیں، ایک دفعہ بات کرتے ہیں کہ in camera session ہو تو جب session ہو رہا ہے تو پھر اس کا wait کریں، اس کی رپورٹ آنے دیں پھر اس کے بعد کوئی further بات کریں۔اس ملک میں یہ کس قسم کی سیاست ہو رہی ہے؟ سرحدوں پر جو فوجی شہید ہوتے ہیں کبھی کوئی ان کے گھر والوں کو تو پوچھنے نہیں گیا، جب دہشت گرد آ کر اس ملک پر حملے کرتے ہیں تو پانچ پانچ لاکھ روپے کا چیک دینے کے لئے بڑے لوگ فوٹو سیشن کروانے چلے جاتے ہیں لیکن اس کے بعد ان کے خاندانوں کا کیا حشر ہوتا ہے اس بارے میں کبھی کوئی پوچھنے گیا ہے؟ آج آپ یہاں کھڑے ہو کر تقریریں کر رہے ہیں۔یہ تو میڈیا رپورٹ کر چکا ہے کہ اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر صاحب جو اخلاقیات کے بھاشن دیتے ہیں ان کا کن سے کیا تعلق تھا۔کبھی کسی جماعت نے اس کی rebuttal نہیں دی۔یہ تو میڈیا رپورٹ کر چکا ہے کہ یہ لوگ کس کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں، یہ اس ملک کو کیوں خراب کر رہے ہیں اور یہ لوگ جمہوریت کو کیوں derail کر رہے ہیں؟ یہ کیا چاہتے ہیں کہ صدر گھر چلا جائے، آرمی چیف بھی گھر چلا جائے اور سب گھر چلے جائیں اور یہ اپنی من مانی کرتے رہیں۔یہ ہرگز نہیں ہو گا، اگر یہ claim

کرتے ہیں کہ اس ملک میں democracy واپس آئی ہے تو خدا کے واسطے democracy کو چل لینے دیں ورنہ اس حکومت میں اور ایک ڈکٹیٹر کی حکومت میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ایک جماعت آپ سے ہر طرح سے cooperate کر رہی ہے، ہم آپ کی منتیں کر رہے ہیں کہ خدا کے لئے کسی پارٹی کے ساتھ مل کر حکومت چلائیں You are not in majority ابھی بھی آپ کے پاس اکثریت نہیں ہے، پارلیمانی norms کے مطابق اگر ایک بڑی جماعت ،ایک فیکشن آپ کو چھوڑ جاتا ہے اور ابھی فارورڈ بلاک نے ووٹ نہیں دیا تو وزیراعلیٰ کو اعتماد کا ووٹ لینا چاہئے۔صرف اس لئے کہ یہ democracy چلتی رہے، یہ حکومت اپنا tenure پورا کرے ہم نے اعتماد کے ووٹ کی بات نہیں کی لیکن جب یہ اداروں پر حملے کریں گے، جب آپ اپنے لوگوں کو غداری کا لیبل دیں گے تو میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ غدار وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ایبٹ آباد کا نام بدل کر اسامہ رکھ دو، غدار وہ لوگ ہیں جنہوں نے پیسے کھا کر ایمل کانسی کو امریکہ کے حوالے کیا، غدار وہ لوگ ہیں جو باہر کے ایجنڈوں پر کام کر رہے ہیں اگر کوئی اس ملک کا دشمن ہے تو وہ جماعتیں ہیں جو طالبنائزیشن کو پروان چڑھاتی ہیں ان کو own کرتی ہیں۔ان کے دل میں اپنے شہریوں کے لئے کوئی درد نہیں ہے اور آپ دوسروں کا درد اپنے دل میں سمیٹے بیٹھے ہیں، یہ کس قسم کی جمہوریت ہے، یہ حب الوطنی کی کون سی category ہے مجھے اس کی بالکل سمجھ نہیں آتی۔میں آخر میں یہی کہنا چاہتی ہوں کہ پاکستان زندہ باد اور ڈیفنس فورسز پائندہ باد۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی، چودھری عفور صاحب!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ:

یہ جو کہتے ہیں کہ گلشن کو سنوارا ہم نے
ذرا ان سے کوئی پوچھے کتنے گلستان اجاڑے ہیں
(شور وغل)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! آج یہاں پاکستان کی بات ہو رہی ہے، میں سب سے پہلے تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے قائد میاں محمد نواز شریف کی جو کل پریس کانفرنس تھی اسے پورے میڈیا کے لوگوں نے، پورے پاکستانیوں نے، محب وطن ہر شخص نے appreciate کیا ہے۔ پاکستان کے بہت سارے لوگ یہ چیخ رہے تھے کہ صدر کی زبان کیوں بند ہے؟ پاکستان کے بہت سے

محب وطن شہری یہ کہہ رہے تھے کہ مصیبت کی اس گھڑی میں جب پوری دنیا کے لوگ ایک سازش کے تحت پاکستان کو ایک دہشت گرد ملک declare کرنے پر attack کر سکتے ہیں۔ میں اس ملک کے وزیراعظم سے پوچھتا ہوں کہ وہ کونسا ایجنڈا لے کر یہ ملک چھوڑ کر فرانس چلے گئے؟ آج ہم نے یہ بھی سوچنا ہے کہ اس ملک کے اندر اتنا بڑا حادثہ ہوا ہے، اسی دن اس ملک کے وہ سیاستدان جو کہ جامعہ حفصہ، وانا اور وزیرستان کے مجرم ہیں اور جنہوں نے پاکستان کی رُوح پر ایک زخم لگایا اس وقت بڑی ڈھٹائی کے ساتھ وزارتوں کے حلف لے رہے تھے میں کہتا ہوں کہ اس پر بھی کمیشن بننا چاہئے کہ وانا اور وزیرستان کے قاتلوں اور محترمہ شہید کے قاتلوں کو کس نے اقتدار کے اندر شامل کیا، اس پر بھی کمیشن بنایا جائے کہ پرویز مشرف کی باقیات کو اقتدار کا حصہ کس نے بنایا، اس پر بھی کمیشن بننا چاہئے کہ اس ملک کی دو مرتبہ وزیراعظم بننے والی لیڈر، ایک عظیم عورت جس کا نام شہید محترمہ بے نظیر بھٹو ہے کو سازش کے تحت کس نے قتل کرایا، اس پر بھی کمیشن بننا چاہئے کہ اس عظیم عورت کا خاوند جس کا نام آصف زرداری ہے وہ صدر پاکستان ہے اپنی بیوی کے قاتلوں کے نام کیوں نہیں بتاتا؟ وہ کون سی سازش ہے جس کے تحت اس ملک سے بھاگا ہوا ایک سرکاری ملازم ایک غیر ملک کی خفیہ ایجنسی کے Pay Roll پر رہتا ہے اور جب پاکستان واپس لوٹتا ہے تو اسے قل ھواللہ پڑھنی نہیں آتی جبکہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا وزیر داخلہ ہے۔ اس پر بھی بات ہونی چاہئے کہ جن کے نام محترم شہید کے قاتلوں میں شامل تھے ان کو کس نے وزیر بنایا؟ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! خدا کی قسم میں ایک پاکستانی شخص ہوں اور میرا سر بھی اُس دن شرم سے جُھک گیا جب وہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کہہ رہے تھے کہ ہم اس ملک کے وفادار رہیں گے۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں کہ اس ملک پاکستان کے لئے 22 لاکھ لوگوں نے اپنی گردنیں کٹوائیں۔ آج بھی سرگودھا کے ایک گھر میں آپ جا کر دیکھیں۔ ایک بوڑھی عورت جو کہ رات کو abnormal طریقے سے اٹھتی اور چیخ چیخ کر کہتی تھی کہ کب بنے گا پاکستان، کب پہنچیں گے پاکستان؟ وہ بوڑھی عورت یہ کہتے ہوئے منوں مٹی کے نیچے دفن ہو گئی لیکن اس کو اپنے سوال کا جواب نہیں مل سکا۔ تقسیم کے وقت یہی بوڑھی عورت جوان تھی اس کی انگلی کے ساتھ ایک چھوٹی سی معصوم بیٹی بھی تھی اور ظلم کی ایک رات میں اس کی یہ بیٹی اس سے بچھڑ گئی۔ قافلے والوں نے کہا کہ جب پاکستان پہنچیں گے تو تمھاری بیٹی کو تم سے ملا دیا جائے گا۔ وہ عورت چیخ چیخ کر منوں مٹی کے اندر دفن ہو گئی لیکن اسے اس سوال کا جواب نہیں ملا کہ کب پہنچیں گے پاکستان، کب بنے گا پاکستان؟ آج میں یہ پوچھتا ہوں کیا یہ پاکستان اس لئے بنا تھا کہ اس ملک کے

disable لوگ اقتدار میں آئیں اور کیا یہ ملک اس لئے بنا تھا کہ ڈرون حملوں کا agreement کرانے والے پیپلز پارٹی کے ساتھ اقتدار میں حصہ دار بنیں گے ؟آج شہید بھٹو کی روح بھی قبر میں تڑپ گئی ہو گی۔ جس قلم سے شہید بھٹو کو پھانسی کی سزادی گئی وہ کس نے خریدا؟اس ملک کے اندر نئے بننے والے وزیروں سے میں آج پوچھتا ہوں کہ شہید بھٹو کے ریفرنس میں کیا آپ فریق بنو گے یا نہیں ؟

جناب سپیکر!آج یہ قوم ان سب باتوں کا جواب چاہتی ہے۔اشرف سوہنا صاحب بات کرتے ہیں لیکن اپنے گریبان میں نہیں جھانکتے۔وہ اس لیڈر کی بات کرتے ہیں جنہوں نے پاکستان کے اندر آکر کوئی ایسی غلط بات نہیں کہی،انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ان کو برطرف کر دیا جائے یا ان سے استعفےٰ لے لئے جائیں۔ میرے قائد نے صرف یہ کہا ہے کہ اس حوالے سے ایک کمیشن بننا چاہئے۔

جناب سپیکر!آج پاکستان کے اندر عدلیہ آزاد ہے اس لئے این آئی سی ایل کے سکینڈل پر کمیشن بننا چاہئے،حاجیوں کی لوٹ مار پر کمیشن بننا چاہئے،پنجاب بنک کو لوٹنے والوں کے بارے میں کمیشن بننا چاہئے،پی آئی اے کو لوٹنے والوں پر کمیشن بننا چاہئے اور سٹیل مل کو لوٹنے والوں پر کمیشن بننا چاہئے۔

کیا اس لئے تقدیر نے چُنوائے تھے تنکے ؟
جب بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

جناب سپیکر!یہ ملک اس لئے نہیں بنا تھا۔اب اس ملک کے اندر اقتدار کا حق اسی کو ہوگا جو اس ملک و قوم کے ساتھ مخلص ہے۔آج پوری قوم اس ملک کے ان سیاست دانوں کے چہرے دیکھ چکی ہے اور ان کو پہچان چکی ہے۔ان کا مقصد صرف اور صرف اس ملک کے اندر لوٹ مار کرنا ہے۔آج پیپلز پارٹی کا ڈکٹیٹر پرویز مشرف سے بھی رابطہ ہے اور شاید پرویز مشرف کے کہنے پر ہی انہوں نے اس کے ساتھیوں کو وزیر بنایا ہے۔یہ آج چاند پر تھوکتے ہیں،میرے قائد کے بارے میں بات کرتے ہیں۔"اُسامہ ایناں دے مامے دا پُتر ہوتا اے"میں کہتا ہوں کہ اسامہ اس ملک کا دشمن اور دہشت گردوں کا سرغنہ تھا۔میرے قائد میاں محمد نواز شریف نے پاکستان،پاکستانی قوم اور اس ملک کے اداروں کی بات کی ہے۔اب اس ملک کے اندر کسی کے corrupt بیٹے کو نہیں بچایا جا سکتا کیونکہ اب سزا و جزا کا وقت آگیا ہے۔اب ممتاز بھٹو سندھ میں بیٹھ کر کہتا ہے کہ یہ بلاول،بھٹو کیسے بن سکتا ہے؟یہ بلاول،بھٹو نہیں بلکہ زرداری ہے اور بھٹو کا کوئی وارث اب کسی زرداری کو یہ ملک لوٹنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔خدا کی قسم محترمہ کی روح تڑپ رہی ہوگی۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک اور بات عرض کرتا چلوں کہ صدر زرداری محترمہ کے قاتلوں کا نام کبھی نہیں بتائیں گے۔ میں آج on the floor of the House یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محترمہ شہید کے قاتلوں کو محترمہ شہید کا بھائی میاں محمد نواز شریف بے نقاب کر کے چوک کے اندر پھانسی پر چڑھائے گا۔ پیپلز پارٹی سے محبت کرنے والے ناہید خان جیسے لوگ کہاں ہیں، اصل پیپلز پارٹی کے لوگ کہاں ہیں؟[******] بہت بہت شکریہ

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب قائم مقام سپیکر: اب محترمہ حمیرا اویس شاہد مجلس خصوصی نمبر 9 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ محترمہ حمیرا اویس شاہد!

تحریک التوائے کار نمبر 51/2011 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 9 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ حمیرا اویس شاہد: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 51/2011 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 9 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں تین ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 51/2011 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 9 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں تین ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 51/2011 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 9 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں تین ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 403 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب ڈاکٹر محمد اختر ملک مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ ڈاکٹر محمد اختر ملک!

ینگ ڈاکٹروں کی تنخواہ کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ینگ ڈاکٹروں کی تنخواہ کے بارے میں مجلس خصوصی بنائی گئی تھی اُس مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کے لئے اُس کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ینگ ڈاکٹروں کی تنخواہ کے بارے میں مجلس خصوصی بنائی گئی تھی اُس مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کے لئے اُس کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ینگ ڈاکٹروں کی تنخواہ کے بارے میں مجلس خصوصی بنائی گئی تھی اُس مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کے لئے اُس کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈا پر حسب ذیل کارروائی ہے:

ایک قرارداد ہے، introduction of Bills ہیں، General motion and the Rule 244(A) Discussion on Baardana for Procurement of Wheat

ہے۔ ہم سب سے پہلے آج کے ایجنڈا پر موجود قرارداد لیتے ہیں جس کا نوٹس ملک احمد علی اولکھ وزیرزراعت نے دیا تھا،وہ یہ قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

وفاقی حکومت سے بجلی کا منافع سال 05-2004 کی ادائیگی اور سال 05-2004 کے بعد کی مدت کے منافع کے تعین کا مطالبہ

وزیرزراعت (ملک احمد علی اولکھ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی پُرزور سفارش کرتا ہے کہ بجلی کے خالص منافع کی مد میں سال 05-2004 تک واجب الادا رقم جس کا تعین ہو چکا ہے اس مد میں وفاقی حکومت بقایا رقم پنجاب حکومت کو فی الفور ادا کرے۔ مزید برآں صوبے کو 05-2004 کے بعد کی مدت کے لئے بجلی کے خالص منافع کی مد میں واجب الادا رقم کا جلد از جلد تعین کیا جائے اور یہ رقم بھی حکومت پنجاب کو ادا کی جائے تاکہ اس رقم کو صوبہ کی ترقی کے لئے بروئے کار لایا جا سکے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی پُرزور سفارش کرتا ہے کہ بجلی کے خالص منافع کی مد میں سال 05-2004 تک واجب الادا رقم جس کا تعین ہو چکا ہے اس مد میں وفاقی حکومت بقایا رقم پنجاب حکومت کو فی الفور ادا کرے۔ مزید برآں صوبے کو 05-2004 کے بعد کی مدت کے لئے بجلی کے خالص منافع کی مد میں واجب الادا رقم کا جلد از جلد تعین کیا جائے اور یہ رقم بھی حکومت پنجاب کو ادا کی جائے تاکہ اس رقم کو صوبہ کی ترقی کے لئے بروئے کار لایا جا سکے۔"

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose کرتا ہوں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں بھی اس قرارداد کو oppose کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! آپ نے چونکہ اس قرارداد کو oppose کیا ہے اس لئے آپ پہلے اس پر اپنی بات کریں۔

قائدِ حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ بجلی کی مد میں وفاقی حکومت سے یہ جو پیسے مانگے گئے ہیں اس سے پہلے بھی وفاقی حکومت نے این ایف سی ایوارڈ اور اس مد میں بھی بہت سی رقم صوبہ پنجاب کو دی ہے۔ ہم ہرگز اس بات کے مخالف نہیں ہیں کہ وفاقی حکومت سے صوبہ پنجاب کو پیسے نہ ملیں لیکن ہم اس چیز پر ضرور اعتراض کرتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کو پچھلے تین سال کے عرصہ میں ایک خطیر رقم ملی لیکن اس صوبہ میں جس طرح سے رقم کا زیاں کیا گیا، جس طرح اس رقم کو تنوروں میں پھینکا گیا، جس طرح اس رقم سے مسلم لیگ (ن) کے ورکروں کو نوازا گیا، جس طرح اس رقم سے رنگ روڈ پر اربوں روپے خرچ کئے گئے اور اس بجٹ میں کلمہ چوک کے لئے ایک پیسا بھی نہیں رکھا گیا تھا لیکن چونکہ وہ ایک مغل بادشاہ کی گزرگاہ ہے اس لئے بجٹ میں ایک پیسا رکھے بغیر اُس کلمہ چوک پر کام شروع کر دیا گیا ہے اس طرح سے انہوں نے پیسے ضائع کئے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ سیلاب کے علاقے میں وزیر اعلیٰ پنجاب ہیلی کاپٹر سے اُترے، وہاں پر ایک موٹر سائیکل organized تھا، اُس کے پیچھے بیٹھے، ایک خیمے میں گئے، تصویر بنوائی اور اس علاقے کے پیپلز پارٹی کے ایم پی اے کو ملنا تک گوارا نہ کیا۔ ہیلی کاپٹر کا اُس دن کا خرچ چھ لاکھ روپیہ تھا۔ رحیم یار خان کے علاقہ بھونگ میں صرف ایک تصویر بنوانے کے لئے ہیلی کاپٹر پر چھ لاکھ روپے داغ دیئے گئے، تنوروں میں اربوں روپے داغ دیئے گئے، اسی طرح انہوں نے سستا آٹا سکیم میں اربوں روپے داغے اور ہمیں اس بات پر کوئی اعتراض نہیں کہ غریبوں کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم ملنی چاہئے لیکن میں پیپلز پارٹی کے اپنے ایم پی اے حضرات کے علاوہ مسلم لیگ (ن) کے ایم پی اے حضرات سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ خدا کو حاضر ناظر جان کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے حلقوں کے تمام سکولوں میں تمام بنیادی سہولتیں ہیں؟ آپ کے حلقوں میں جو سکول چل رہے ہیں اگر اُن میں بنیادی سہولتیں نہیں تو صرف اپنا نام بنانے کے لئے، ایک تصویر بنوانے کے لئے، ایک کمیشن لینے کے لئے دانش سکولوں کے اربوں روپے کے ٹھیکے دینا ایک ضدی پن کا نتیجہ ہے۔ یہ رقم وفاق سے صوبہ پنجاب کو ملے اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ صوبے میں خوشحالی آئے، ہم چاہتے ہیں کہ صوبے میں فنڈز کا صحیح استعمال ہو، ہم چاہتے ہیں کہ صوبہ میں جنوبی پنجاب، رحیم یار خان، بہاولپور، ملتان اور وہاڑی کے ساتھ وہی سلوک ہو، جو سلوک لاہور کے ساتھ ہو تاکہ پنجاب میں رہنے والا کوئی شخص دوسرے صوبے کا مطالبہ نہ کرے لیکن لوگ مجبور ہو کر یہ مطالبہ کرتے ہیں حتیٰ کہ مسلم لیگ (ن) کے ایم پی اے اور ایم این اے حضرات دل سے چاہتے ہیں کہ نیا صوبہ بنے، اُس کی وجہ کیا ہے اور وہ نیا صوبہ کیوں بنانا چاہتے ہیں؟ اُس کی وجہ یہ ہے کہ تختِ لاہور پر سب کچھ خرچ ہو رہا ہے۔ اس صوبہ

کے لئے جو رقم آ رہی ہے وہ ایک مغل بادشاہ کی صوابدید پر ہے۔ وہ جس کو چاہے اور جتنا چاہے نواز دے، وہ لاہور کی رِنگ روڈ پر اربوں روپیہ لگا دے، جاتی عمرہ کی سڑک کو دوبارہ اربوں روپیہ سے carpeted road بنا دے یعنی جو مرضی کرے۔ آج ہم نے law and order پر بات کرنے کے لئے گزارش کی تھی لیکن اُس کو ایجنڈا پر رکھا ہی نہیں گیا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ صوبہ انتظامی لحاظ سے اور مالی لحاظ سے مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے۔ تختِ لاہور پر سونے والے ان مغل بادشاہوں اور ان ضدی بچوں کو مزید پیسے دینا اسی طرح ہوگا کہ آپ بندر کے ہاتھ میں ماچس دے دیں کیونکہ اگر یہ پیسے انہیں ملے تو یہ پیسے بھی ضائع کر دیئے جائیں گے۔ میں اپنے انتہائی قابلِ احترام بھائی اولکھ صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی اس قرارداد کو واپس لے لیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: House کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! یہ پانچ دفعہ بول چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انھوں نے oppose کیا ہے اس لئے ان کو بات کرنے کا حق ہے۔

ڈاکٹر خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! میں نے بھی oppose کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کو آپ کی وساطت سے متوجہ کرنا چاہوں گا کہ جب بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں اس قرارداد سے متعلق بات ہوئی تھی تو انھوں نے یہ کہا تھا کہ اصولی طور پر ہمیں اس قرارداد سے اختلاف نہیں ہے لیکن ہم یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہیں گے کہ جو پیسے پنجاب حکومت کے پاس ہوں ان کو خرچ اس انداز سے کیا جائے کہ صوبے کی زیادہ سے زیادہ بہتری ہو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے اگر اس پر زیادہ تقاریر نہ کی جائیں تو زیادہ مناسب ہے۔ انھوں نے یہ بات کی تھی کہ اصولی طور پر اگر پنجاب کا مرکز سے کوئی حق بنتا ہے اور حصہ بنتا ہے تو ہم اس حق میں ہیں کہ وہ پیسے پنجاب کو ملنے چاہئیں لیکن ہم اپنی بات ریکارڈ پر لانا چاہیں گے۔ میرے خیال میں قائد حزب اختلاف کی بات کرنے سے ان کا نقطہ نظر ریکارڈ پر آ گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ میں نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ صوبہ پنجاب کے لئے جتنا بھی پیسا آئے ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے لیکن میں نے آگے جو بات کی ہے وہ میرے محترم وزیر قانون نے نہیں سنی کہ ہمیں اعتراض اس بات پر ہے کہ بندر کے ہاتھ میں ماچس نہیں دی جا سکتی۔ یہ پیسا تو ضائع جاتا ہے اور اس کو شاہی خرچے پر اڑا دیا جاتا ہے اس لئے ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک اس بجٹ کا تعلق ہے جو اس وقت خرچ ہو رہا ہے یا جو اس سے پہلے خرچ ہوا ہے اس کی منظوری جس کابینہ نے دی تھی موصوف اس میں بطور سینئر وزیر موجود تھے یعنی پچھلے سال جو بجٹ پاس ہوا تھا اسے House میں پیش کرنے سے پہلے کابینہ نے اس کی منظوری دی تھی۔ اس منظوری میں قائد حزب اختلاف بطور سینئر وزیر موجود تھے۔ انھوں نے جنوبی پنجاب کی بات کی ہے تو 2007 تک وہاں کل ڈویلپمنٹ بجٹ کا 14 فیصد خرچ ہوتا رہا ہے۔ اس سال 29 فیصد خرچ ہوا ہے جو ریکارڈ کی بات ہے میں اپنی طرف سے figure work نہیں کر رہا اور اگلے سال 32 یا 33 فیصد خرچ ہوگا جبکہ جنوبی پنجاب کی آبادی کا شیئر 31 فیصد ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! میرے خیال میں آپ نے قرارداد کی مخالفت میں بات کر لی ہے اور گورنمنٹ کا point of view بھی آگیا ہے تو پھر sense of the House لے لی جاتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ میرے علاوہ دو ممبران میجر ذوالفقار علی گوندل صاحب اور رانا منور غوث صاحب کو بات کرنے کا موقع دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہونے والی بات کی وضاحت کر دیں کہ کیا انھوں نے اس قرارداد کو oppose کرنا ہے یا اپنا نقطہ نظر ریکارڈ پر لانا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم اس چیز کے حق میں ہیں کہ صوبہ پنجاب کو پیسے ملنے چاہئیں لیکن ہم اس چیز کے خلاف ہیں کہ نااہل حکمران کو پیسے دینا پیسوں کا زیاں ہے اس لئے ہم اسے oppose کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ بجٹ کے پیسے کسی حکمران کے ہاتھ میں نہیں دیئے جاتے۔اس معزز ایوان کا اختیار ہے کہ بجٹ کو پاس کرے یا نہ کرے۔اس کے علاوہ جو بھی Discretionary Fund کسی بھی وزیر یا وزیر اعلیٰ کو دیا جاتا ہے اس کی منظوری بھی یہ معزز ایوان دیتا ہے۔اب جب بھی بجٹ پیش ہو گا تو اس میں آپ کی جو بھی تجاویز ہوں اور جو بات آپ کر رہے ہیں اس کو بالکل کریں اور جو فیصلہ ایوان کرے گا اس کے مطابق بجٹ پاس ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کے وزیر اعظم سے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔وہ خط لکھیں، فون کریں یا خود ملیں اور اس رقم کا مطالبہ کریں اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس قرارداد کی ضرورت نہیں ہے۔ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کئی دفعہ جا کر وزیر اعظم صاحب سے بھاری رقوم صوبہ پنجاب کے لئے لائے ہیں، قرضہ لے کر آئے ہیں تو اب بھی جا کر اس کا مطالبہ کریں۔اس کے علاوہ ہمیں جو سب سے زیادہ اعتراض ہے کہ اگر یہ رقم آئی تو اس کا زیاں ہو گا اور یہ صحیح خرچ نہیں ہو گی۔راناثناء اللہ صاحب نے جو بات کہی ہے کہ میں سینئر وزیر تھا تو میری ان سے گزارش ہے کہ آج آپ کی حکومت اقلیت میں ہے اور آپ کے پاس ممبران نہیں ہیں۔ہم آپ کو اعتماد کے ووٹ کے لئے صرف آصف علی زرداری صاحب کے حکم کی وجہ سے نہیں کہہ رہے۔انھوں نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ کو پیغام دوں تو میں نے میڈیا پر بھی پرسوں پیغام دیا ہے۔میں اس House میں جناب آصف علی زرداری صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان کا پیغام جو پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت کے لئے ہے، یہ جو ہمیں کہتے ہیں کہ آپ خاموش کیوں تھے تو ہم ان کے حکم پر خاموش تھے۔آج ہمیں ان کی طرف سے جو حکم ہے کہ اگر مسلم لیگ (ن) بجٹ پاس کرانے میں ناکام ہو تو آپ نے ان کا ساتھ دینا ہے۔ہم اپنی قیادت کے حکم پر آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ہم کابینہ میں بیٹھے ہوئے تھے تو یہ اس کا جواب ہے۔اس رقم کے لئے میاں محمد شہباز شریف وزیر اعظم کے پاس جائیں، فون کریں یا خط لکھیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں جا کر ان سے گزارش کر کے یہ رقم لا دوں گا۔آپ مہربانی کریں point scoring نہ کریں، issue نہ بنائیں اور اسے اخباروں کی زینت نہ بنائیں۔آپ خط لکھیں یا فون کریں رقم لے کر دینے کا میں ذمہ دار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک محترم قائد حزب اختلاف نے یہ بات کی ہے کہ وزیر اعظم سے جاکر پیسے لے لئے جائیں تو وزیر اعظم صاحب نے اپنی ذاتی جائیداد بیچ کر وہاں پیسے نہیں رکھے ہوئے جوان سے جاکر لینے ہیں، وزیر اعظم کے پاس جو بھی اختیار ہے وہ اس ملک کے عوام کا دیا ہوا اختیار ہے، جو پیسے ہیں وہ اس ملک کے عوام کا دیا ہوا ٹیکس ہے اور اس ٹیکس میں 70 فیصد سے زیادہ حصہ اس صوبہ کے عوام کا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو حاصل کیا ہے وہ اس صوبہ کا حصہ حاصل کیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بطور وزیر اعلیٰ وہ خط لکھیں یا کہیں تو یہ ان کا فرض ہے لیکن اس معزز ایوان کی بھی اپنی ذمہ داری ہے اور یہ معزز ایوان ایسے معاملات میں اپنا فرض ادا کرتا رہا ہے۔ انھوں نے جہاں تک یہ بات کی ہے کہ آصف زرداری صاحب کے حکم کی وجہ سے تو بات یہ ہے کہ آپ جانیں اور آصف زرداری صاحب جانیں، وہ آپ کو حکم دیتے ہیں تو یہ ان کی مرضی ہے اور آپ ان سے حکم لیتے ہیں تو یہ آپ کی مرضی ہے۔ ہم آپ کو قطعی طور پر اس سے پہلے، نہ اب کہتے ہیں کہ آپ تحریک عدم اعتماد لائیں اور نہ ہی ہم آپ سے یہ کہتے ہیں کہ آپ ہمارے بجٹ کو پاس کرائیں۔ آپ اگر تحریک عدم اعتماد لا سکتے ہیں تو صبح ہی لائیں، اس قسم کی باتیں آپ تب کریں جب آپ نے یہ سارا کچھ نہ کیا ہو۔ آپ کے یہ بازو ہمارے آزمائے ہوئے ہیں۔ آپ ہی تھے جنھوں نے ایمرجنسی نافذ کی تھی، گورنر راج لگایا تھا اور راجہ صاحب! آپ ہی تھے جو اس وقت 8۔ کلب روڈ پر بیٹھ کر روزانہ ممبر گنتے تھے۔ آپ سے پورا ایک مہینہ ممبر پورے نہیں ہوئے تھے۔ یہ ساری چیزیں ابھی کل کی بات ہے زیادہ دور کی بات نہیں ہے اس لئے اس قسم کی باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ آصف زرداری صاحب کا حکم ہے تو ان کو کیا معلوم کہ موجودہ democratic system صرف اور صرف ایک فرد کا مرہون منت ہے اور اس کا نام میاں محمد نواز شریف ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس بات کو پوری دنیا تسلیم کرتی ہے اور یہ بات آپ کو بھی معلوم ہے۔ اگر آپ کو کوئی غلط فہمی ہے تو آپ یہاں پر No Confidence Motion لے کر آئیں۔ آپ وہاں پر جتنی اکثریت لے کر بیٹھے ہیں وہ بھی ہمارے علم میں ہے۔ آپ کو یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ ایک فارمولا طے ہوا تھا جس کے مطابق جو جماعت جس House میں عددی لحاظ سے اکثریت میں ہوگی وہاں پر اُس کے mandate کا احترام کیا جائے گا۔ اسی احترام کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے مرکز میں 172 کی بجائے آپ کے 128 کے عدد کا احترام کیا گیا تھا۔ اسی طرح سے اے این پی کی حکومت سرحد میں بنی تھی۔ اسی طرح پنجاب میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت بنی ہے۔ پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کا جو figure

difference ہے وہ سب سے کم ہے اس لئے اس جمہوری اصول کے تحت یہ بات بنی تھی لہذا جب آپ نے اس قسم کی گفتگو کرنی ہوتی ہے توان باتوں کو بھی یاد رکھا کریں۔ باقی جب آپ کا دل چاہے آپ گورنر راج دوبارہ لگا لیں، یہاں No Confidence Motion لے آئیں کیونکہ یہ بازو ہمارے پہلے بھی آزمائے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ ہم اب بھی پوری طرح سے face کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: میری ایک چھوٹی سی بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب sense of the House لیتے ہیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی پُرزور سفارش کرتا ہے کہ بجلی کے خالص منافع کی مد میں سال 05-2004 تک واجب الادا رقم جس کا تعین ہو چکا ہے اس مد میں وفاقی حکومت بقایا رقم پنجاب حکومت کو فی الفور ادا کرے۔ مزید برآں صوبے کو 05-2004 کے بعد کی مدت کے لئے بجلی کے خالص منافع کی مد میں واجب الادا رقم کا جلد از جلد تعین کیا جائے اور یہ رقم بھی حکومت پنجاب کو ادا کی جائے تاکہ اس رقم کو صوبے کی ترقی کے لئے بروئے کار لایا جا سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم مسودات قانون take up کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ کا مشکور ہوں کہ یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی ہے۔ دوسرا میرے بھائی وزیر خوراک نے جذبات میں اپنی تقریر میں کچھ الفاظ ایسے کہے ہیں جو مناسب نہیں ہیں۔ مجھے اُن کی تقریر یا سیاسی باتوں پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ ہم نے بھی بات کی ہے اور انہوں نے بھی کی ہے لیکن مجھے زیب نہیں دیتا کہ میری زبان اُن کے چند الفاظ دہرائے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اُن کے الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! آپ مجھے لکھ کر دے دیں کہ کون سے الفاظ ہیں۔ میں اسے دیکھ لیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جی، میں لکھ کر دے دیتا ہوں۔

MR ACTING SPEAKER: Minister for Law to introduce the Punjab Food Safety and Standards Authority Bill, 2011.

مسودہ قانون اتھارٹی برائے تحفظ و معیارات خوراک پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I introduce:

> "The Punjab Food Safety and Standards Authority Bill, 2011."

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Food Safety and Standards Authority Bill, 2011 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Food for report within one month.

Minister for Law to introduce the Factories (Amendment) Bill, 2011.

مسودہ قانون (ترمیم) فیکٹریاں مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I introduce:

> "The Factories (Amendment) Bill, 2011."

MR ACTING SPEAKER: The Factories (Amendment) Bill, 2011 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Labour and Human Resource for report within one month.

Minister for Law to introduce the Minimum Wages (Amendment) Bill, 2011.

مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I introduce:

"The Minimum Wages (Amendment) Bill, 2011."

MR ACTING SPEAKER: The Minimum Wages (Amendment) Bill, 2011 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Labour and Human Resource for report within one month.

Minister for Law to introduce the Road Transport Workers (Amendment) Bill, 2011.

مسودہ قانون (ترمیم) کارکنان روڈ ٹرانسپورٹ مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I introduce:

"The Road Transport Workers (Amendment) Bill, 2011."

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جو الفاظ میں نے لکھ کر دیئے ہیں انہیں حذف کرا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں گے۔

The Road Transport Workers (Amendment) Bill, 2011 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Labour and Human Resource for report within one month. Minister for Law to introduce the Punjab Protection of Breast-Feeding and Nutrition (Amendment) Bill, 2011.

مسودہ قانون (ترمیم) بچوں کو ماں کا دودھ پلانے
اور ان کی غذائیت کا تحفظ پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I introduce:

"The Punjab Protection of Breast-Feeding and Nutrition (Amendment) Bill, 2011."

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Protection of Breast-Feeding and Nutrition (Amendment) Bill, 2011 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Health for report within one month.

Minister for Law to introduce the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Lahore) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill, 2011.

مسودہ قانون (تنسیخ) مغربی پاکستان آرڈیننس (لاہور) بس سٹینڈز
اور ٹریفک کنٹرول 1963 مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I introduce:

"The West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Lahore) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill, 2011."

MR ACTING SPEAKER: The West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Lahore) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill, 2011 has been

introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Transport for report within one month.

Minister for Law to introduce the West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill, 2011.

مسودہ قانون (تنسیخ مغربی پاکستان آرڈیننس) گوجرانوالہ بس سٹینڈز
اور ٹریفک کنٹرول 1963 مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I introduce:

"The West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill, 2011."

MR ACTING SPEAKER: The West Pakistan Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance, 1963 (Repeal) Bill, 2011 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Transport for report within one month.

Minister for Law to introduce the Parks and Horticulture Authority Bill, 2011.

مسودہ قانون اتھارٹی برائے پارکس و باغات مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I introduce:

"The Parks and Horticulture Authority Bill, 2011."

MR ACTING SPEAKER: The Parks and Horticulture Authority Bill, 2011 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Housing Urban Development and Public Health Engineering for report within one month.

Now, we take up the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Minister for Law may move his motion under rule 225(2).

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترامیم کے لئے قاعدہ (2)225 کے تحت تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) read with rule 244-A(7) of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That a special order be made under rule 225(2) read with rule 244-A(7) of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

The motion moved and the question is:

> "That a special order be made under rule 225(2) read with rule 244-A(7) of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried)

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 قاعدہ 244-A کے تحت ترامیم

MR ACTING SPEAKER: Now we take up the proposed amendment in Chapter IV, rule 22, 42, 83, 89, 91, 105, 112, 127, 128, First Schedule and Second Schedule of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.

Minister for Law may move his motion for consideration.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the proposed amendment in Chapter IV, rule 22, 42, 83, 89, 91, 105, 112, 127, 128, First Schedule and Second Schedule of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the proposed amendment in Chapter IV, rule 22, 42, 83, 89, 91, 105, 112, 127, 128, First Schedule and Second Schedule of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

There is an amendment in this motion. The amendment is from Ch Zaheer-ud-Din Khan, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed

Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Chaudhary, Ms Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi.

یہ آج ہی move ہوئی ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ آج ہی move ہوئی ہیں جو کہ میعاد کے اندر نہ ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: As this amendment has been moved today so as per rules it is disallowed.

Now, the motion moved and the question is:

"That the proposed amendments in Chapter IV, rule 22, 42, 83, 89, 91, 105, 112, 127, 128, First Schedule and Second Schedule of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CHAPTER-IV

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 one by one.

Now, the proposed amendment in the Chapter IV is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendments in Chapter IV, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE-22

MR ACTING SPEAKER: Now, the proposed amendment in rule 22 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in rule 22, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE-42

MR ACTING SPEAKER: Now, the proposed amendment in rule 42 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in rule 42, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE-83

MR ACTING SPEAKER: Now, the proposed amendment in rule 83 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in rule 83, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE-89

MR ACTING SPEAKER: Now, the proposed amendment in rule 89 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That the proposed amendment in rule 89, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE-91

MR ACTING SPEAKER: Now, the proposed amendment in rule 91 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That the proposed amendment in rule 91, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE-105

MR ACTING SPEAKER: Now, the proposed amendment in rule 105 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

> "That the proposed amendment in rule 105, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE-112

MR ACTING SPEAKER: Now, the proposed amendment in rule 112 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in rule 112, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE-127

MR ACTING SPEAKER: Now, the proposed amendment in rule 127 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in rule 127, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

RULE-128

MR ACTING SPEAKER: Now, the proposed amendment in rule 128 is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment in rule 128, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

FIRST SCHEDULE

MR ACTING SPEAKER: Now, the proposed amendment for the First Schedule is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the proposed amendment for the First Schedule, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

SECOND SCHEDULE

MR ACTING SPEAKER: Now, the proposed amendment for the Second Schedule is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That the proposed amendment for the Second Schedule, do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Minster for Law may move his motion for passage of the proposed amendments.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, be passed."

> The motion moved and the question is:

> "That the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, be passed."

(The motion was carried.)

(The proposed amendments are passed.)

بحث

گندم کی خرید کے لئے باردانہ پر عام بحث

جناب قائم مقام سپیکر: اب آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم گندم کی خریداری کے لئے باردانہ پر عام بحث ہے جس کا آغاز وزیر خوراک کی تقریر سے ہوگا۔ جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں اور متعلقہ وزیر کے بعد معزز ممبران کے لئے پانچ منٹ کا وقت مقرر ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف پہلے معزز ممبران کی بات سنیں پھر اپنے خیالات کا اظہار کریں تو بہتر ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! آپ ماشاء اللہ بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں اور ہوتا یہ ہے کہ آغاز بھی وہ کرتے ہیں اور پھر wind up بھی انہوں نے ہی کرنا ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ مختصراً شروع کریں اور wind up پر زیادہ تفصیل سے بات کر لیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ گندم کی خریداری باقاعدہ طور پر شروع ہو چکی ہے اور almost 41 فیصد باردانہ ہم نے زمینداروں کو دینا تھا جو کہ تقسیم کر چکے ہیں اور آئندہ آنے والے وقت میں ہماری کوشش ہے کہ 5۔ جون تک یہ خریداری جاری رکھیں۔ اسی movement کے دوران ہمیں کچھ شکایات بھی ملی ہیں تو اس حوالے سے محکمہ کے 41 افسران جن میں اے ایف سی اور ریونیو کے کچھ لوگ شامل ہیں کو معطل کیا گیا ہے۔ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ اگر اپوزیشن کی طرف سے کوئی بھی ایسی تجویز آتی ہے جس سے ہم مزید بہتری لا سکتے ہیں تو ہم بالکل خندہ پیشانی سے نہ صرف سنیں گے بلکہ اس پر عمل بھی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب کے بعد لسٹ کے مطابق میں ایک اپوزیشن بنچز اور ایک حکومتی بنچز کی طرف سے معزز ممبر کو وقت دوں گا۔ سب سے پہلے چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں گندم کی خریداری پر جو بات ہوئی تھی تو میں نے ایک بات آغاز میں ہی categorically کہی تھی کہ کبھی بھی ضرورت مندوں اور چھوٹے کاشتکاروں کو باردانہ نہیں ملے گا اور اگر ملے گا تو -/100 روپے یا -/1500 روپے فی بوری رشوت دیئے بغیر نہیں ملے گا۔ آپ ایمانداری سے سارے دوست بتائیں کہ دیہاتوں میں سرکاری محکموں کے اندر سب سے زیادہ بدنام زمانہ محکمہ جو ہے وہ محکمہ مال شمار ہوتا ہے۔

(اذانِ عشاء)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! نئی پالیسی کے مطابق صوبائی حکومت کا محکمہ خوراک اور فیڈرل گورنمنٹ کا محکمہ پاسکو ان دونوں نے تمام کاشتکاروں کو پٹواریوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہے، جب پندرہ بیس دن پہلے بات ہوئی تھی تو اس دن بھی میں نے یہ کہا تھا کہ آپ جتنا مرضی زور لگالیں، یہ 90 فیصد سے زیادہ چھوٹے کاشتکار جن کا کوئی والی وارث نہیں ہے، جو بالکل بے یارومددگار اس ملک کے اندر رہتے ہیں وہ پیسے دے کر بوریاں وصول کریں گے، پٹواری فردملکیت نہیں دیتا جب تک قانونگو ٹوکن نہیں لگاتا اور جب تک وہ scroll حاصل نہیں کرتے ہر ایک آئٹم کے علیحدہ علیحدہ پیسے طے شدہ ہیں۔ 99 فیصد کاشتکار اسی procedure کے تحت جس طرح سے یہ سارے پیسے دے کر اور رشوت دے کر وہ لوگ گندم کو فروخت کرنے پر مجبور ہیں میرا ذرا بھی جی نہیں چاہتا کہ میں اپنی وفاقی حکومت کی تعریف کروں کہ اس کے محکمے یا اس کے ادارے اچھا کام کر رہے ہیں۔ پاسکو کے لوگ جو ہمارے ہمسائے اضلاع لیہ، مظفر گڑھ یا علی پور کے اندر کر رہے ہیں تو دونوں کی procurement کے طریق کار کے اندر کرپشن انتہا درجے پر موجود ہے۔ ضلع مظفر گڑھ کے اندر محکمہ زراعت نے جو ٹارگٹ مقرر کئے ہیں یقین کیجئے کہ تاریخ کے اندر آج تک اتنے مضحکہ خیز ٹارگٹ کبھی مقرر نہیں ہوئے۔ محکمہ زراعت نے جو متوقع پیداوار ضلع مظفر گڑھ کی طے کی ہے اس میں پاسکو اور فوڈ ڈیپارٹمنٹ جو خریداری کریں گے وہ کل پیداوار کا صرف 16 فیصد ہو گا یعنی 84 فیصد گندم کاشتکار سے نہیں خریدی جائے گی۔ یہ 84 فیصد گندم میں سے جو لاکھوں ٹن گندم صرف ایک ضلع میں ہے اس کا حشر کیا ہو گا؟ پٹواری، قانونگو اور محکمہ مال کے تمام اہلکاران تین ہزار بوری ایک سنٹر پر ایک دن میں دے سکتے ہیں، انہوں نے فون بند کئے ہوئے ہیں، دو دو اور تین تین سمیں رکھی ہوئی ہیں یہ جن چھ اور سات افراد کی لسٹ بناتے ہیں ان کو فون کر کے شام کو کسی ایک جگہ پر بلاتے ہیں اور ان کو بوریاں دے دیتے ہیں۔ اس ناانصافی کو مجھے تسلیم کرتے ہوئے ذرا

بھی دُکھ نہیں ہے کہ پاسکو اور محکمہ فوڈ دونوں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش میں ہیں اور 99 فیصد کرپشن اسی طرح سے چل رہی ہے۔

جناب سپیکر! دوسرے issues پر میں نے بات کی تھی کہ سیلاب زدہ علاقوں کے اندر سیلاب آنے کی وجہ سے وہ فصلیں جہاں گندم کاشت نہیں ہو سکتی تھی، سیلاب آنے سے تمام کھڑی فصلیں تباہ ہو گئیں اور گندم کی کاشت routine سے زیادہ کاشت کی گئی اور اس سیلاب کی وجہ سے زمینیں زرخیز بھی ہوئیں اور وہ پیداوار جو 17 سے 18 بوری فی ایکڑ تھی اب ماشاء اللہ اس دفعہ 24 سے 25 بوری فی ایکڑ نکل رہی ہے۔ آج میں ایک بڑی مضحکہ خیز بات یہ بتاتا ہوں کہ پیداوار ڈبل ہے اور کاشت بھی ڈبل ہے۔ تحصیل کوٹ ادّو جہاں کے سیلاب زدگان سے اظہار ہمدردی کے لئے ہمارے قائد ایوان 36 دفعہ وہاں پر تشریف لے گئے اور وہاں کے کاشتکاروں کے لئے گندم کا ٹارگٹ جس سنٹر پر ایک لاکھ بوری تھی اس کو 80 ہزار کر دیا، جہاں پر 80 ہزار تھی اس کو 60 ہزار کر دیا، پیداوار زیادہ ہے، کاشت زیادہ ہے اور وہاں پر غربت بھی زیادہ ہے لیکن ٹارگٹ نیچے آ گیا ہے اس کی میں نے چار دفعہ محکمہ خوراک اور محکمہ مال کو نشاندہی کی لیکن آج تک چند ایک سنٹر پر جہاں پر چہیتے ارکان اسمبلی ہیں میں تبدیلی لائی گئی ہے باقی کسی بھی سنٹر پر کوئی تبدیلی نہیں لائی گئی۔ محکمہ مال کے حوالے سے اگر میں کوئی بھی بات کروں تو وہ ناانصافی ہو گی اس لئے تمام ممبران اسمبلی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ کیا 99 فیصد سے زیادہ محکمہ مال کے اہلکاران اپنے پیسوں اور تجوریوں کو بھرنے کے چکر میں نہیں پڑے ہوئے؟ یہ وہ تلخ حقیقت ہے جس کے ساتھ ہم سب لوگ اتفاق کرتے ہیں۔ اب میں تجاویز کی طرف آتا ہوں۔ خدارا وہ لوگ جن کو آپ نے سیلاب زدہ قرار دے کر ان سے اظہار ہمدردی کے لئے کروڑوں روپے ہیلی کاپٹر کے ذریعے اخراجات کر ڈالے تو میری آپ سے التجا ہے کہ خدارا ان لوگوں کے لئے ٹارگٹ کو تین گنا کیا جانا چاہئے تھا، جس سنٹر کی ایک لاکھ بوری ٹارگٹ ہے اس کو تین لاکھ بوری کے بجائے آپ نے 80 ہزار بوری پر لا کر کھڑا دیا ہے۔ یقین کیجئے کہ سیلاب زدہ علاقوں کی جو موجودہ صوبائی حکومت، اہل پنجاب کے مخیر لوگوں اور انٹرنیشنل ڈونرز ایجنسیوں نے مدد کی ہے اس پر ہم ان کا شکریہ نہیں ادا کر سکتے کیونکہ انہوں نے ضرورت سے زیادہ ہماری مدد کی ہے لیکن یقین کیجئے کہ جب فصل کپاس ضائع ہو گئی تو اس کے بعد کاشتکار کے پاس پہلی فصل گندم تھی جہاں سے پیسے آنے تھے اس کے لئے میری ایک ذاتی گزارش ہے کہ ان کے کوٹا کو بڑھایا جائے اور کاشتکاروں کے حق میں دو تجاویز دیتا ہوئے میں اجازت چاہوں گا کہ اگر محکمہ مال سے یہ اختیار واپس لے کر محکمہ خوراک کو دے دیا جائے تو بہتر ہو گا کیونکہ ہمارے کاشتکاروں کو

نچوڑنے کے لئے پہلے ایک محکمہ تھا اب آپ نے دو محکمے کھڑے کر دیئے ہیں۔ اگر ایک ہی محکمہ خوراک ہو تو شاید ہمارے کاشتکاروں کو کوئی افاقہ ہو۔ میں اپنی بات کو یہیں پر ختم کروں گا کہ کاشتکاروں کے متعلق لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید وہ خوشحال زندگی گزارتے ہیں میں یہاں پر ایک بات کہوں گا کہ:

تیری نظروں میں تو دیہات ہیں فردوس مگر
میں نے فردوس میں اجڑے ہوئے گھر دیکھے ہیں
تُو جنہیں رستم و سہراب کہا کرتا ہے
وہ جواں میں نے یہاں خاک بسر دیکھے ہیں
میں سمجھتا ہوں مہاجن کی تجوڑی کے راز
میں نے لتھڑے ہوئے کیچڑ میں قمر دیکھے ہیں
سرخ خوشیوں میں مجھے زہر نظر آیا ہے
میں نے دہقاں کی محنت کے ثمر دیکھے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر: اب محترمہ سیمل کامران صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ عارفہ خالد صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا محمد افضل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے آج بڑے اہم موضوع پر گفتگو کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں ایک ایسے علاقے سے تعلق رکھتا ہوں جہاں سیلاب نے تباہی مچائی تھی، لوگ پریشان حال تھے، ان کی حالت دیکھی نہیں جا سکتی تھی لیکن ان سیلاب کے دنوں میں ہمارے قائد خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ہمارے مسائل کو حل کرنے کے لئے، ہمارے دُکھ بانٹنے کے لئے جس طریقے سے دِن رات محنت کی تھی جہاں کوئی پروٹوکول نہیں تھا، سکیورٹی کا کوئی بندوبست نہیں تھا وہ بلا خوف اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے ان پریشان حال لوگوں کی طرف جاتے تھے ان کے ساتھ مل جاتے تھے، سکیورٹی کو نہیں دیکھتے تھے اور یہ ان کی دِن رات کی محنت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم کیا اور ہم نے دوبارہ ان لوگوں کو ان کے علاقوں میں آباد کیا۔ اس کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ ان لوگوں کے لئے کھاد اور بیج کا بندوبست کیا جس کی وجہ سے ماشاء اللہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں اور خصوصی طور پر تحصیل صادق آباد میں پچاس من سے ستر من تک اوسطاً گندم پیدا ہو رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے اپنی صوابدید، اپنے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی خدمت کی وہاں ان لوگوں نے بھی دِن رات محنت کی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ

ایک ایک دانہ اکٹھا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ ایک اکنامکس کا اصول ہے کہ جب کوئی چیز پیدا ہوتی ہے تو اس کو سنبھالنا بھی گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے لیکن ہم نے وفاق اور صوبے کے وسائل کو مد نظر رکھنا ہوتا ہے اور ایسے لوگ چاہے وہ traders ہوں یا exporters ہوں ان کی بھی حوصلہ افزائی کرنی ہوتی ہے تاکہ وہ میدان میں آئیں اور زمیندار کا ایک ایک دانہ مارکیٹ میں جائے اور competition پیدا کرے تاکہ ان کو اعلیٰ rates مہیا ہو سکیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ محکمہ خوراک اور محکمہ ریونیو کو جو ٹارگٹ دیئے گئے ہیں وہ ان پر دن رات محنت کر رہے ہیں۔ ریونیو ڈیپارٹمنٹ ہمارا بھی ہے، فیڈرل گورنمنٹ کا بھی ہے وہ لوگ ہم میں سے ہی ہیں۔ محکمہ خوراک کے لوگ بھی ہم سے ہی ہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض جگہ پر کرپشن بھی ہو سکتی ہے، ان کی سرکوبی کے لئے، ان چیزوں کو دور کرنے کے لئے اور اپنے زمیندار کے مسائل حل کرنے کے لئے ہمارے نمائندے وہاں موجود ہیں جو ان کا check and balance رکھتے ہیں۔ راجہ ریاض صاحب چلے گئے ہیں، ماشاء اللہ ہمارے فیڈرل گورنمنٹ کے نمائندے ہیں میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں اور ان سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ صادق آباد کے بارڈر کوٹ سبزل پر چیک پوسٹ لگائی ہوئی ہے وہاں کون لوگ کراچی سے آ کر بیٹھے ہوئے ہیں؟ وہ کون لوگ ہیں جو بھتہ وصول کرتے ہیں جنہوں نے گندم کا بارڈر seal کیا ہوا ہے اور 15 ہزار روپے لے کر ٹرک کو گزرنے دیتے ہیں جس کی وجہ سے کراچی کا trader اس علاقے سے دور بھاگا جا رہا ہے، جہاں ہم نے مارکیٹ میں competition پیدا کر کے زمیندار کو ریٹ دلانا ہے اب وہاں کون جائے گا، کہاں کا یہ اصول ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہماری فصل بہت زیادہ ہوئی ہے۔ ہمارے ٹارگٹ بہت تھوڑے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت زیادہ فصل دی ہے، ہم توقع بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ہماری average پچاس من سے لے کر ستر من تک نکلے گی لیکن ان لوگوں کو کون بچائے گا؟ یہ جو ڈکیت بیٹھے ہوئے ہیں، میری راجہ ریاض سے گزارش ہے، میں ہاتھ جوڑ کر منت کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو ہماری عوام کا خون چوس رہے ہیں ان سے باز رہیں، وہ فیڈرل گورنمنٹ سے رابطہ قائم کریں، ان سے گزارش کریں۔ یہاں مخدوم ارتضیٰ صاحب بیٹھے ہیں جو ڈسٹرکٹ رحیم یار خان سے تعلق رکھتے ہیں جا کر دیکھیں کہ وہاں کیا کچھ ہو رہا ہے وہاں پیپلز پارٹی کے ایم پی اے ہیں۔ اسی طریقے سے ہمارے ایکسپورٹرز پریشان ہو گئے ہیں ہر ایکسپورٹر کے ٹرک سے ایک ہزار بھتہ لیا جا رہا ہے جبکہ ان کے پاس پرمٹ بھی موجود ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں یہ غنڈہ گردی بھی بند کرنی پڑے گی، بارڈرز بھی کھولنے پڑیں گے اور ایکسپورٹرز سے کون لوگ جگا ٹیکس وصول کر رہے ہیں، وہاں کون سی فورس بیٹھی ہوئی

ہے؟ ہمیں ان چیزوں کو بھی دور کرنا ہے کیونکہ وہاں پیپلز پارٹی اور فیڈرل گورنمنٹ کی حکومت ہے تو میری ان سے یہی گزارش ہے تاکہ ہم اپنے زمیندار کی فصل کو صحیح ریٹ دلا سکیں اور صحیح طریقے سے ہم اپنے زمینداروں کا مال جس جگہ بھی لے کر جانا چاہیں لے جا سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ مخدوم ارتضیٰ صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس ملک کے کاشتکار کی بد قسمتی ہے کہ اگر اس کو اپنی فصل کا جائز ریٹ لینا ہے تو وہ مجبور ہے کہ وہ حکومت کے پاس جائے۔ چاہے وہ پاسکو ہو یا محکمہ خوراک ہو وہ ان کے ذریعے ہی اپنی گندم بیچے اور اس کے ساتھ گندم کے گودام پر جو سلوک ہوتا ہے وہ نہایت قابل افسوس ہے۔ کاشتکار کے لئے جو procedure adopt کیا گیا ہے کہ وہ پٹواری سے پرچی بنوائے پھر گرداور سے yellow slip لے پھر وہ گودام پر جائے تو اس کو وہاں پر بوریاں issue ہوں گی اور اس میں بھی آٹھ بوری فی ایکڑ کی limit ہے۔ اس سے تو لگ یہ رہا ہے کہ آپ کاشتکار کو discourage کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اتنا archaic and tedious procedure بنا دو کہ لوگوں کی دل شکنی ہو اور وہ کہیں اور جا کر گندم بیچیں۔ یہ ستم ظریفی ہے، اس صوبے میں ہر پالیسی بیوروکریسی کے کہنے پر بن رہی ہے۔ آپ کی توجہ ذرا دوسری طرف دلا دوں کہ آپ یہ دیکھ لیں کہ مثال کے طور پر صوبے میں اسلحہ لائسنس کو اتنا complicated بنا دیا گیا ہے کہ لوگ ناجائز اسلحہ لینے پر مجبور ہیں۔ یہ statistics ہیں کہ نوے فیصد جرائم ہیں وہ unlicensed weapon سے ہوتے ہیں مگر ہم اس procedure کو streamline کرنے کے بارے میں نہیں سوچتے۔ ہم نے ابھی تک گندم کے procurement procedure کو streamline کرنے کے بارے میں سوچا تک نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میرے حلقے کے اندر جو ایک سنٹر بنا ہوا ہے اس کو 74 موضع لگ رہے ہیں جو ادھر گندم دیں گے۔ 2600 بوری روزانہ کی بنیاد پر چلا رہے ہیں اگر آپ اس کی average نکالیں تو 35 بوری بن رہی ہے اگر آپ 35 بوری روزانہ مجھے دے دیں تو مجھے اپنی گندم دیتے ہوئے 20 دن لگ جائیں گے۔ ایک موضع کے لئے 35 بوری، محکمہ مال والے بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارے پاس باردانہ کی کمی نہیں ہے۔ ہمارے پاس باردانہ موجود ہے کمی ہے تو اس فنڈ کی ہے جو آپ کاشتکار کو payment کریں گے۔ میرا آپ سے ایک سوال ہے کہ 105۔ ارب روپیہ جو آپ نے پچھلے بجٹ میں procurement of wheat and food grain کی مد میں رکھا تھا وہ کہاں گیا، آپ نے وہ 105۔ ارب روپیہ کہاں utilize کیا ہے؟ یہ کوئی چھوٹی رقم نہیں ہے۔ اگر آپ

total budgetary allocations دیکھ لیں تو سب سے بڑی blocked allocation جو ہے وہ procurement of wheat and food grain کے لئے تھی، وہ 105۔ ارب روپیہ کہاں گیا؟ وہ آپ نے تنوروں میں جھونکا ہے، وہ 105۔ ارب روپیہ آپ نے لاہور کی سڑکیں بنانے پر جھونکا ہے اسی لئے آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ آپ جتنی financial mismanagement اس صوبے میں کر سکتے تھے وہ کی ہے۔ 5225۔ ارب روپے سالانہ بجٹ ہے اور 485۔ ارب روپے آپ کا total debt ہے جس کی servicing debts کرنا آپ پر اتنا بڑا بوجھ ہے۔ آپ کہاں سے یہ پیسے لے کر آئیں گے؟ آپ یہ ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں کہ procedure کو اتنا مشکل کر دو کہ کاشتکار بدظن ہو کر سستے ریٹ پر اپنی فصل کسی اور کو بیچ دے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ on record یہ بات ہو رہی ہے اور Food Secretary بیٹھ کر ایک چیز کا اعتراف کرے کہ 10 ہزار روپیہ لے رہے ہیں اور ٹرک کا بارڈر پار کروا رہے ہیں اور اب 15 ہزار روپیہ ہو گیا ہے۔ جو بات پہلے موصوف کر گئے ہیں کہ گندم یہاں سے نکل رہی ہے، جو لوگ سندھ کے بارڈر پر بیٹھے ہیں، سندھ کی گورنمنٹ کو بالکل ان کو پکڑنا چاہئے، ان کے خلاف کارروائی کرنی چاہئے اور فیڈرل گورنمنٹ کو بھی کرنی چاہئے مگر ٹرک تو یہاں سے جا رہا ہے۔ چیک پوسٹ کوٹ سبزل کی ہے، نکالنے تو آپ دے رہے ہیں البتہ قبول وہ کر رہے ہیں۔ کیا آپ کی ذمہ داری نہیں بنتی کہ آپ اس ٹرک کو روکیں کہ وہ یہاں سے ادھر نہ جائے۔ مگر پھر وہی بات آ گئی کہ آپ خود چاہتے ہیں کہ گندم یہاں سے نکلے، یہ گندم چاہے جس جگہ جاتی ہے جائے چاہے، یہ سندھ میں جاتی ہے، بلوچستان میں جاتی ہے یا چاہے یہ سمگل ہو کر باہر نکلتی ہے یہ جائے کیونکہ اگر یہ نہیں ہو گی تو ہمیں خریدنی نہیں پڑے گی۔ آپ بنیادی طور پر اس چیز کا اعتراف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ آپ نے اتنی لمبی exercise کی ہے آپ لوگوں کو کہہ دیں کہ ہمارے پاس procurement کے لئے پیسے نہیں ہیں، جاؤ کسی اور جگہ پر جا کر بیچ دو۔ آپ اپنی سبکی بچانے کے لئے یہ سارا کام کر رہے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس طرح سے آدمی کو ذلیل نہ کریں۔ ہمارا کاشتکار تو پہلے ہی بہت سارے مسائل میں اُلجھا ہوا ہے۔ یہ کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ product بھی آپ کی ہو، فصل بھی آپ کی ہو اور آپ کو اس کو بیچنے کے لئے کسی کی منتیں کرنی پڑ رہی ہوں۔ یہاں پر یہ حالت چل رہی ہے کہ محکمہ مال پر pressure ہے اور محکمہ خوراک پر بھی pressure ہے۔ مگر محکمہ مال والوں کو کس نے کہا ہے کہ اگر ایک موضع میں کاشت پانچ سو ایکڑوں کی ہے تو پرچی ہزار ایکڑوں کی چلا دو۔ کیا وہ اپنی دریا دلی کی وجہ سے یہ کام کر رہے ہیں، کیا محکمہ مال والے رحمدلی میں آ کر یہ کام کر رہے ہیں؟ میں یہ

کہوں گا کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے کیا یہ حُب قائد اعظم ہے۔ خدا را اس طرح نہ کریں، policies کو streamline کریں اور لوگوں کو اس طرح سے ذلیل نہ کریں بلکہ اس کو آسان کریں۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب اعجاز احمد خان صاحب!۔۔۔ خان صاحب! تقریر کرنے سے پہلے آپ مجلس قائمہ برائے تعلیم کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے تھے۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

نشان زدہ سوال نمبر 2481، 3435 اور 3436 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 2481، 3435 اور 3436 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

نشان زدہ سوال نمبر 2481، 3435 اور 3436 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

نشان زدہ سوال نمبر 2481، 3435 اور 3436 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے وقت سے نوازا ہے۔ میں نے سانحہ ایبٹ آباد کے حوالے سے آپ کو request بھیجی تھی لیکن اس request کو پذیرائی نہیں ملی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں، آپ جو مرضی کہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میری بات Business Advisory Committee کے اختیارات کی نذر ہو گئی ہے۔ اب جو tempo چل رہا ہے اس کے پیش نظر میں اپنی turn سے دستبردار ہوتا ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جناب طاہر احمد سندھو صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ خواجہ محمد اسلام صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا محمد ارشد صاحب!

گندم کی خرید کے لئے باردانہ پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب دوست گندم کی خریداری اور باردانہ کی تقسیم پر بات کر رہے ہیں۔ میں یہاں پر یہ بات ایک پاکستانی اور چھوٹا سا زمیندار ہونے کے ناتے بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ کی رحمت سے اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی کوششوں سے پورے پنجاب کے اندر باردانہ "پہلے آؤ پہلے پاؤ" کے اصول پر عملدرآمد ہو رہا ہے اور کسی ایم پی اے، ایم این اے، وزیر اور کسی وزیراعلیٰ کے پاس ایک بوری باردانہ دینے کا اختیار نہیں ہے۔ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے اور میں یہ کہنے پر مجبور ہوا ہوں کہ جو پنجاب کا زمیندار ہے، پنجاب کا کسان ہے اس کو facilitate کیا جا رہا ہے اور بلا امتیاز کیا جا رہا ہے۔ میں یہ حالات بھی آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ اگر پچھلے سال کی 22 لاکھ ٹن گندم گوداموں میں پڑی ہوئی ہے تو وہ کیوں پڑی ہوئی ہے اس کے ذمہ دار کون ہیں اور کس وجہ سے یہ حالات پیدا ہوئے؟ وہ گندم زمینداروں کی تھی اور یہ بات بھی سب کو پتا ہے کہ ہم نے پنجاب بنک سے loan لے کر زمیندار کو facilitate کرنے کے لئے گندم خریدی تھی۔ 950 روپے فی من کے حساب سے ان کو payment کی تھی اور اسی اسمبلی میں ہم نے ایک Resolution بھی پاس کی تھی کہ پنجاب کے گوداموں میں پڑی ہوئی گندم کو باہر export کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے حالات کا ذمہ دار کون تھا؟ آج بھی وہ گندم ہمارے گوداموں میں پڑی ہوئی ہے لیکن وفاقی حکومت نے ہمیں 35 لاکھ ٹن گندم خریدنے کے احکامات

جاری کئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کے باوجود 40 لاکھ ٹن گندم خریدنے کا فیصلہ کیا ہے صرف اس لئے کہ ہمارے پنجاب کا کسان جو دن رات محنت کرتا ہے، جو رات کے اندھیرے میں اپنی زندگی کو موت کی ہتھیلی پر رکھ کر محنت کر کے پانی لگاتا ہے، محنت کر کے گندم کی پیداوار میں اضافہ کرتا ہے اس کا credit بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کو جانا چاہئے اور ان کی ٹیم کو جانا چاہئے۔ کسانوں کو جو آٹھ بوریاں فی ایکڑ کے حساب سے مل رہی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ جو گندم انہوں نے اپنی ضرورت کے لئے گھر میں رکھنی ہے انہوں نے بیج کے لئے رکھنی ہے، اپنے ملازموں کو بھی گندم دینی ہے اس کے بعد تقریباً اتنی ہی گندم بچتی ہے جس کے لئے یہ باردانہ کافی ہے۔ حکومت پاکستان کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بھی اپنا role ادا کرے۔ وفاق کو چاہئے کہ وہ بھی صوبوں کو facilitate کرے کیونکہ صوبے ہیں تو وفاق ہے، اکیلا وفاق کچھ نہیں ہے۔ ہمارا صوبہ پنجاب اس ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے جو 65 فیصد آبادی پر مشتمل ہے جسے facilitate کرنا چاہئے۔ آج زمیندار پریشان کیوں ہے اس لئے پریشان ہے کہ جب ایک ماہ میں دو دفعہ ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا جائے گا، جب ایک مہینے میں -/20 روپے فی لٹر کا اضافہ ہوگا اور زمیندار پانی کی کمی کی وجہ سے جب ٹریکٹر چلائے گا تو ڈیزل کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہوں گی۔ جب وہ ٹریکٹر چلانے کے لئے تیل خریدے گا تو اس کی cost بھی زیادہ ہوگی جس کی وجہ سے کسان تو پریشان ہوگا۔ پنجاب کا غریب کسان پھر کیا کرے؟ آخر اس کا کیا جرم ہے کہ وہ دن رات محنت بھی کرتا ہے اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پورے پاکستان کو گندم فراہم کرتا ہے بلکہ اپنے ملک کی عزت کے لئے بیرون ملک بھی گندم بھیجتا ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج پاسکو کیوں late گندم خریدنے کا اعلان کرتی ہے اور اگر پنجاب حکومت دو ہفتے پہلے گندم خرید رہی ہے تو پھر پاسکو کو بھی چاہئے تھا کہ وہ بھی اسی وقت کسان سے گندم خریدنے کا اعلان کرتی لیکن پاسکو نے late گندم خریدنا شروع کی۔ اب بھی وقت نہیں گزرا حکومت پاکستان کو چاہئے، وزیراعظم پاکستان کو چاہئے وہ بھی پنجاب سے ہیں اور وہ پورے پاکستان کے وزیراعظم ہیں ۔ آج پنجاب کے زمیندار پریشانی میں مبتلا ہیں، حکومت پنجاب اپنے sources میں رہتے ہوئے پنجاب کے کسانوں کی خدمت کر رہی ہے اس کا سہرا حکومت پنجاب اور خاص طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کے سر پر ہے جو دن رات محنت کر رہے ہیں۔ وہاں پر جو کمیٹیاں بنی ہوئی اس میں کسانوں کا ممبر بھی موجود ہے، نمبردار بھی موجود ہے اور وہاں کے جو نمائندے exist کرتے ہیں ان کے ممبران بھی اس میں موجود ہیں اس کے باوجود بھی اگر کوئی ایک شخص بھی hanky-panky میں ملوث پایا گیا تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ ہمارے

وزیر اعلیٰ پنجاب نے اور وزیر خوراک نے یہ کہا ہے کہ کسی بھی شخص کو ذاتی تعلق کی بنیاد پر باردانے کی ایک بوری بھی نہیں دینی۔ میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ ہمیں کوئی ایک واقعہ ایسا بتادے اور اس کا ثبوت فراہم کر دے کہ کسی کو بھی out of the way باردانہ دیا گیا ہے تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس پر پہلے ہی سخت ہدایات جاری کی ہوئی ہیں کہ کسی کو کوئی معافی نہیں ہوگی۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعظم پاکستان، صدر پاکستان اور معزز ممبران سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ بھی پنجاب کے زمیندار پر ترس کھائیں اور ہماری گندم خریدنے کے لئے بھرپور مدد کریں۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور محکمہ خوراک کے افسران کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو دن رات محنت کر رہے ہیں۔ پنجاب کے اندر اس وقت کوئی بھتہ نہیں لے سکتا اگر سندھ کے بارڈر پر کوئی بھتہ لے رہا ہے تو ہم آپ سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ ان بھتہ خوروں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت آدھ گھنٹہ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس وقت مخدوم بنادیا، جب ہم اپنی گندم اٹھائے بازاروں میں پھر رہے ہیں اور لینے والا کوئی نہیں۔ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ کاشتکار کی تقدیر کا فیصلہ کرنے والے غیر کاشتکار ہیں اور جیسے ابھی میرے محترم بھائی فرمارہے تھے ایسے لگتا تھا کہ جیسے وہ فیڈریشن کے خلاف زہر اُگل رہے ہیں۔کسان سے، کاشتکار سے گندم خریدنے میں جو مشکلات پیش آرہی ہیں، جو دشواریاں پیش آرہی ہیں ہم یہاں ان کے حل کے لئے بیٹھے ہیں لیکن یہاں الزام تراشیوں کا سلسلہ فیڈرل گورنمنٹ کے خلاف تھا۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین ڈاکٹر اسد اشرف کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! میں نے یہاں کئی دفعہ عرض کی ہے کہ آپ جب بھی کاشتکار کے لئے کوئی پالیسی بناتے ہیں، کوئی ایگریکلچر پالیسی لے کر آتے ہیں تو خدارا اس میں کسانوں، زمینداروں اور ان عوامی نمائندوں کو شامل کریں جن کا تعلق دیہاتی علاقوں سے ہے۔یہاں پر ہمارے شہر سے تعلق رکھنے والے فاضل ممبران ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں، ہمارے لئے قابل احترام ہیں لیکن میری صرف یہ گزارش ہے کہ انہیں کاشتکار کی مشکلات کا پتا نہیں ہے۔جب یہ پالیسیاں بنتی ہیں تو اس وقت کاشتکاروں سے مشاورت ہونی چاہئے نہ کہ بیوروکریسی سے یا ان دوستوں سے جن کا تعلق شہر سے ہے۔آپ دیکھیں کہ آٹھ بوریاں فی ایکڑ کے حساب سے رکھی گئی ہیں لیکن جو bumper crop آئی ہے اور اوسط 55 سے 60

من فی ایکڑ جھاڑ نکل رہا ہے اس کے لئے آٹھ بوریاں انتہائی ناکافی ہیں لہذا ہم اپنی پالیسی پر نظر ثانی کریں۔ یہاں پر تقریروں اور point scoring سے آپ کی پارٹی میں تو پذیرائی ہو سکتی ہو گی لیکن اس سے پنجاب کے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ دیہاتی علاقوں سے پاکستان پیپلز پارٹی بھاری اکثریت سے منتخب ہو کر آئی ہے اس لئے انہیں سزا دی جا رہی ہے۔ میں یہاں یہ کہنا بالکل بجا سمجھتا ہوں کہ پاکستان اور پنجاب کی جو 70 فیصد آبادی دیہات سے تعلق رکھتی ہے انہیں صرف اور صرف پاکستان پیپلز پارٹی کو ووٹ دینے کی سزا مل رہی ہے۔ آپ جا کر ہمارے حلقوں میں دیکھیں کہ جو درجہ چہارم کی بھرتیاں ہوئی ہیں میں اس سلسلے میں House on the floor of the حلفاً کہہ رہا ہوں کہ میرے حلقے میں کوئی نوکری نہیں دی گئی بلکہ میرے ساتھ والے حلقوں سے تعلق رکھنے والے ایم پی ایز کو میرے حلقے میں نوکریاں دی گئی ہیں۔ کیا میرے حلقے میں غربت ختم ہو گئی ہے اور کیا وہاں پر درجہ چہارم کے لئے کوئی بھی آدمی اہل نہیں ہے؟ میری اپنی گندم، میرے ووٹرز کی گندم ایسے ہی پڑی ہے، میرا علاقہ انتہائی قابل کاشت رقبے پر مشتمل ہے، سیکرٹری فوڈ یہاں تشریف فرما ہیں آپ آج بھی جا کر visit کریں کہ وہاں ایک پرچیز سنٹر پر گیارہ بارہ سو بوری دی جا رہی ہے جبکہ ایک موضع کے لئے بھی اگر دو ہزار بوری روزانہ دی جائے تو وہ بھی کم ہے۔ آپ ہمیں کس چیز کی سزا دے رہے ہیں؟ ہمیں نوکری نہیں ملتی کہ ہم پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں، ہماری گندم کوئی نہیں خریدتا کیونکہ ہمارا دیہاتی علاقوں سے تعلق ہے۔ آپ بے روزگاری میں اضافہ کر کے، کاشتکار سے گندم نہ خرید کر کون سا محب وطنی کا ثبوت دے رہے ہیں؟ یہاں میرے ایک بھائی on the floor کہہ کر گئے ہیں کہ ہم چالیس لاکھ ٹن گندم خریدیں گے میں کہتا ہوں کہ اگر آپ بیس لاکھ ٹن بھی خریدیں تو میں یہاں استعفیٰ دینے کو تیار ہوں۔

جناب چیئرمین! انتہائی ظلم ہو رہا ہے، یہاں پر بینے کو دینے کے لئے 7 کروڑ 90 لاکھ روپیہ یومیہ سود کی مد میں ادا کر رہے ہیں۔ بینے کو دینے کے لئے تو ہمارے پاس پیسے ہیں لیکن اپنے غریب کاشتکار کو incentive دینے کے لئے پنجاب حکومت کے پاس کوئی پیسا نہیں ہے۔ یہاں پر ابھی میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ پاسکو گندم کیوں نہیں خریدتا، میرے بھائی کو یہ علم ہی نہیں ہے چونکہ وہ شہر سے تعلق رکھتے ہیں پاسکو کے پاس چند اضلاع ہیں، چند اضلاع محکمہ فوڈ کے پاس ہیں۔ پاسکو کے پاس جو اضلاع ہیں ان میں پاسکو گندم خرید رہا ہے اور فیڈرل گورنمنٹ انہیں payment کر رہی ہے لیکن چونکہ اس بارے میں پتا ہی نہیں اس لئے وہ point scoring کے چکر میں، شہزادوں کو خوش کرنے کے چکر میں یہاں پر

بات کرتے ہیں۔یہاں میرے کاشتکار بھائی کلو صاحب بیٹھے ہیں وہ پارٹی کی وفاداری سے نکل کر بتائیں کہ آج پنجاب کا کاشتکار تباہی کے دہانے پر نہیں کھڑا ہوا؟ میں نے پچھلے اجلاس میں بھی آپ کو کہا تھا کہ میرے پاس میرے بچوں کی فیس ادا کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔مجھے گندم کے پیسے ملنے ہیں تو میں نے دینے ہیں۔میری کوئی monthly income نہیں ہے، زراعت کے علاوہ میرا کوئی اور source of income نہیں ہے۔اگر میری گندم نہیں خریدی جائے گی تو میرے بچے کیسے تعلیم حاصل کر سکیں گے؟

جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ پچھلے بجٹ میں کلمہ چوک فلائی اوور کا کوئی ذکر تھا؟ وہاں پر اپنی اس community کو خوش کرنے کے لئے چند دنوں میں فلائی اوور تعمیر ہو رہا ہے کیا اس سے میرے حلقے کی محرومیاں میرے حلقے کی عوام کو بد معاشی اور غنڈہ گردی پر مجبور نہیں کرے گی۔کیا وہاں دہشت گرد پیدا نہیں ہوں گے؟

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! wind up کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! ایک طرف تو آپ 90/90 کروڑ روپے کے سکول سسٹم introduce کروا رہے ہیں اور دوسری طرف ہمارے سکولوں میں ٹاٹ تک نہیں ہیں جن پر ہمارے بچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کر سکیں۔آپ میری بات سن لیں، اگر یہاں کی سیاسی قیادت کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو ان کا علاج لندن میں ہوتا ہے لیکن آپ جا کر ہمارے ہسپتالوں میں دیکھیں کہ ایک گولی تک نہیں ملتی۔یہ محرومیاں اجاگر کر رہے ہیں، یہ عوام کے اندر محرومیاں پیدا کر رہے ہیں۔آپ اس ملک کو، اس صوبے کو French Revolution کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: مہربانی۔شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! یہ امیروں کے منہ سے نوالے چھین لیں گے، یہ آپ کو گاڑیوں سے پکڑ پکڑ کر گھسیٹیں گے۔آپ یہاں پر point scoring نہ کریں۔میری عرض سن لیں۔

جناب چیئرمین: آپ کی ساری عرض سنی جا رہی ہے اور note کی جا رہی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! آپ جا کر دیکھیں کہ کسان کس طرح پس رہا ہے، کس طرح ذلیل ہو رہا ہے۔یہاں سارے دوست facts and figures سے بات کریں گے لیکن میں نے آپ کو صرف کسان کے دل کی آواز بتائی ہے جو ہمارے لئے بڑی alarming situation ہے۔بہت شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ ملک وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمن الرحیم، شکریہ۔ جناب چیئرمین! میرے دل کے اندر تھوڑا سا قلق ہے چونکہ مجھے floor نہیں ملا، میرے خیال میں آج کے دن ہمیں اپنی اپنی قیادتوں کی خوشامد کرنے اور ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرنے کی بجائے ہم دونوں پارٹیوں کو پارٹیوں سے بالا تر ہو کر ملک کے، عوام کے نمائندے ہونے کی حیثیت سے آج ہمیں سانحہ ایبٹ آباد پر اپنا اپنا input دینا چاہئے تھا لیکن مجھے نہایت افسوس اور دکھی دل کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم آج اپنا وہ فرض بھی پورا نہیں کر پائے۔ پنجاب اسمبلی 60 فیصد لوگوں کی نمائندہ ہے لیکن آج ہم نے بہت poor مظاہرہ کیا ہے اور ہم کچھ نہیں کہہ سکے بلکہ ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرتے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! اب میں اس طرف آؤں گا، میرے بھائی بھی کہہ رہے ہیں تو میں بالکل سچی اور کھری باتیں کروں گا اور میں حلفاً کہوں گا اور کوشش کروں گا کہ ایک ایک بات سچ ہو۔ کسی بھی ملک میں کوئی بھی commodity ہوتی ہے یہ free market ہوتی ہے، demand and supply کا فارمولا ہوتا ہے۔ پہلے بھی یہ بحث ہوئی تھی تو میں نے یہ کہا تھا کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی ملک کی کوئی پیداوار سٹیٹ خرید لے، یہ سٹیٹ کی قطعاً ذمہ داری نہیں بنتی۔ کل کو آپ کہیں گے کہ گنّا خرید لیں یا کاٹن خرید لیں تو یہ ممکن نہیں ہوتا۔ اس وقت آپ کی گندم کی پیداوار ایک کروڑ 85 لاکھ میٹرک ٹن متوقع ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پنجاب حکومت ایک کروڑ 85 لاکھ میٹرک ٹن گندم ساری کی ساری خرید لے؟ میرے دوست اس کے لئے hue and cry کر رہے ہیں لیکن یہ ممکنات میں سے نہیں ہے۔ اصل میں rate تو demand and supply کے تحت بنتا ہوتا ہے۔ میرے بھائی ابھی فرما رہے تھے کہ آج سچی بات کر دیں۔ میں سچی بات کر رہا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جنوبی پنجاب کے لئے بہت محنت کی ہے۔ وہاں پر خود بیج، کھاد اور زرعی ادویات اپنی نگرانی میں پہنچائیں، ان کی وجہ سے علاقے میں پانی چوری پر کنٹرول ہوا اور ان سب اقدامات کی بدولت الحمدللہ اس دفعہ ہماری bumper crop ہوئی ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب step-in کر گئے۔

جناب چیئرمین! میں figures کی بات کروں گا کہ پنجاب حکومت نے پچھلے تمام ادوار میں 20/22 لاکھ میٹرک ٹن سے زیادہ گندم کبھی نہیں خریدی۔ اب میں اپنی حکومت کے تین سالوں کے figures عرض کرتا ہوں۔ میرے بھائی حسن مرتضیٰ صاحب کہہ گئے ہیں کہ اگر پنجاب حکومت 20

لاکھ میٹرک ٹن سے زیادہ گندم کی خریداری کر لے تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ یہ تو ہمارا لاڈلا ہے، ہمیں بہت پیارا ہے اور اللہ کرے کہ یہ ہمیشہ اسمبلی میں رہے۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب کے دور حکومت میں پہلے سال 57 لاکھ میٹرک ٹن گندم خریدی گئی۔اس سے اگلے سال ساڑھے 37 لاکھ میٹرک ٹن گندم خریدی گئی اور اس سال ہمیں وفاقی حکومت کی طرف سے 35 لاکھ میٹرک ٹن گندم خریدنے کا target ملا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف جن کو ہمارے اپوزیشن کے ساتھی شہری بابو کہتے ہیں اور تنگ کرتے ہیں انہوں نے ہمارے کسان کا درد محسوس کرتے ہوئے کہا کہ 35 لاکھ میٹرک ٹن گندم کی خریداری کم ہے اور اس حد کو بڑھا کر انہوں نے 40 لاکھ میٹرک ٹن کر دیا ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے 40 لاکھ میٹرک ٹن گندم کی خریداری کے لئے مکمل انتظامات ہو چکے ہیں۔اس وقت تک ہمارا محکمہ خوراک گندم کی خریداری کے لئے 85-ارب روپے کا بندوبست کر چکا ہے۔اس بارے میں وفاقی حکومت کی طرف سے پنجاب کو sovereign guarantee حاصل ہے۔ ہمارے بنک پنجاب حکومت کو اس وقت تک قرضہ نہیں دیتے جب تک کہ وفاقی حکومت کی طرف سے انہیں sovereign guarantee نہ مل جائے، ہمارے پاس جو maximum sovereign guarantee available تھی اس کے مطابق ہم نے گندم کی خریداری کے لئے رقم کا بندوبست کیا ہے۔ یہ سب باتیں نوٹ کی جا رہی ہیں اور میرے حزب اختلاف کے دوست ان کو verify بھی کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس 40 لاکھ میٹرک ٹن سے زیادہ گندم کی خریداری کی گنجائش نہیں ہے، اگر وفاق ہماری sovereign guarantee بڑھا دے تو پھر ہمیں بنکوں کی طرف سے مزید رقم مل جائے گی اور اس سے ہم اور گندم خرید سکیں گے۔

جناب چیئرمین! پنجاب حکومت 40 لاکھ ٹن گندم خریدے گی اور اس کے مکمل انتظامات ہو چکے ہیں اس کے لئے ایک fool-proof نظام وضع کیا گیا ہے۔اس نظام کی پہلی شرط "پہلے آؤ پہلے پاؤ" کی ہے۔پٹواری، تحصیلدار اور فوڈ انسپکٹر موقع پر موجود ہیں اور وہ گرداوری چیک کرتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے چھوٹے کاشتکار کو priority دی جا رہی ہے۔چھوٹے کاشتکار کو priority دینے کے لئے میاں صاحب نے محکمہ خوراک کو حکم دیا ہے کہ ایک آدمی کو 100 بوری سے زیادہ باردانہ جاری نہ کیا جائے۔ حلفاً کہتا ہوں کہ میں خود ڈی سی او کے پاس گیا، مجھے دو سو بوری چاہئے تھی لیکن انہوں نے مجھے کہا کہ لائن میں لگیں۔ میں نے اپنے منشی کو لائن میں لگایا اور پھر جا کر مجھے باردانہ ملا۔اس بات کے ذکر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ بالکل merit کی بنیاد پر باردانہ کی تقسیم ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: کلو صاحب! اس کی وضاحت کر دیں کہ لائن میں لگنے کے بعد آپ کو 100 بوریاں ملیں یا پھر 200 مل گئیں؟

ملک محمد وارث کلو: نہیں، دو سو بوریاں نہیں مل سکتیں۔ ایک آدمی کو ایک گرداوری کے مطابق صرف 100 بوری باردانہ کی ملے گی اور وہ بھی اپنی باری کے حساب سے خسرہ، گرداوری دکھانے کے بعد جاری کی جائے گی۔ اس وقت ہماری گندم کی bumper crop ہوئی ہے۔ میں اپنے بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ اس کو صرف تنقیدی جائزہ سے نہ دیکھیں، یہ issue ہمارا اور ان کا مشترکہ ہے۔ میں اپنے حزب اختلاف کے ساتھیوں اور قائد حزب اختلاف سے درخواست کروں گا کہ وفاق کی طرف سے ہماری sovereign guarantee بڑھانے کی کوشش کی جائے۔ اگر ہماری sovereign guarantee بڑھ جائے گی تو پھر پنجاب حکومت 40 لاکھ میٹرک ٹن سے بھی زیادہ گندم خرید سکے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس دفعہ ہماری گندم کی bumper crop ہوئی ہے اور اب ہم نے free market میں جانا ہے۔ کراچی کا ایکسپورٹر پنجاب آ رہا ہے اور وہ گندم خرید کرلے جا رہا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وارث کلو صاحب کی طرف سے چودھری پرویز الٰہی کی تعریفوں کی ابھی تک سیاہی خشک نہیں ہوئی اور اب انہوں نے میاں شہباز شریف کی تعریفیں شروع کر دی ہیں۔

جناب چیئرمین: نولاٹیا صاحب! تشریف رکھیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم اصل بحث سے ہٹ رہے ہیں۔ وارث کلو صاحب کو اپنی تقریر مکمل کرنے دیں۔ اس اسمبلی نے، اس چھت نے بہت کچھ دیکھا ہے اس لئے آپ ان باتوں کو رہنے دیں۔ کلو صاحب! اب آپ wind up کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: میرے بھائی نے بہت اچھا کیا ہے کہ مجھے یاد دلا دیا۔ کسان کو بچانے کے لئے اگر وفاق کی طرف سے مزید sovereign guarantee آ جائے گی تو پنجاب حکومت 10 یا 15 لاکھ ٹن گندم مزید خرید سکے گی لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ پنجاب حکومت ایک کروڑ 85 لاکھ ٹن گندم خرید لے گی۔ اب ہماری گندم free market میں جا رہی ہے۔ کراچی، لاہور اور سیالکوٹ کے سیٹھ گندم خرید رہے ہیں اور وہ اس گندم کو export کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی میرے ایک بھائی کہہ رہے تھے کہ یہاں سے گندم دوسرے صوبوں کی طرف جا رہی ہے جو کہ پنجاب حکومت کی ناکامی ہے۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے پاس ایک ہی port ہے، ہمارے پاس ایک ہی بندرگاہ ہے جو کہ کراچی میں

ہے۔ ہمارے سیٹھ نے بھی گندم خرید کر export کرنے کے لئے اسی بندرگاہ کی طرف لے کر جانی ہے اور کراچی کے سیٹھ نے بھی ادھر ہی لے کر جانی ہے۔

جناب چیئرمین: کلو صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے wind up کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! مہربانی کر کے مجھے تھوڑا سا مزید وقت عنایت فرما دیں۔ میں بالکل irrelevant بات نہیں کروں گا۔ پنجاب کے سیٹھوں کے پاس 27 لاکھ ٹن گندم export کرنے کے orders ہیں۔ آپ ان figures کو verify کر سکتے ہیں۔ ہمارے پنجاب کے لوگوں کے پاس 27 لاکھ ٹن گندم export کرنے کے orders موجود ہیں لیکن problem یہ آ رہا ہے کہ وہاں سندھ میں کچھ لوگوں کا راج ہے۔ جب بھی گندم کے ٹرک سندھ میں داخل ہوتے ہیں تو بارڈر سے لے کر آگے مختلف جگہوں پر ہزار یا دو ہزار روپے وصول کئے جاتے ہیں اور اسی طرح جاتے جاتے تقریباً 15 ہزار روپے فی ٹرک دے کر جان چھوٹتی ہے۔ Free market میں ہماری گندم جتنی export ہو گی اُس کی قیمت بڑھے گی۔ گندم کی -/950 روپے فی من امدادی قیمت ہے تو یہ -/1500 روپے تک چلی جائے گی۔ پہلے گندم کی export کی اجازت نہیں ہوتی تھی، اب گندم کی export کی اجازت دے دی گئی ہے اور اب ہم free market economy میں چلے گئے ہیں تو اس طرح سے میں بالکل ٹیکنیکل باتیں کر رہا ہوں اس لئے میں کہتا ہوں کہ ہمارے بھائی ہماری مدد کریں۔ میرے بھائی وفاقی حکومت سے سندھ حکومت کو حکم دلوائیں کہ صوبہ پنجاب کی گندم کے ساتھ یہ حشر مت کریں۔

جناب چیئرمین! اب میں احسن نولاٹیا کے سوال کا جواب دیتا ہوں۔ یہاں ایک کلچر بن چکا ہے کہ جس کے منہ میں جو آتا ہے وہ کہہ دیتا ہے اور میں اس بارے میں کوئی سخت لفظ نہیں کہتا۔ احسن نولاٹیا صاحب جانتے ہیں کیونکہ یہ میرے قریب کے رہنے والے ہیں۔ میں بنکر ہوں اور 25 سال ملازمت کر کے آیا ہوں۔ میں 2002 سے پہلے سیاست دان نہیں تھا۔ میں 2002 میں آزاد حیثیت سے الیکشن لڑا اور جیت کر اس اسمبلی میں آیا۔ میاں اظہر صاحب مسلم لیگ کے صدر تھے اور چودھری شجاعت صاحب کے گھر پہلی تقریر یہ ہوئی تھی کہ پیپلز پارٹی کا رستہ روکنے کے لئے ہم آج اکٹھے ہو جائیں تو میں نے مسلم لیگ کو join کر لیا۔ میں نے پچھلی حکومت کے آخری دو سالوں میں یہیں کھڑے ہو کر اور پارلیمانی پارٹی میں بھی مسلم لیگ (ق) کی پالیسیوں پر اعتراضات کئے اور پارٹی چھوڑ دی۔ میں پھر آزاد جیت کر آیا اور اُس الیکشن میں پیپلز پارٹی نے میرے مقابلے میں دو ہزار ووٹ لئے۔ یہاں پر جس کے منہ میں جو آتا ہے وہ کہہ دیتا ہے تو میں کسی کے بارے میں کیا لفظ کہوں۔

میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں ہے عقابوں کا نشیمن

جناب چیئرمین: کلو صاحب! بہت شکریہ۔ آپ نے بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ رائے اسلم صاحب!

رائے محمد اسلم خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب کی خدمت میں صرف دو چار گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ آج کی بحث جس اہم issue پر رکھی گئی تھی اُس کی بجائے تمام دوست اپنی اپنی سیاسی قیادت کی تعریف اور دوسروں کی سیاسی قیادت پر تنقید کرتے رہے اور پنجاب کے کاشتکار، پنجاب کے کسان اور پنجاب کے زمیندار اپنی گندم بیچنے کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے تھے اُس کے لئے بہت ہی کم تجاویز دی گئی ہیں۔ میں نے پچھلے اجلاس میں کچھ گزارشات اور کچھ تجاویز پیش کی تھیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں بحث بھی بحث برائے بحث ہے اور گفتن، نشستن، برخاستن والی بات ہے۔ دوستوں نے اس ایوان میں آج سے پندرہ بیس دن پہلے جو تجاویز دی تھیں اُن پر عمل نہیں ہوا۔ اب ایک چھوٹا کاشتکار اپنی گندم کوڑیوں کے داموں بیچ چکا ہے محکمہ خوراک اور پاسکو آڑھتیوں اور مڈل مین کی گندم خرید رہے ہیں اِس کے لئے targets بھی بڑھائے جا رہے ہیں لیکن اس سے گندم پیدا کرنے والے طبقہ میں جو مایوسی پھیلی ہے اُس کا حل نہیں ہوا۔ میرا بھائی 200 بوری کا ذکر کر رہا تھا لیکن میں حلفاً یہ بات کہتا ہوں، میں خود کاشتکار کا بیٹا ہوں، خود کسان ہوں، میری پوری فیملی کا تعلق کاشتکاری سے ہے لیکن باردانہ کی ایک بوری یا ایک توڑا بھی حاصل نہیں کیا اور ہم نے باردانہ اس لئے حاصل نہیں کیا کہ جب ہم انتخابات میں ہوتے ہیں تو اُس وقت تو ہم باتیں کرتے ہیں کہ ہم پنجاب کے اس ایوان میں جا کر آپ کے حقوق کی بات کریں گے، آپ کے مسائل کی بات کریں گے اور آج ہم باردانہ حاصل کریں اور ہمارے وہ دوست جن سے ہم یہ عہد وپیماں کر کے اس ایوان میں پہنچے ہیں وہ دربدر کی ٹھوکریں کھائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے حلقہ انتخاب میں گندم خرید کا ایک سنٹر ہے اور جن لوگوں نے پہلے دن باردانہ کے لئے درخواستیں دی تھیں ابھی تک انہیں باردانہ نہیں ملا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہوئی کہ پچھلے سالوں میں District Headquarter سے کوئی 55/60 کلومیٹر دُور گندم خرید کا سنٹر بنایا گیا تھا لیکن اس مرتبہ اُس سنٹر کو بھی دوسرے مراکز کی طرح ایک بڑی غلہ منڈی میں لایا گیا۔

جناب چیئرمین: ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب چیئرمین! پچھلے سالوں میں تو اپنی باری پر یا کوئی دس دن قطاروں میں کھڑے ہونے کے بعد اُن کاشتکاروں نے اپنی گندم گورنمنٹ کو بیچ دی تھی لیکن اس مرتبہ اُن کا ایک دانہ بھی نہیں خرید ا گیا۔ میرا منشی پہلے دن ہی خسرہ گرداوری اور فرد ملکیت وغیرہ لے کر گیا تھا لیکن وہاں کا حال دیکھ کر میں نے سوچا کہ کل میں نے یہ طعنے سننے ہیں، میں نے یہ باتیں سننی ہیں اور میں نے اپنے اُن بھائیوں سے جو commitment کی ہوئی تھی اُسے میں نے کیسے نبھانا ہے۔ صرف میں خود نہیں بلکہ میں حلفاً یہ بات کہتا ہوں کہ میری پوری family نے ایک بوری باردانہ بھی حاصل نہیں کیا۔

جناب چیئرمین! اصل بات یہ ہے کہ یہ عوام کے خون پسینے کا پیسا جو ٹیکسوں کے ذریعے صوبائی یا وفاقی حکومت حاصل کرتی ہے اسے عوام کی بھلائی کے لئے خرچ کرنا ہوتا ہے لیکن یہ پیسا جو گندم کی خرید کے لئے رکھا گیا وہ middlemen، آڑھتیوں، پٹواریوں، تحصیلداروں اور وہ سپیشل مجسٹریٹ جو گندم کی خرید کے لئے بنا دیئے گئے ہیں ان کی تجوریوں میں جا رہا ہے۔ میں اپنے حلقہ کی بات کرتا ہوں کہ وہاں ایسی مثالیں ہیں کہ وہاں منڈی سے باردانہ پکڑا گیا اور ان لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج ہونے کے لئے رپورٹیں تیار ہو گئیں جو آڑھتیوں کے ڈرائیور اور پلے دار تھے ان واقعات کو بھی دس پندرہ دن ہو گئے ہیں لیکن معلوم نہیں وہ رپورٹیں کیسے اور کہاں غائب ہو گئی ہیں؟ ہمیں اس کسان اور کاشتکار کے بارے میں سوچنا ہے۔ ہمیں یہاں اس issue پر بحث کرتے ہوئے پاکستان مسلم لیگ (ن)، پاکستان پیپلز پارٹی یا پاکستان مسلم لیگ (ق) یا کسی اور جماعت کی قیادت کی نمائندگی نہیں کرنی بلکہ ہمیں غریب کسان کی نمائندگی کرنی ہے جس کے بیٹے کے پاؤں میں جوتا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: رائے صاحب! بہت شکریہ

رائے محمد اسلم خان: جناب چیئرمین! آپ نے موقع دیا ہے اور یہ بحث رکھی ہے تو پھر بات بھی سن لیں گو کہ یہ تلخ بات اور کڑوی گولی ہے۔ صوبائی حکومت ہو یا وفاقی حکومت ہو اگر وہ کسان کی بھلائی کے لئے کام نہیں کرے گی تو ہمارے کارخانوں اور صنعتوں کی چمنیوں سے دھواں نہیں نکل سکے گا۔ ہم بڑی بڑی گاڑیاں استعمال نہیں کر سکیں گے۔ ہم اس ایوان کے اخراجات نہیں چلا سکیں گے کیونکہ میرے ملک کی معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے۔ اگر آپ غلہ پیدا کرنے والے کا یہی حال کرتے رہے اور اس کا خیال نہ کیا تو پھر کیسے معیشت بہتر ہو گی؟ اب کسانوں کی گندم نہیں اٹھائی جا رہی، ابھی تک گنے کی قیمت نہیں ملی، سکول ان کے لئے نہیں ہیں، سڑکیں ان کے لئے نہیں ہیں اور ڈویلپمنٹ ہونی ہے تو وہ بھی بڑے شہروں میں ہونی ہے۔ یہاں جنوبی پنجاب اور سنٹرل پنجاب کی بات ہو رہی تھی تو حقیقت یہ ہے کہ یہاں

چراغ تلے اندھیرے والی بات ہے۔ آپ اس دفعہ 31 یا 32 فیصد رقم جنوبی پنجاب کی ڈویلپمنٹ کے لئے رکھ رہے ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ جو رقم سنٹرل پنجاب کے لئے رکھی جاتی ہے وہ بھی لاہور جیسا اژدھا کھا جاتا ہے اور جو رقم جنوبی پنجاب کے لئے رکھی جاتی ہے وہ بھی بڑے شہروں کی نذر ہو جاتی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اگر آپ بحث کراتے ہیں، تجاویز لیتے ہیں تو خدارا ان پر عملدرآمد کا بھی کوئی طریقہ نکالیں۔ میں آخر میں صرف یہی گزارش کرتا ہوں کہ آپ ان تجاویز پر عملدرآمد کے لئے ایسی کمیٹیاں بنائیں۔ اگر خریداری ٹھیک ہو رہی ہے تو پھر آپ کیوں کاشتکاروں کا نمائندہ اس میں شامل نہیں کرتے اگر خریداری ٹھیک ہو رہی ہے تو پھر کیا اعتراض ہے کہ کوئی اپوزیشن کا ایم پی اے بھی اس کمیٹی میں شامل ہو جائے؟ خدارا اس ایوان میں بیٹھ کر اس غریب کاشتکار کے بارے میں سوچئے اور اسے facilitate کریں اس طرح آپ کی معیشت بہتر ہو سکتی ہے، آپ کا ملک ترقی کر سکتا ہے اور آپ کا صوبہ ترقی کر سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ ملک جہانزیب صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ سید ابرار شاہ صاحب!

سید ابرار حسین شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! زمیندار کو سہولت دینے کے لئے جو پالیسی بنائی گئی ہے اس پر میں انتہائی ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ انتہائی ناقص پالیسی بنائی گئی ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ وقت کاشتکاری کے حوالے سے نئی فصل کی تیاری کا وقت ہے اور جس کاشتکار نے ابھی ایک مہینہ اپنی پچھلی فصل کو فروخت کرنا ہے، اسی سے روزی روٹی کمانی ہے اور اسی پر اس کا گزارا ہونا ہے تو اس نے نئی فصل کے لئے کیا وقت نکالنا ہے؟ اگر وہ فصل بیچ نہیں سکے گا تو نئی فصل کے لئے اس کے پاس خرچہ نہیں ہوگا اور نئی فصل کاشت کرنے میں دیر بھی ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ پالیسی میں یہ بھی واضح نہیں کیا گیا کہ کس ضلع میں یا کس ضلع کے کس سنٹر میں کتنی بوریوں کی تقسیم کرنی ہے۔ ہمارے دیکھنے میں آیا ہے کہ بڑے سنٹروں میں بوریوں کی بہت کم تعداد تقسیم کی جا رہی ہے اور جو چھوٹے سنٹر ہیں وہاں زیادہ تعداد میں بوریاں تقسیم کی جا رہی ہیں۔ اگر چھوٹے اور بڑے سنٹروں کو متوازی حیثیت حاصل ہو تو یہ بھی ناانصافی ہے۔ اس کے علاوہ صرف آٹھ بوریاں فی ایکڑ کے حساب سے تقسیم کی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی انتہائی کم تجویز کی گئی ہیں۔ اگر اس میں حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ ہم نے غریب زمیندار کو فائدہ دینا ہے تو ضرور چھوٹے زمیندار کو فائدہ دیں اور فی ایکڑ زیادہ بوریاں دیں۔ زمیندار چاہے چھوٹا ہے یا بڑا ہے

وہ اپنے ملک اور قوم کے لئے محنت کر رہا ہے بلاشبہ اس کی مزدوری اور آمدن اسی سے وابستہ ہے۔ اس پالیسی میں کاشتکار کو ایک درخواست کے بعد دوسری درخواست کا حق بھی نہیں دیا گیا۔ اگر اس نے مزید فصل زمین ٹھیکے پر لے کر کاشت کی ہے یا مزارع ہونے کی حیثیت میں بھی کاشت کی ہے تو وہ اس فصل کو بھی بیچنے سے قاصر ہے۔ پالیسی میں اس پہلو پر توجہ نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین! میں نے ذاتی طور پر محکمہ خوراک کے متعلقہ ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر سے ان چھوٹے چھوٹے مسائل پر بات کی تو انھوں نے فرمایا کہ ہم اس کو deal نہیں کر رہے اس کی ذمہ داری DCO کی ہے اور وہ خود فیصلہ کرے گا کہ ہم نے کتنی بوریاں کدھر دینی ہیں۔ ان کے کہنے کے مطابق میں نے یہی بات اپنے متعلقہ DCO سے کی تو انھوں نے فرمایا کہ میرا تو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم تو distribute کر رہے ہیں اور یہ پالیسی تو محکمہ خوراک کی طرف سے آئی ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ محکمہ اپنی پالیسی بھی واضح نہیں کر سکا۔ کیا وجہ ہے کہ ایک عام زمیندار جو تعلیم اور اپنے source میں بھی کم ہے، اُس کے پاس منڈی تک اپنی فصل لانے کے لئے راستہ نہیں ہے، اُس کے پاس اپنے بچوں کو پڑھانے کے لئے تعلیم نہیں ہے اور وہ اتنا علم ہی نہیں رکھتا کہ وہ ان معلومات کو حاصل کرے لہذا محکمہ نے اس میں لاپروائی کیوں فرمائی ہے کہ وہ اپنے زمیندار تک اپنی پالیسی بھی واضح نہیں کر سکا؟

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! پلیز wind up کریں۔

سید ابرار حسین شاہ: جناب چیئرمین! میں اس حوالے سے ایک عرض یہ کرتا ہوں کہ اس بنائی جانے والی پالیسی سے زمیندار کو قطعی فائدہ نہیں ہو رہا اور مکمل فائدہ businessman لے رہا ہے کیونکہ زمیندر نے تو اپنی گندم کو dispose of کرنا ہے، چاہے وہ دھکے کھا کر 100/200 روپے فی من کم قیمت پر ہی کیوں نہ دے اس لئے اب زمیندار اس چیز کا نقصان اٹھا رہا ہے۔ خدارا اس پالیسی کو مضبوط، بہتر اور اچھا بنایا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ ملک عادل حسین اترا صاحب!

ملک عادل حسین اترا: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں چند باتیں کروں گا جو نہایت ضروری ہیں۔ میں پچھلے ڈیڑھ ماہ سیکرٹری صاحب اور ڈائریکٹر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں کچھ issues بتائے۔ میرا ایک پسماندہ ضلع ہے جہاں پر سالوں سے محکمہ خوراک میں بغیر میرٹ کے بھرتی ہوئے نالائق لوگ مسلط ہیں۔ پچھلے سال ملک احمد علی اولکھ صاحب AFC کی کارکردگی دیکھ چکے ہیں اُس کے باوجود اُس غلیظ بندے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اب

گزشتہ دس پندرہ دنوں سے یہ ہو رہا ہے کہ میرے تین سنٹر ہیں، ایک بھکر شہر میں ہے۔ روزانہ وہ افسر عام کسانوں کے ساتھ بد تمیزی کرتا ہے لیکن سننے والا بالکل کوئی نہیں ہے۔ میں نے DFC سے کہا جو مقامی ہیں اور اُن کا اپنے محکمے پر کوئی رعب بھی نہیں ہے۔ میں تین دن اپنے حلقے میں لگا کر آیا ہوں، جس طرح رانا ارشد صاحب نے کہا ہے کہ ایم پی اے بے بس ہے۔ چلو شکر ہے کہ بے بس تو ہوا۔ ایک قیوم کھوکھر لڑکا ہے جس کا آنے جانے میں دس کلو میٹر کا فاصلہ بنتا ہے لیکن اسے باردانہ DFC اور نہ ہی AFC دیتے ہے۔ وہ بے چارا محکمہ مال سے ٹوکن لے کر بھاگ رہا ہے، اگر اُس بے چارے کا کل accident ہو جائے تو کون ذمہ دار ہوگا؟ میرے ضلع کی بد قسمتی یہ ہے کہ دریائے سندھ کے پار بھی میرے ضلع کے کچھ موضع جات ہیں جہاں سے گندم آتی ہے اور اُسی گندم کی آڑ میں ضلع بھکر میں باردانہ کی بوریاں آرہی ہیں جن پر AFC اپنا بزنس کر رہے ہیں، اُن کے بھائی بھتیجے بھی انہی سنٹروں میں ہیں۔

جناب چیئرمین! میرا ضلع اس وقت energy crisis میں ہے۔ گزشتہ دو سالوں سے بجلی کی اتنی کمی ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ وفاقی حکومت بھی اپنی کوئی ذمہ داری نہیں لے رہی۔ محکمہ مال والوں نے اپنی ذمہ داری بخیر و خوبی انجام دی ہے۔ آج میں ایک ضلع میں اپنے دوست کے پاس بیٹھا تھا تو اُدھر محکمہ خوراک کے افسران چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے اور اپنے دوستوں کو نواز رہے تھے۔ میرے ضلع میں ہمیشہ یہی practice رہی ہے کہ عزت دار بندہ 50/60 روپے بوری سستی دے دیتا تھا لیکن محکمہ خوراک کے پاس نہیں جاتا تھا کیونکہ بڑی ذلالت ہے۔ جو middleman کل مسلط تھا وہ آج بھی مسلط ہے۔ آج وفاقی حکومت کا حق ہے کہ وہ اپنے پاسکو کا دائرہ کار بڑھائے۔ ہمارا صوبہ اس وقت crisis میں ہے۔ پچھلے سال bumper crop ہوئی اور ہم نے ایک ایک دانہ خریدا تھا اور اِس سال بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ فصل بہت زیادہ ہوئی ہے لیکن وفاقی حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ ہماری مدد کرے اور اپنے پاسکو کا دائرہ کار زیادہ سے زیادہ بڑھائے۔ اس حوالے سے صرف حکومتِ پنجاب کی ہی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ صوبہ اُن کا بھی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری گزارشات پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ منسٹر صاحب! اگر آپ کے محکمے میں بقول اترا صاحب کے اس طرح کا روّیہ ہے تو اپنے سیکرٹری کے ذریعے ٹھیک کروائیں۔ جی، جناب شاہ جہاں احمد بھٹی صاحب!

جناب شاہجہان احمد بھٹی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! پہلے میں آپ کی اجازت اور توسط سے کل کے روزنامہ "Dawn" کے front page کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جس میں خبر ہے کہ گزشتہ سال کے floods کے حوالے سے جسٹس منصور علی شاہ کی Chairmanship میں ایک tribunal قائم ہوا تھا جس کی رپورٹ 11۔اپریل کو deliver ہو چکی ہے۔ میں آپ کے ذریعے حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ رپورٹ public کی جائے کیونکہ اس اخبار کے مطابق کوئی ایسے خدشات ہیں جسے public نہیں کیا جا رہا لہذا میں آپ کے ذریعے حکومت پنجاب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس چیز کو publish کرے۔

جناب چیئرمین! آج کی discussion کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو policy matters کا ہے اور دوسرا process یا procedures کا ہے، اِن دونوں پر کافی گفتگو ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے اندازے کے مطابق دونوں میں shortcomings and serious cause ہیں۔ پالیسی جب مرتب کی جاتی ہے تو اُس میں آپ کا ایک goal ہوتا ہے۔ گندم ایک ایسی چیز ہے جس کے لئے میں انگریزی کے صرف دو لفظ "food security" کہوں گا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اگر پاکستان میں تمام کسان یکمشت ہو کر یہ تہیہ کریں کہ ہم نے اس سال گندم نہیں اگانی کیونکہ ہماری حکومت ہمیں support نہیں کرتی تو آگے آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ اُس وقت ہمارے ملک کی صورتحال کیا ہو گی؟ یہ ایک ایسی حساس چیز ہے جس کو ہمیں بہت ہی seriously لینا چاہئے۔ چونکہ یہ food security کا ایک matter ہے۔ میں پالیسی کے حوالے سے بات کروں گا کہ کاش! حکومت جب پالیسی formulate کر رہی ہو تو اس ایوان کو شامل کرے۔ اس ایوان کی ہماری سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں جن سے شاید کبھی مشاورت نہیں کی جاتی۔ اگر انہیں شامل کریں تو شاید کوئی ایسی تجاویز آ جائیں جن سے ایک بہتر پالیسی سامنے آ سکے۔

جناب چیئرمین! سکیورٹی سائیڈ پر پاکستان کی جو سالانہ average wheat consumption ہے وہ 150 کلو گرام کے نزدیک ہے اور اس اندازے کے مطابق تقریباً ایک ٹن میں چھ سات لوگوں کی کفالت چاہئے ہوتی ہے۔ پنجاب کی آبادی تقریباً آٹھ کروڑ سے زیادہ ہے لہذا اس اندازے کے مطابق صرف پنجاب کے لئے ہمیں سالانہ دس ملین ٹن سے زائد گندم درکار ہے۔ میں نے یہاں سنا کہ ہم نے ساڑھے تین ملین ٹن کی پالیسی بنالی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وزیر خوراک نے گزشتہ اجلاس میں ہمیں یہ بتایا جس پر میں ان کو مبارک باد بھی پیش کرتا ہوں کہ ہم نے اب گندم کی export بھی شروع کر دی

ہے۔ یہ تو آپ کے پاس ایک golden opportunity ہے کہ نہ صرف آپ proper wheat procurement کے ذریعے اپنے کسان کو خوشحال کریں بلکہ حکومت پنجاب اس کو export کر کے revenue بھی حاصل کرے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں دو رائے نہیں ہو سکتیں۔ جہاں تک کسان کا تعلق ہے تو آپ نے گندم کی support price ساڑھے نو سو روپے فی من مقرر کی ہوئی ہے لیکن آج مارکیٹ میں تقریباً -/800 روپے فی من خریدی جا رہی ہے۔ گزشتہ اجلاس میں محترم محسن خان لغاری صاحب نے ایک اندازے کے مطابق بتایا تھا کہ کسانوں کو کتنا loss ہو رہا ہے لیکن میں آپ کو اُس کے الٹ ایک بات بتاتا ہوں کہ حکومت پنجاب کو کتنا نقصان ہو رہا ہے، اگر آپ ہمارے کسان کو کہیں کہ ٹھیک ہے کہ -/950 روپے فی من گندم کا سرکاری ریٹ ہے۔ ہم آپ سے -/20 روپے فی من Processing Fee charge کریں گے تو میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ وہ بڑی خوشی کے ساتھ کہیں گے کہ آپ یہ کریں لیکن آپ مجھ سے ساری فصل لے لیں۔ آپ اندازہ لگا لیں کہ -/20 روپے فی من کے حساب سے ایک ٹن پر آپ کو -/500 روپے اور اگر آپ ایک سال میں دس ملین ٹن خریدیں گے تو 5 ارب روپے ریونیو ملے گا۔ ان پالیسیوں اور procedures کے بارے میں ہمیں اب out of the box thinking لانی ہو گی کیونکہ میری نظر میں یہ پالیسی heavily tilted اور heavily biased ہے جو کہ مڈل مین کی favour میں ہے، کسان کی favour میں نہیں۔ اگر ہم نے کسان کی اس طرح امداد نہیں کرنی تو ہمیں اتنے بڑے محکمہ خوراک کے رکھنے کی کیا ضرورت ہے کہ اگر وہ procure نہیں کر سکتا؟ میرے خیال میں اس کی reason صرف اور صرف یہ ہے کہ for the time being صرف گندم procure کرنی ہے۔ اگر وہ یہی نہیں کر سکتے اور مارکیٹ forces کی باتیں کرتے ہیں تو ہمیں یہ محکمہ ہی نہیں چاہئے۔ ہم نے کیوں پنجاب حکومت پر محکمہ کے ملازمین کی تنخواہوں کی صورت میں اتنا زیادہ burden ڈالا ہوا ہے کیونکہ عملی طور پر تو یہ فارغ ہیں۔ چاول تو ایکسپورٹ ہو رہا ہے اور اگر کسان براہ راست اپنی گندم فروخت کرے تو وقت پورا ہو گیا ہے جس کا مجھے احساس ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ بڑی اچھی باتیں کر رہے ہیں کہ Food security is directly proportional to the national security اس میں opportunity ہے

جناب شاہجہان احمد بھٹی: محترم وزیر زراعت تشریف فرما ہیں تو ان کی ڈیوٹی اور job ہے کہ کسانوں کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ گندم اگائیں۔ یہ ماشاء اللہ بڑی اچھی کارکردگی دکھا رہے ہیں جس کے نتیجے میں ہماری bumper crops ہو رہی ہیں لیکن دوسری طرف ہمارے کسانوں کی

شکایات بھی معزز ممبران کی زبان سے سن ہی لی ہیں۔ پالیسی اور procedure کی بات ہوئی ہے تو مجھے یہ محسوس ہوا کہ procurement کی حوصلہ شکنی کی جائے کیونکہ میں خود اس چیز کا گواہ ہوں کہ میرا منشی باردانہ لینے گیا تو محکمہ واٹر مینجمنٹ کے وہاں بیٹھے لوگوں نے اسے کہا کہ آپ نے ابھی تک پکے کھال کے پیسے نہیں دیئے۔ میں نے کہا کہ اس کا اس چیز کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اس موضوع پر اس ایوان کو cognizance لینی چاہئے کہ محکمہ واٹر مینجمنٹ کے لوگوں نے پکے کھال کرنے کے حوالے سے ہمارے کسانوں کا بُرا حال کیا ہوا ہے بہر حال یہ ایک الگ موضوع ہے جس پر علیحدہ وقت رکھا جائے۔ انہی الفاظ کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: طارق امین ہوتیانہ صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب طاہر اقبال چودھری صاحب!

جناب طاہر اقبال چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور میں کوشش کروں گا کہ نولاٹیا صاحب کے کہنے کے مطابق "کسی کی تعریف نہیں کرنی" پر پورا اتر سکوں۔ واقعی حقیقت ہے کہ میرے حلقہ انتخاب میں پاسکو نہیں ہے بلکہ وہ تحصیل میلسی اور تحصیل بورے والا سے خریداری کرتی ہے جبکہ میرے حلقہ انتخاب وہاڑی تحصیل میں چونکہ محکمہ خوراک ہے جہاں وزیر موصوف بھی تشریف لے گئے تھے جنہوں نے وہاں پر حالات کا جائزہ لیا اور پورے پنجاب کی طرح وہاڑی کے حالات بھی الگ نہیں ہیں۔ کاشتکاروں بالخصوص چھوٹے کسانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے اور جتنا ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ واقعی اس کے اندر پالیسی matter بھی ہے کہ ہماری بنائی گئی پالیسی کے مطابق پہلے ہم نے کسان کو محکمہ مال کے پاس بھیجنا ہے پھر خوراک کے پاس تو جانا ہی ہے۔ خادم اعلیٰ کی طرف سے کہا گیا تھا کہ مڈل مین یعنی بیوپاری کے کردار کو ختم کر رہے ہیں حالانکہ جب تک آڑھتی یا بیوپاری نہیں ہوگا تو اس وقت تک آپ اپنی پیداوار صحیح طور پر فروخت نہیں کر سکتے لیکن اس کے باوجود کہا جارہا ہے کہ بیوپاری کا کردار ختم کریں گے مگر اس کے اندر سب سے زیادہ فائدہ بیوپاری کو ہو رہا ہے اور نقصان almost زمیندار کو ہو رہا ہے کیونکہ وہاں پر کسان کو باردانہ ملتا نہیں ہے۔ آج خریداری شروع ہوئے 17 دن ہو گئے ہیں اور وہ بے چارے اتنے دنوں سے process میں لگے ہوئے ہیں جس کے لئے وہ تحصیل آفس کے چکر کاٹ رہے ہیں اور خریداری سنٹروں پر جارہے ہیں لیکن وہ بے بس ہیں حالانکہ کسی بے چارے کی 50 بوری ہے، کسی کی 80 بوری اور کسی کی 150 بوریاں ہیں۔ میں نے آج دو گھنٹے اپنا موبائل فون بند رکھا ہے کیونکہ وہ مجھے بار بار فون کرتے ہیں۔ وزیر موصوف

پل48 پر تشریف لے گئے اور آج بھی وہاں سے مجھے فون آیا کہ ڈیڑھ دو سو کاشتکار کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں کہ انہیں 16/17 دن سے ایک بوری بھی باردانہ نہیں ملی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا ظلم اور زیادتی ہے جس پر حکومت کو چاہئے کہ وہ باردانہ کی تقسیم کی پالیسی پر نظر ثانی کرے۔ کسی نے اپنے گھر کے اندر کوئی انڈسٹری نہیں لگائی کہ وہاں سے اٹھا کر فروخت کر دینی ہے تو اگر یہ open کر دی جائے اور اتنا process نہ ہو تو یہی بیوپاری 920/925 روپے فی من کے حساب سے زمیندار کے کھیتوں سے اٹھانے کے لئے تیار ہے اگر ہم اس پالیسی کو تبدیل کر دیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کیونکہ یہاں کے کاشتکار اور کسان بے چارے بے بس اور بے سہارا ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے اگلے سال گندم اپنی ضرورت کے مطابق کاشت کرنی ہے اور وہ کپاس کی اگیتی فصل کی طرف جا رہے ہیں تو اس چیز کو secure کیا جائے تاکہ ہماری غذائی ضروریات پوری کرنے کے لئے کسان اپنا کردار ادا کریں۔ شکریہ

جناب چیئر مین: وزیر خوراک صاحب!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): شکریہ۔ جناب چیئر مین! میرے محترم بھائیوں نے اپنی اپنی تجاویز دی ہیں اور سچی بات ہے کہ میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں کہ ہمارے بڑے معزز بھائی ہیں۔ یقیناً مختلف جگہ پر problems ہوتے ہیں لیکن ایک چیز عرض کر دوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم کے مطابق ہم نے maximum کوشش کی ہے کہ اسی پالیسی پر پچھلے سال بھی اسی طرح عملدرآمد ہوا تھا اور گزشتہ سال بھی اتنی ہی بوریاں باردانہ فی ایکڑ دی گئی تھیں۔ میرے ایک بھائی نے محکمہ خوراک اور پاسکو کو اکٹھے کر کے بات کی ہے جو کہ میرے خیال میں مناسب نہیں ہو گا کیونکہ محکمہ خوراک نے بڑی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے وقت پر اپنا ہوم ورک کیا اور وقت پر خریداری شروع کی جبکہ پاسکو نے یکم مئی سے خریداری شروع کی ہے۔ آج تک ہم اپنے ٹارگٹ کا 41 فیصد achieve کر چکے ہیں جس کے مقابلے میں پاسکو نے صرف 13 لاکھ ٹن گندم خریدنے کے ٹارگٹ میں سے صرف 24 فیصد مکمل کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ خوراک کی ہر لحاظ سے بہتر کارکردگی ہے۔

جناب چیئر مین: ایوان کا وقت مزید دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): یہ بات ہوئی کہ باردانہ نہیں ملتا تو میں اپنے ان محترم بھائیوں کے نام نہیں لینا چاہتا جن میں سے اپوزیشن کے میرے تین بھائیوں نے یہاں پر تقاریر بھی کی ہیں اور ان میں سے کچھ دوست تشریف لے گئے ہیں کہ جنہوں نے چار چار ہزار بوری باردانہ اپنے اور اپنے خاندان کے

لئے جو قاعدے اور قانون کے مطابق ان کا حق بنتا تھا وہ انہیں ملا ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی ملا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم نے کسی کو ignore کیا ہے البتہ ہم اسے ایک سسٹم میں لے کر آئے ہیں اور وہ سسٹم کیا ہے کہ 375 ہمارے خریداری سنٹرز ہیں جہاں پر ہم نے ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کو پابند کیا ہے کہ وہ وہاں پر موجود ہوں گے اور محکمہ خوراک کے لوگ بھی وہاں پر موجود ہیں۔ ہم نے پہلے دو ہفتوں میں کوشش کی کہ 50 فیصد تک باردانہ زمینداروں کو جاری کر دیں جو پہلے آتا ہے اس کا نام بھی لسٹ میں پہلے لکھا گیا ہے، ہم نے ٹوکن بھی اسی حساب سے جاری کئے ہیں تاکہ ان کو بار بار چکر نہ لگانا پڑیں اور اسی حساب سے ہمارا یہ سارا معاملہ چل رہا ہے۔ اب تک میں تیرہ اضلاع کا visit کر چکا ہوں جس طرح میرے بھائی طاہر صاحب بتا رہے تھے تو میں دو دن پہلے وہاڑی گیا تھا وہاں پر مجھے midnight کو شکایت ملی۔ میں نے "ڈی سی او" اور ان لوگوں کو کہا کہ میں انشاء اللہ کل 12 بجے آپ کے پاس ہوں گا اور سب لوگ وہاں پر موجود رہیں۔

جناب چیئرمین! میں نے پہلے دن بھی on the floor of the House. یہ کہا تھا کہ میری ذمہ داری کا حصہ کسی ایک بندے یا محکمہ کو protect کرنا نہیں ہے۔ میری ذمہ داری کا یہ حصہ ہے کہ میرے خادم اعلیٰ پنجاب کا جو حکم ہے اور ان کے vision کے مطابق ہم نے اپنے صوبہ کے زمینداروں کو facilitate کرنا ہے۔ ہم نے تقریباً 41 لوگ جو کسی نہ کسی نااہلی یا کوئی بھی negligence یا کسی کرپشن میں پکڑے گئے ہیں ان کے خلاف کارروائی کی ہے، صرف وہاڑی کے اندر جہاں پر میں گیا ہوں دو پرائیویٹ لوگ اپنی گاڑیاں enter کرنا چاہتے تھے ان کے خلاف ہم نے پرچہ درج کروایا ہے اسی طرح ایک اور بندہ جو کسی دوسرے علاقے سے گندم لا کر کسی اور سنٹر میں جو کہ پاسکو کے پاس تھا غیر قانونی طور پر وہاں لے جانا چاہتا تھا ہم نے اس کے خلاف بھی کارروائی کروائی ہے۔ میں نے آج بھی لاہور کے نزدیکی سنٹر کا visit کیا ہے جو پٹواری وہاں سے غیر حاضر تھے میں نے ڈی سی او سے اسی وقت کہہ کر ان کے خلاف کارروائی کروائی ہے اس سلسلے میں جو تجاویز پہلے دی گئی تھیں ہم نے ان کی روشنی میں بھی اقدامات کئے۔ اس کے علاوہ میں یہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ یہ وفاقی حکومت پر depend کرتا ہے اور میں آج پھر اسی بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ اگر آج بھی وفاقی حکومت ہمارا ٹارگٹ بڑھا دے تو مزید گندم کاشتکاروں سے خریدنے کے لئے تیار ہیں۔ وفاقی حکومت نے ہمیں 35 لاکھ ٹن گندم کا ٹارگٹ دیا تھا لیکن ہمارے چیف منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ہم اپنے کم وسائل میں جس طرح چاہیں arrange کریں، ہم نے 40 لاکھ ٹن گندم خریدنی ہے۔

جناب چیئرمین!اگر آج بھی وفاقی حکومت ہمارا ٹارگٹ بڑھا دے تو ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے، ہم زمینداروں کے ساتھ ہیں اور ہمارے یہ بھائی ہیں we are ready for thatیہاں پر سو یا دو سو بوری کی بات ہوئی، مختلف سنٹرز پر جہاں پر دیکھا جاتا ہے کہ بہت زیادہ رش ہے وہاں پر ایک دفعہ سو بوری فی زمیندار کو دی جارہی ہے۔ یہ طریقہ اس لئے اپنایا گیا ہے کہ اس صوبہ کی 70فیصد آبادی زراعت سے منسلک ہے اور اسی 70فیصد کے اندر سے 95فیصد وہ لوگ ہیں جو بارہ سے ساڑھے بارہ ایکڑ کے زمیندار ہیں۔اسی طرح اگر ایک بہت بڑا زمیندار آتا ہے اور وہ ایک دم اپنی زمین کی مناسبت سے اپنی ساری بوریاں لے کر چلا جاتا ہے تو ہمارا روزانہ کی تقسیم کا ٹارگٹ متاثر ہوتا ہے،اس طرح ہمارے چھوٹے زمیندار کہاں جائیں گے ؟ہماری یہ کوشش ہے کہ ہم نے چھوٹے زمیندار کو زیادہ facilitate کرنا ہے کیونکہ بڑے زمیندار تو privileged class کے لوگ ہیں اور مجھے یہ یہاں پر کہنے کی اجازت دیں کہ انہیں یہ فرق نہیں پڑتا کیونکہ ان کو پتا نہیں ہوتا کہ ہماری کتنی ہزار من گندم پیدا ہوئی ہے اور کتنے کروڑ کے ہمارے اخراجات ہیں، کیا ہو رہا ہے اور کیا چل رہا ہے ؟دراصل چھوٹا زمیندار پریشان ہے تو اس لحاظ سے ہم نے at any cost کوشش کی ہے کہ ہم ان کو facilitate کریں تو اسی لئے ان کو اس حساب سے بوریاں دی جارہی ہیں۔اسی طرح اگر ایک بندہ ایک دفعہ لائن میں آتا ہے تو اس کو دو سو بوری مل جاتی ہے اور اگر وہ دو سو بوری گندم ہمیں بیچ دے گا تو پھر دوبارہ لائن میں لگے گا جس کو ہم دوبارہ بوریاں دینے کے لئے تیار ہیں کیونکہ باردانہ ہمارے پاس موجود ہے۔

جناب چیئرمین!آج تک ہم تقریباً 2کروڑ 7لاکھ بوریاں تقسیم کر چکے ہیں اور اس کے ساتھ ہی آپ انشاءاللہ دیکھیں گے کہ وقت پر خریداری مکمل کریں گے۔آج تک ہم 14لاکھ 37ہزار ٹن گندم خرید چکے ہیں،20لاکھ ٹن کا باردانہ تقسیم کر چکے ہیں اور باقی باردانہ ہمارے پاس موجود ہے۔جہاں سے اگر کوئی شکایت آتی ہے جیسا کہ بصیر پور میں کسی سیاسی شخصیت کا بھائی زبردستی کوئی چیزیں اٹھا کر لے جاتا ہے تو اس کے خلاف FIR درج کی گئی ہے اور اس وقت وہ بندہ before bail arrest پر ہے۔ میں آپ کو یہ ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح میرے بھائی رائے اسلم صاحب کہہ رہے تھے کہ میں نے ایک بوری بھی نہیں لی تو میں بھی on the floor of the House. یہ ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ میں نے بھی ایک بوری نہیں لی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے میری ذمہ داری کا یہ حصہ ہے کہ پنجاب کے تمام باقی زمینداروں کو facilitate کیا جائے اور ہم اللہ کے فضل و کرم سے چیف منسٹر صاحب کے vision کے مطابق آگے چل رہے ہیں۔اس کے ساتھ میں آپ

کو عرض کروں کہ ہم نے ایک procedure بنا دیا ہے اور وہ procedure ایسا بنایا ہے کہ آج ہم نے کتنا باردانہ دیا ہے اور کس کے حصہ میں کتنا آیا ہے، کسی بھی وقت کوئی بھی ریکارڈ چیک کر سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ بتاتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ This is first time in the history of the Food Department. کہ میں نے ایک Performa جاری کیا ہے جس پر زمیندار کا نام، ولدیت، ایڈریس اور ٹیلی فون نمبر اگر اس کا کوئی ہے، کتنی اس کی زمین ہے، کتنی اس نے گندم بیچی ہے، کتنا اس کو باردانہ ملا، کتنا وہ باردانہ لے کر آیا اور اس چیک کا نمبر جو اس کو جاری ہوا وہ اس کے پاس موجود ہو گا۔ and immediately after the wheat procurement میں آپ کو on the floor یہ کہہ رہا ہوں کہ کوئی بھی ریونیو یا فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا بندہ اس Performa کے ہوتے ہوئے کوئی غلط کام نہیں کر سکے گا۔ میں نے ایک ایک زمیندار کے گھر میں چاہے سکول ٹیچروں کے ذریعے چیک کرواؤں یا ڈی سی او کے ذریعے چیک کرواؤں یا ہم اس پر کوئی اور mechanism بنائیں۔ ہم ایک ایک بندے کو چیک کرائیں گے اور ایک ایک زمیندار کے گھر میں بندہ چیک کرنے جائے گا کہ آپ کی کتنی زمین تھی، کتنا باردانہ ملا تھا اور آپ کو گندم کے کتنے پیسے ملے ہیں یا نہیں ملے۔

جناب چیئرمین: آپ یہ counter check کروائیں گے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب چیئرمین! یہ counter check ہے اور پہلی دفعہ ہونے جا رہا ہے اس میں ایک مہینہ لگتا ہے یا دو مہینے لگتے ہیں whatever جو کچھ بھی ہوتا ہے۔ میں نے چیف منسٹر صاحب کو یہ request لکھ کر بھجوا دی ہے۔ اگر wheat procurement کے بعد بھی اس میں ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے بندے کی کہیں بھی negligence پائی جاتی ہے یا فوڈ ڈیپارٹمنٹ جو بھی اس میں involve ہوتا ہے I don't care about that کہ وہ کتنے لوگ ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سزا ملے گی۔ میں آپ کو یہ ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کرپشن کا کوئی بھی element اگر کہیں بھی موجود ہے تو میں نے maximum کوشش کی ہے کہ اس کو at any cost ختم کیا جائے گا اور اپنے ان زمیندار بھائیوں کو مکمل طور پر facilitate کیا جائے گا۔ آج اگر میرا کوئی معزز بھائی کسی سنٹر پر جائے تو ہر چیز ریکارڈ پر موجود ہے کہ کس بندے نے کیا لیا اور کتنی گندم لے کر آیا۔ آپ اسی طرح پہلے دن کا ریکارڈ آج بھی چیک کر سکتے ہیں کیونکہ ہم نے پورے سسٹم کو محفوظ کیا ہوا ہے یہ نہیں ہے کہ ہم نے ان کو باردانہ دیا ہے اور وہ ریکارڈ ضائع ہو گیا ہے بلکہ ہر چیز کا ریکارڈ موجود ہے۔ اس کے علاوہ میرے

بھائیوں نے بہترین تجاویز دی ہیں ہم انشاء اللہ ان کو بالکل دیکھیں گے اور ان پر عمل کریں گے۔ ہاں البتہ جو ٹارگٹ بڑھانے کی بات ہے وہ میرے چیف منسٹر صاحب کا اختیار نہیں ہے کیونکہ وفاقی حکومت نے ہمیں 35 لاکھ ٹن کا ٹارگٹ دیا تھا اس میں اپنی طرف سے چیف منسٹر صاحب 5 لاکھ ٹن بڑھا چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: پانچ منٹ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): وہ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ہر لحاظ سے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم زمیندار کو facilitate کریں۔ اس کے لئے میں آج بھی حزب اختلاف کے معزز بھائیوں سے کہتا ہوں کہ اگر آج بھی وفاقی حکومت سے گندم خریداری کا ٹارگٹ بڑھتا ہے تو ہم اس کو achieve کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم اس پر کام کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ اگر ہم پہلے ہفتہ کے اندر سارا باردانہ تقسیم کر کے اور گندم خرید کر مارکیٹ سے آؤٹ ہو جاتے تو آڑھتی من مانی قیمت پر گندم خریدتے۔ ہم نے یہ بھی کوشش کی ہے کہ ہمارا محکمہ خوراک آخری دن تک مارکیٹ کے اندر موجود رہے گا کیونکہ ایسا نہ ہو کہ اگر ہم اپنا ٹارگٹ achieve کر کے علیحدہ ہو جائیں اور پرائیویٹ آڑھتی اپنی من مانی قیمت دے کر گندم زمینداروں سے خریدیں۔ میں آپ کو یہ کہہ سکتا ہوں کہ گندم کی قیمتیں مستحکم ہوئی ہیں۔ میں نے مختلف اضلاع کا visit کیا ہے، فیصل آباد کے اندر اوپن مارکیٹ میں -/900 روپے فی من تک گندم کی خریداری ہو رہی ہے۔ وہ گندم جو کہتے ہیں کہ کم قیمت پر فروخت ہوئی ہے تو اس کی ایک وجہ ہو سکتی ہے کہ یا تو وہ گندم بارش میں خراب ہو گئی، باردانہ آگے سے black ہو گیا یا کچھ اس قسم کے معاملات اس میں ضرور involve ہیں لیکن میں آپ کو اور اپنے معزز بھائیوں کو on the floor یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ sometimes I don't care about the opposition اور جو میرے بھائیوں نے کہا کہ کل ہم وہاں بیٹھتے تھے آج یہاں ہیں یہ عارضی اور وقتی چیز ہے۔ but I think this is the proper time کہ ہم صوبے کی بات کریں، اس عوام کی بات کریں۔ آج ہم جو کچھ بھی کریں گے آنے والے کل میں وہ چیز انشاء اللہ ہمارے سامنے ضرور آئے گی، ہمیں ضرور pay کرے گی تو میں اپنے معزز بھائیوں کو اپنی طرف سے اور اپنے چیف منسٹر کی طرف سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں، پنجاب کے زمینداروں کے ساتھ ہیں۔ جو باتیں ہو رہی ہیں کہ یہاں سے ٹرک جاتے ہیں میرے بھائی نے بات کی اور وہاں پر وہ اپنی چوکی یا whatever کچھ بھی اس کو کہا گیا ہے، پنجاب میں تو کوئی ایسی چوکی نہیں ہے، ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا کوئی بندہ وہاں پر نہیں بیٹھا البتہ جب یہاں سے وہ گندم سندھ میں enter ہوتی ہے تو ہم سُنتے ہیں کہ کسی نام سے کوئی فورس ضرور موجود

ہے جو کرپشن میں openly involve ہے اور مجھے as a minister یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ شاید وہاں کا کوئی وزیر بھی اس میں involve ہے۔ یہ تماشا کب تک ہوتا رہے گا؟ اس calibre کے لوگوں کو کرپشن کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے اور خدا کی قسم میں اس پر convince ہوں کہ آج اس قوم کا جو نمائندہ کرپشن کرتا ہے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی گندی چیز میں جا کر منہ ڈال دے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آج میں فیڈرل گورنمنٹ کو بھی یہ کہنا چاہتا ہوں اور وزیر اعظم سے بھی یہ تقاضا کرتا ہوں کہ وہ وزیر اعلیٰ سندھ کو کہیں کہ وہ اپنے اندر وزیر اعلیٰ پنجاب جیسی جرأت پیدا کریں اور یہ کرپشن بند کرائیں اور اس فورس کو گرفتار کرائیں جو private buyers ہماری گندم خرید کر ایکسپورٹ کے لئے port پر لے کر جاتے ہیں ان سے بھتہ لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ نے یہ خط لکھا ہے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں on the floor یہ کہہ رہا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ میری بات through the media سب جگہ سُنی جائے گی۔ میں خط بھی لکھوں گا اور اپنے چیف منسٹر صاحب کو بھی کہوں گا اس سے پہلے بھی ہم کہہ چکے ہیں، چیف منسٹر صاحب بھی یہ بات کر چکے ہیں۔ میں یہ بات دہراؤں گا اور ہم بار بار کرتے رہیں گے، یہ کرپشن اور تماشا کب تک اس قوم کے ساتھ ہوتا رہے گا؟

جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائیوں کا بہت مشکور ہوں جنہوں نے بڑی خوبصورت تجاویز دی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کو ضرور دیکھیں گے اور جو چیز جہاں applicable ہو گی ہم اس پر یقیناً عمل کریں گے۔ میرے بھائی نولاٹیا صاحب نے بہت خوبصورت speech کی ہے۔ میرے پاس ان کے حلقے کا جو ریکارڈ تھا وہ یہ تھا کہ شاید انہوں نے اپنے اور اپنی فیملی کے لئے تین ہزار کے قریب باردانہ وصول کیا ہے لیکن جب میں نے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ تین ہزار نہیں ہم نے دس ہزار بوری لی ہے، میرا خاندان بہت بڑا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب تو وقت آگیا ہے کہ سب برابری کی بنیاد پر آگے چلیں اور بات کریں۔ میں یہ بات own کرتا ہوں کہ اس میں حکومت یا اپوزیشن کی بات نہیں ہے۔ ہم نے positive بات کرنی ہے، پنجاب کے زمیندار کی بات کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: ایوان کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): اپنی اس بات کو ختم کرنے سے پہلے میں خادم اعلیٰ پنجاب کی اس بات کو بھی appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک کے اندر بجلی کا مسئلہ ایک بہت بڑا disaster ہے،

یہ ایک سازش ہے لیکن وزیر اعلیٰ صاحب چین میں energy sector کے اندر بہترین قسم کے agreements کر کے آئے ہیں۔ میں اس چیز پر بھی اپنے چیف منسٹر کو سلام پیش کرتا ہوں کہ ایک subway بن رہی ہے جو لاہور سے شروع ہو گی اور اسے پانچ سال میں مکمل کیا جائے گا۔ پنجاب کے عوام کی محبت جس طرح ان کے دِل میں ہے، جس طرح میرے بھائیوں نے ذکر کیا کہ وہ سیلاب زدہ علاقوں میں پھرتے رہے اور انہوں نے بہت کام کیا میں اس کو بھی appreciate کرنا چاہتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(100)/2011/398. Dated. 12th May 2011. The following Order, made by the Acting Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred on me under clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, **I, Rana Mashhood Ahmad Khan,** Acting Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby prorogue the Assembly with immediate effect.

Lahore, the
12th May 2011

RANA MASHHOOD AHMAD KHAN
ACTING SPEAKER"